ایک نہائت ناقص کوشش ہے۔

ادھر عقل انسانی کو رحمانی انصاف کا یہ کامل یقین ہے ادھر اس
دُنیائے فانی میں لاکھوں اعمال، لاکھوں محنتیں، لاکھوں مشقتیں ہر روز
برباد جا رہی ہیں۔ نہایت قابل، نہایت ذی استعداد، نہایت مفید

خلائق زندگیاں دیکھتے دیکھتے لقمۂ اجل ہو رہی ہیں۔ کیا حیاتِ انسانی کا آخری حشر یہی ہے؟ عقلِ سلیم کو یہ نظریہ قبول نہیں۔ کوشش کو پھلنے کا، لیاقت کو درجۂ کمال تک ترقی کرنے کا، محنت کو بار آور ہونے کا موقعہ ضرور ملنا چاہیئے۔

اگر اس حیات سے اس پہلو میں نا اُمیدی کی مثالیں بہت ہیں۔ تو ضرور اس حیات کے بعد دیگر حیات ہونی چاہیئے۔ انسانی عقل اسی اُمید پر زندہ ہے اور مذہب کی طرف سے یہ نوید جاں فزا ہمیشہ ملتی رہی ہے۔ کہ اس جسم کو رُوح کی قبر نہ بننے دیا جائیگا۔ موت جسم کی ہوتی ہے۔ آتما کی نہیں۔ جسم مُرکب ہے اِس لئے فانی ہے۔ آتما غیر مُرکب ہے۔ اِس لئے باقی ہے۔ نتیجہ ہے۔ فنا کی آنچ روح پر نہیں آ سکتی ؎

اے غیر فانی! تو نہیں مرے گا۔ تو نہیں مرے گا۔ مت ڈر۔ اتھرو وید ۲۷/۲۴ [۴]

تو جسم سے آزاد ہو کر رُوح کہاں جاتی ہے؟ رُوح کو اسی لئے ہی تو غیر فانی مانتے ہیں۔ کہ یہ اپنی قابلیتوں کی ترقی کر سکے۔ اپنی مشقت کی کھیتی کو پھلتا پھولتا دیکھ سکے۔ عالمِ عمل میں اِسے اسی لئے بھیجا گیا۔ کہ اسے اپنی طبعی استعداد کے جوہر دکھانے کا موقعہ ملے۔ کیا اسی ایک حیات میں آتما کی طبعی استعداد کا پُورا اظہار ہو گیا؟ کیا اب اسے اور عمل کی ضرورت نہیں رہی؟ مرتے وقت اکثر انسانوں کی رُوحانی اور ذہنی حالت کا ناقص ہونا پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ ابھی انہیں اور موقعہ ملنا چاہیئے۔ جس رحمانی طاقت نے رُوح کے ارتقا کے لئے اِس حیات کا موقع مہیّا کیا۔ وہ اسی طرح اور موقع بھی مہیّا کرنے کی ضامن ہے۔ اور اگر اُس نے اس عالمِ آب و گِل کے اِنتخاب میں اس دفعہ غلطی نہیں کی۔ تو جن ارواح کو اسی عالم سے ابھی اور فائدہ اُٹھانیکی ضرورت

[۴] सोऽरिष्ट न मरिष्यसि न मरिष्यसि मा बिभेः । अ: ८. २. २४.

ہے۔ انہیں اس میں پھر پیدا ہونے دے گی۔ موجودہ حیات میں مختلف اشخاص کے مختلف مقسوم، مصیبتوں، راحتوں، اور رُوحانی اور ذہنی ملکوں کے درجات، میں غیر مساوات اس بات کی شاہد ہیں۔ کہ انسان کو اپنے طبعی ملکات کو ترقی دینے کا یہ پہلا موقعہ نہیں ملا۔ غیر مرکب رُوح جہاں باقی ہے۔ وہاں ازلی بھی ہے۔ اس کے قویٰ کا ارتقا نہایت قدیم زمانے سے ہوتا چلا آیا ہے۔ اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا،

فلسفہ میں اس نظریئے کو نظریۂ تناسخ کہتے ہیں۔ دُنیا کے بعد کی ہستی تو ہر ایک مذہب نے قبول کی ہے۔ لیکن زندگیوں کے تواتر کے قائل بعض مذاہب نہیں ہیں۔ قرآن اور انجیل کی تعلیم کچھ ہو۔ مُروجہ اسلام اور عیسائیت فقط دو زندگیوں کے قائل ہیں۔ ایک موجودہ زندگی اور ایک قیامت کے بعد کی زندگی۔ موجودہ زندگی ان مذاہب کے نزدیک عالم عمل ہے۔ اور عقبیٰ میں فقط جزا ہوگی۔ سوال کیا جا سکتا ہے۔ کہ عالمِ عمل ایک ہی زندگی میں ختم کیوں ہو جاتا ہے؟ کئی لوگ عالمِ طفلی میں ہی موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بعض طویل عمر پاکر بھی اپنے ذہنی اور رُوحانی ملکات کو کافی نشوونما نہیں دے پاتے۔ انہیں اس نشوونما کا اور موقعہ نہ دیئے جانے کے دو موجب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اُن کی موجودہ ترقی کو ہی کافی سمجھا جائے۔ دُوسرا یہ کہ اس موقعے کے ایک دفعہ بہم پہنچانے میں پرمیشور کو اپنی غلطی معلوم ہو۔ اور وہ دوسری دفعہ اس سہو سے پرہیز کرے۔ یہ دونوں موجب غیر اطمینان بخش ہیں۔ انسانی عقل عالمِ عمل میں پھر پھر آسکنے کو ایک نہائت ہی معقول نظریہ تسلیم کرتی ہے۔ رُوح کے ملکات کے نشوونما کا یہ مقام ہمارے تجربے میں آچکا ہے۔ اور آئندہ رُوحانی کمال حاصل ہونے سے پیشتر اس سے مختلف عالمِ حیات کا قیاس،

معقول قیاس نہیں۔ اسی عالمِ آب و گِل میں رُوحانی ارتقا کا سامان بہت ہے ۔

عیسائیت اور اسلام میں اس زندگی کے بعد روزِ قیامت تک تو تمام رُوحوں کا
محض تعطّل کے عالم میں رہنا تسلیم کیا گیا ہے ۔ اور اس کے بعد اہلِ ایمان کے لئے ابدی
جنت اور اہلِ کُفر کے لئے ابدی دوزخ کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ اہلِ اسلام قبر میں
پہنچنے کے بعد منکر اور نکیر کے ساتھ سوال و جواب اور اُن کے ہاتھوں عذابِ قبر
کے کوائف کے قائل ہیں مگر یہ بھی ایک عارضی صُورت ہے۔ رُوحانی ارتقا کی نہایت
غیر مکمّل حالت میں ہی یہ عرصہ بیکار جانے دیا جانا۔ یہاں تک کہ دوزخ کے مستحق کو
بھی ہمیشہ ایک عارضی زندگی کے ثمر کی شکل میں ابدی دوزخ کی سزا ملتی ہے ۔ اس
عرصے میں موقعۂ اصلاح نہ مل سکنا۔ رحمٰن پرمیشور کی شانِ رحمانیت کے منافی ہے
خود اسلام اور عیسائیت میں ابدی دوزخ کے مسئلہ کے خلاف صدائے احتجاج
بلند ہوئی ہے ۔ اور اس وقت اِن دونوں مذاہب میں ایسے فرقے نمودار ہو گئے
ہیں ۔ جو دوزخ کو ابدی نہیں مانتے۔ محدود گناہ کا ثمر اُن کی نگاہ میں محدود ہی
ہونا چاہئے۔ اس لئے دوزخ کی میعاد اِن فرقوں کے اعتقاد کے مطابق ایک
محدود مدت ہے ۔ ہر گنہگار اس میعاد کے ختم ہونے پر بہشت میں داخل کر دیا
جائے گا۔ بالآخر سب ارواح کا مقام بہشت ہی میں ہونا ہے۔ رحیم پرمیشور کی
یہ رحمت اِن فرقوں کی نظر میں شانِ رحمانیت کا نہایت کامل اظہار ہے۔
مگر فلسفیانہ قیاس بہشت کی ابدیت اور عمومیّت کی اس تشریح سے مطمئن
نہیں ہو سکتا۔ اگر جنت کی نعمت آخر میں غیر مشروط طور پر عام کر دینی تھی۔ تو شروع
میں ہی اس پر عمل یا عقیدے کی قید کیوں لگائی گئی ؟ کس لئے ارواح کی اتنی
بڑی تعداد کو عالمِ عمل کی زحمت برداشت کرائی گئی ؟ اگر دوزخ کی عارضی
تکلیف کے بعد ایک محض بے ثواب شخص کو بھی جنت میں جانے کا حق مل جانا

ہے۔ تو اس تکلیف سے پیشتر اس نعمت کے حصول کے لئے عمل ضروری کیوں ہے؟
ارواح کی ایک جماعت تو اعمال کی قیمت ادا کر کے جنّت کی نعمت کو اپنی استعداد
کے دامنوں حاصل کرتی ہے۔ اور ایک اور جماعت محض دوزخ میں رہنے کی وجہ
سے جو اس کی اپنی بد اعمالی کا نتیجہ ہے۔ اس نعمت کی مفت میں ہی مستحق سمجھی جاتی
ہے۔ خدا کے بندوں کی دو جماعتوں سے یہ غیر مساوات کا سلوک کیوں؟
بغیر عمل کے جنت کا دروازہ کھُل جانے کی صُورت میں عمل کی اہمیّت محض ہیچ
ہو جاتی ہے؛

ویدک دھرم میں جہاں آواگون کا مسئلہ قبول کرنے سے رُوح کو عمل کے
لاتعداد موقعے عطا ہوئے سمجھے جاتے ہیں۔ وہاں نجات پر بھی عمل کی ناگزیر شرط
ہے۔ جس سے نہ تو رحیم پربھو کی طرف سے نعوذ باللہ بے انصافی کا امکان رہ
جاتا ہے۔ اور نہ ہی جنس عمل کی بے قدری مُتصوّر ہو سکتی ہے؛

رشی دیانند نے ستیارتھ پرکاش کے تیرہویں اور چودھویں سملاس میں
بالترتیب عیسائیت اور اسلام کے ان عقائد کے خلاف آواز اُٹھائی تھی۔ اسی
زمانے میں انگلستان کا فیلسوف جان سٹوارٹ مِل مذہبی مضامین پر اپنے خیالات
قلم بند کر رہا تھا۔ جو اُس کے مرنے کے بعد ایک کتاب کی صُورت میں طبع ہوئے۔ ان
میں رُوح کو غیر فانی مان کر مرنے کے بعد کی کیفیت، اس عالم عمل سے مختلف قیاس
کرنے کے نظریہ کو عقلاً غلط قرار دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر میک ٹیگرٹ۔ جو ایک اور انگریز
فلاسفر ہیں۔ اُنہوں نے آواگون کے مسئلہ پر منطقیانہ بحث کی ہے۔ اور رُوح کے
بقا کی اسی صُورت کو معقول سمجھا ہے۔ ایمرسن نے اس اصول کو اتنا صریح۔ اتنا
سریع الفہم سمجھا ہے۔ جیسے دو اور دو چار۔ پروفیسر وارڈ نے گفٹرڈ لیکچر
دیتے ہوئے اس نظریہ پر صاد کیا۔ کولرج۔ لوول۔ ہارٹ مین۔ گاس۔ لانگ

نسیلو - شیلے - ورڈس ورتھ - براؤننگ - ٹینسن - آہن - ہوئیبر - شلیمہ - لینڈن ایلڈ ٹرچ - گیٹے - شیلر وغیرہ مغربی شعراء نے مزے لے لے کر اس حقیقت کو اپنی دلآویز نظموں میں ستجلی کیا ہے۔

رشی کی تقلید اہل اسلام کے حق میں بھی اکارت نہیں گئی۔ سر سید احمد رشی کے ہمعصر تھے۔ انہیں رشی کے قدموں میں بیٹھنے کا اکثر اتفاق ہوتا تھا۔ سر سیّد نے قرآن کی ایک تفسیر لکھی۔ جو مروجہ تفاسیر سے بہت مختلف تھی۔ مولوی الطاف حسین صاحب حالی نے اپنی تصنیف حیاتِ جاوید میں ان اختلافات کی ایک جدول دی ہے۔ اس میں سے مندرجہ ذیل فقرہ مضمون زیر بحث سے تعلق رکھتا ہے:۔

> اس طرح معاد کے متعلق جو کچھ بیان ہوا ہے۔ جیسے بعث و نشر۔ حساب و کتاب۔ میزان۔ صراط۔ جنّت۔ دوزخ وغیرہ وہ بھی مجاز پر محمول ہے۔ نہ کہ حقیقت پر۔

مولانا شبلی ابھی پچھلے دنوں اسلام کے ایک جیّد عالم ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنی تصانیف میں نہائت عالمانہ پیرایہ میں اسلام کے مروّجہ عقائد کا نقشہ ہی بدل دیا ہے۔ آریہ سماج کے مسلماتِ ازلیات ثلاثہ و شرتی سمرتی کو اور اس عقیدہ کو کہ نبوت کا انحصار خیال اور عمل کے کمال پر ہے، نہ کہ خرق عادت پر مولانا نے قبول کیا ہے۔ دوزخ و جنّت کے متعلق اُن کا مندرجہ ذیل فقرہ قابل غور ہے:۔

> سزا و جزا کے متعلق تمام اہل مذاہب کا یہ خیال تھا۔ اور آج بھی ہے۔ کہ انسان جب خدا کے احکام کی تعمیل نہیں کرتا۔ تو خدا اس سے ناراض ہوتا ہے۔ اور چونکہ دُنیا دار العمل ہے۔ اس لئے یہاں تو انسان

کو سزا نہیں ملتی۔ لیکن جب قیامت میں خدا مسند حکومت پر متمکن ہوگا۔ تو تمام معاملات اُس کے حضور میں پیش ہونگے۔ اور خدا حسب مراتب لوگوں کو اُن کی نافرمانیوں کی سزا دے گا۔ اسی طرح جن لوگوں نے اطاعت اور فرماں برداری کی ہے۔ اُن کو صلے اور انعامات ملیں گے

....

لیکن یہ عذاب و ثواب کی اصلی حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ اصل حقیقت کے عام فہم کرنے کا ایک پیرایہ ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جس طرح جسمانیات میں اسباب و علل اثر اور مؤثر کا سلسلہ ہے۔ مثلاً سنکھیا قاتل ہے۔ گلاب محرک نزلہ ہے۔ املتاس مسہل ہے۔ اسی طرح یہی سلسلہ رُوحانیات میں بھی قائم ہے۔ نیک و بد جس قدر افعال ہیں اُنکا نیک یا بد اثر رُوح پر مترتب ہوتا ہے۔ اچھے کاموں سے رُوح کو انبساط ہوتا ہے۔ بُرے افعال سے انقباض۔ آلودگی اور نجاست کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ وہ نتائج ہیں۔ جو اس سے جدا نہیں ہو سکتے۔...... غرض اچھے افعال سے رُوح میں جو سعادت کا اثر پیدا ہوتا ہے۔ اور بُرے کاموں سے جو شقاوت حاصل ہوتی ہے۔ اُسی کا نام عذاب و ثواب ہے ؛

(الکلام صفحہ ۱۳۶ تا ۱۴۰)

لاہور میں پچھلے دنوں ایک فرقے کی بُنیاد پڑی۔ جس کا نام اہل قرآن ہے۔ آریہ سماج کی دیکھا دیکھی اس فرقے نے اپنے ایمان کی بُنیاد فقط ایک آسمانی کتاب پر ہی قائم کی۔ جس جنّت میں حضرت آدم رہتے تھے۔ اُس کے متعلق تو مولینا عبداللہ چکڑالوی اپنی کتاب "حجت الاسلام" میں

رجس کے صفحہ ا پر یہی مرقوم ہے کہ
اس کتاب (ستیارتھ پرکاش) کے آخر ایک چودہواں باب ہے۔ جس میں
خاص اسلام پر اعتراض کئے گئے ہیں۔ انہی اعتراضوں کا جواب ہم
دینا چاہتے ہیں ؎
ارقام فرماتے ہیں :-
تمام قرآن مجید میں آدم اور اس کی بیوی کو بہشت میں داخل کرنے
کا کہیں بھی ذکر نہیں آیا ہے .... جس جگہ جنت میں
اس کی سکونت کا ذکر ہے۔ وہاں جنت سے دنیا کا باغ مراد ہے ؎
(صفحہ ۷۹)
مولٰینا کا یہ ارشاد آریہ سماج کے عقیدے کے کس قدر مطابق ہے !
نفخ فی الصّور کے متعلق فرماتے ہیں :-
جو لوگ نفخ کے معنے پھونک اور صور کے معنی نرسنگے کے کرتے ہیں
وہ قرآن مجید سے بے خبر ہیں ...... اصلی ترجمہ اس طور ہے -
اور پیدا کی جائے گی روح عقلی مندوں کی صورت میں - (صفحہ ۴۵)
شراب طہور کے بارے میں تحریر فرمایا ہے :-
جہاں کہیں شراباً طہوراً کا لفظ آتا ہے - وہاں یہ حرام شراب مراد
نہیں ہوتی - بلکہ اور حلال چیزیں پینے کی مراد ہیں - مثلاً شہد -
دودھ - پانی وغیرہ ؎ (صفحہ ۹۳) ؎
شفاعت کے مضمون پر لکھتے ہیں :-
خلاصہ مطلب یہ ہے - کہ قیامت کے دن شفاعت بمعنی سفارش
ہرگز نہیں ہوگی - بلکہ محض بمعنی شہادت ہی ہوگی - اور شاہد صرف

اپنے دیدہ شنیدہ واقعات ہی کی شہادت دے سکیں گے اور بس۔ (صفحہ ۶۰)

ہزاد جزا کے عام مضمون پر بحث کرتے ہوئے ہم بہت جلدی دوزخ اور جنت کی تفصیلی نعمات پر آ گئے ہیں۔ یہ اس خیال سے کہ اہل قرآن کے اس مضمون کے جدید مسلمات جو ستیارتھ پرکاش کی تردید (؟) یا ہمارے خیال میں تقلید میں اختیار کئے گئے ہیں۔ یک جا مذکور ہو جائیں۔

ستیارتھ پرکاش کے چودھویں سملاس کا جواب مولینا ثناءاللہ صاحب اہل حدیث، امرتسری نے بھی ارقام فرمایا ہے۔ ان کے جوابی رسالے کا نام "حق پرکاش" ہے۔ یہ مولینا ہمارے خیال میں مروجہ اسلام کے زیادہ نزدیک رہے ہیں۔ سزا و جزا کا عام عقیدہ وہی قائم رکھا ہے۔ مگر تفصیلات میں کچھ شکست و ریخت فرمائی ہے۔ چنانچہ حوروں کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

جو کوئی عورتوں سے جماع کی طاقت نہ رکھتا ہوگا۔ اس کو کوئی عورتیں نہ ملیں گی۔ بلکہ اگر کسی کو ایک عورت سے بھی مثل آپ (رشی دیانند) کے تکلیف پہنچے گی۔ تو ایک بھی نہ ملے گی۔ (صفحہ ۱۹۷-۱۹۸)

شراب طہور کے بارے میں ان مولینا کی تاویل مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کی تاویل سے ملتی جلتی ہے۔ فرمایا ہے:۔

جنت کی شراب کو دنیا کا میٹھا اور لذیذ دودھ سمجھنا چاہئے صفحہ ۲۰۱

شفاعت کے بارے میں ان مولینا کی رائے کچھ اور ہے۔ فرماتے ہیں:۔

قرآن اور سید الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و اتباعہ وسلم کی

سفارش ہی کیا کم ہے۔ کہ ان کے وسیلے سے بہت سے کفار نا ہنجار راہِ راست پر آ گئے۔ (صفحہ ۶۹) ؎

مسلمان علماء کی تحاریر میں سے ہم نے، مشتے نمونہ از خروارے، چند ایک اقتباسات پیش کئے ہیں۔ ہر تحریر مصنّف کی ذہنی استعداد کی جیتی تصویر ہے۔ مولینا شبلی کا دماغ وسیع مسائل پر گیا ہے۔ مولینا عبداللہ صاحب اور مولینا ثناء اللہ صاحب چند تفاصیل کی ہی تاویل کر پائے ہیں۔ اِن اقتباسات سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ کہ رشی دیانند کے اعتراضات نے عالم اسلام میں ایک وسیع ہیجان پیدا کیا ہے۔ فقط اسلام پر ہی کیا منحصر ہے۔ اب کسی بھی مذہب کے مولینا سوئے نہیں رہ سکتے۔ سب اپنے اپنے عقائد کی پڑتال کرنے اور انہیں معقول، اور سوسائٹی کی نظر میں شائستہ صورت دینے پر مجبور ہوئے ہیں ؎

حضرت غلام احمد صاحب قادیانی کے قائم کردہ فرقہ احمدیہ کا ذکر اب تک ہم نے اس لئے نہیں کیا۔ کہ اس کتاب کا روئے سخن ہی اسی جماعت کے ایک کارکن صاحب کی طرف ہے۔ دوزخ کی ابدیت کو تا حال ہندوستان کے اسلامی فرقوں میں سے اسی فرقے نے جواب دیا ہے۔ سزا جزا کے عام مسئلے پر اس جماعت کے کسی معزز رکن نے اب تک فلسفیانہ غور نہیں فرمایا۔ عالم جنت کی تفصیلات کے متعلق جہاں مختلف احمدی مصنّفوں کے خیالات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ وہاں کسی ایک اہل خیال نے بھی ان تفاصیل کی ایسی فیصلہ کن تاویل جس سے اور نہیں تو خود تاویل کرنے والے صاحب کا دل ہی مطمئن ہو۔ نہیں کی معلوم یہ ہوتا ہے۔ کہ اس فرقے کا نقطۂ نظر ابھی وضع ہو رہا ہے۔ پرانے اور نئے نظریوں میں کشمکش کا عالم جاری

ہے ؛

جماعت احمدیہ کے دو فرقے ہیں - ایک قادیانی اور دوسرا لاہوری۔ مولینا محمد اسحاق صاحب مُقدم الذکر فرقے سے تعلق رکھتے ہیں - ان کی تصنیف، حدوثِ روح و مادہ، قادیان کے صیغہ اشاعت کی طرف سے طبع ہوئی ہے - اس میں مولینا لکھتے ہیں :-

بہشت میں خالص شیریں شہد کی نہریں ہوں گی . . . . ہر قسم کے پاک و طیب پرندوں کا لذیذ گوشت بھی وہاں ملیگا (صفحہ ۱۰۹)

پھر فرمایا ہے :-

موتی کی طرح خوبصورت بچوں کا ساقی بن کر پاکیزہ شراب کے پیالے پھر ان پیالوں پر بہشتیوں کی آپس میں باوقار چھپنا جھپٹی - پھر نو عمر خوب صورت گورے رنگ کی - کالی آنکھوں والی - ہم عمر کنواری - شرمیلی - پاکیزہ بیویاں . . . . . ایک نہیں - دو نہیں - تین نہیں بلکہ ستر ستر ہوں گی - مگر رقابت کا نام نہ ہوگا - نزاکت ایسی کہ پنڈلی کا گودا نظر آئے گا - (صفحہ ۱۱۰) ؛

اس دنیا کی شراب بالعموم تلخوش ہوتی ہے - مگر بہشت کی شراب نہایت لذیذ - (صفحہ ۱۲۷) ؛

ستر ستر حُوریں ہونگی - مگر اس دُنیا کی طرح بُرا نتیجہ نہ ہوگا - ایک مرد چونکہ زیادہ عورتیں سنبھال نہیں سکتا - بدیں وجہ بعض عورتیں دوسرے مردوں کی طرف جھک جاتی ہیں - مگر مردوں میں کمزوری از نقائص نہ ہونگے - (صفحہ ۱۲۹)

لاہوری پارٹی کے خواجہ کمال الدین صاحب فرماتے ہیں :-

واقعی قرآن میں باغوں - درختوں - شیر و شہد - میوہ جات
اور متعدد دیگر اشیاء کا ذکر ہے - مگر وہ الفاظ استعارے کے طور پر
استعمال ہوئے ہیں + (خطبہ کانفرنس زندہ مذاہب) ؛

آج ہمارا روئے سخن مولوی عبدالحق صاحب کی طرف ہے - یہ بھی
اسی لاہوری پارٹی کے رکن ہیں - انہوں نے "اسلام پاک پر آریہ سماج
کے سب سے بڑے اعتراض کا ویدوں کے مجموعہ حاضرہ کی زبان سے
جواب" تحریر فرمایا ہے - جس کا نام رکھا ہے "ویدوں کا بہشت" - ان
مولانا نے اسلامی بہشت پر رشی دیانند کے اعتراضات کا خلاصہ ان
الفاظ میں رقم فرمایا ہے :-

(ا) مسلمانوں کے بہشت میں دنیا کی چیزیں ہیں ؛
(ب) مسلمانوں کا بہشت گوکلئے گوسائیوں کے گولوک اور مندر کی
طرح معلوم ہوتا ہے - جہاں کہ عورتوں کی تعظیم و تکریم بہت ہے -
آدمیوں (غالباً مرد مراد ہیں) کی نہیں ؛
(ج) خدا نے بہشت میں بی بیوں کو ہمیشہ کے لئے رکھا ہے نہ کہ
مردوں کو
(د) بھلا یہ بہشت ہے یا طوائف خانہ ؟
(ہ) مسلمانوں کا بہشت چونکہ ہمیشہ کے لئے ہے - یہ بے انصافی
ہے - اعمال تو محدود اور ان کا ثمرہ لامحدود ؛
(و) مسلمانوں کے بہشت میں شراب کی ندیاں بہتی ہیں - باغ ہیں -
نہریں ہیں - مکان ہیں - میوے ہیں - حور و غلمان ہیں ؛

اس فہرست کے اختتام کے بعد مناسب تو یہ تھا - کہ مولینا ان اعتراضات

کا مفصّل جواب تحریر فرماتے۔ ستیارتھ پرکاش میں نقل کردہ آیات کی تفسیر کرتے۔ جس سے معلوم ہوتا۔ کہ حضرت مولینا بہشت کی اِن تفاصیل کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں۔ اپنی کتاب کے خاتمہ کے قریب مولینا نے آریہ سماجیوں کو یہ لفظ سُنانے کے بعد فرمایا ہے :۔

وہ روحانیات کی سرزمین میں ایمانیات کا ایک باغ ہے۔ کہ جس کے نیچے اعمال صالحہ کی ہمیشہ جاری رہنے والی نہریں بہتی ہیں۔ کہ جن کی وجہ سے اس باغ کی شادابی ہے۔ ابدالاباد تک کوئی نقص واقع نہ ہوگا۔ بلکہ اس کی شاخیں ہمیشہ ہمیشہ ثمراتِ طیبّہ سے جھُکی ہوئی رہیں گی۔ یا وہ ایک کلمہ طیبّہ ہے۔ جس کو انسان اس دُنیوی زندگی میں ایمانیات کی زمین کے سپرد کرکے اعمال صالح کی نہروں سے اُسکی آبیاری کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کی شاخیں آسمان سے بلند ہو جاتی ہیں اگرچہ اس کا ظل اس زندگی میں آرام اور راحت قلبی کے پھل دیتا ہے۔ مگر اس کے حقیقی ثمرات آئندہ زندگی میں واضح طور پر نمودار ہوں گے۔ یا وہ عفت و عظمت کی ایک شمع ہے کہ جس کو انسان اپنے اعمال طیبّہ کے نورانی روغن سے آئینۂ تطہیر کے فانوسی غلاف میں روشن کرتا ہے۔ کہ جس سے اس کی رُوحانیت کا ذرہ ذرہ جگمگا اُٹھتا ہے۔ (ویدوں کا بہشت صفحہ ۱۳۱) :

یہ جنّت قرآنی کا وہ نقشہ ہے۔ جسے احمدی حضرات کی ایک جماعت اپنی تاویلوں کے ذریعہ صفحۂ قرطاس پر لانا چاہتی ہے۔ حُور و غلمان اور شراب وکباب کا جو رنگ مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی محمد اسحٰق صاحب نے باندھا ہے۔ مولانا عبدالحق صاحب اس سے بیزار معلوم ہوتے ہیں۔ ان مولانا نے بہشت

کی ابدیت کی بُنیاد اعمال صالحہ کے تواتر پر قائم فرماکر بہشت کو لفظ عالمِ جزا نہیں رہنے دیا۔ اسلامی عقیدۂ بہشت میں مولینا کی یہ بہاثرت قابل ترمیم ہے۔ مولینا اگر اس نقطے پر بھی غور فرما لیتے۔ کہ مُکتی کی حالت کے اعمال اپنی جزا اپنے آپ تو ہیں۔ لیکن ان سے کوئی دیگر ثمر مترتب نہیں ہوتا۔ تو اُن کی بُنیاد پر نجات کی ابدیت کی عمارت کھڑی نہ کرتے۔ موجودہ حیات کے اور عالم نجات کے، اعمال میں یہ بدیہی فرق ہے۔ کہ موجودہ زندگی کے اعمال ہمارے اپنے انتخاب کا پھل ہیں۔ ہم بُرائی کر سکتے ہیں۔ لیکن نہیں کرتے۔ اس لئے اس کا ثواب حاصل کرتے ہیں۔ عالم نجات میں آتما بُرا کام کر ہی نہیں سکتی۔ اس بارے میں اس کی کیفیت کچھ مُدت کے لئے وہی ہو جاتی ہے۔ جو پرمیشور کی۔ پرمیشور ہمیشہ مشغول ثواب رہتا ہے۔ لیکن اُس کا ثمر نہیں پاتا۔ یہی حالت مُکت آتما کی ہوتی ہے۔ مکتی اس عالم حیات کے اعمال کا پھل ہے۔ محدود اعمال کا پھل محدود ہوتا ہے۔ اس لئے مُکتی کی انتہا ہے۔ مُکتی کی حالت کے اعمال اپنا پھل آپ ہیں۔ ان سے مُکتی کی معیاد کی توسیع نہیں ہو سکتی۔ استعاروں کے پردہ میں مولینا کا یہ اعتقاد بھی رہ رہ کر ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ مولینا موجودہ زندگی کے رُوحانی سرور کو عالمِ نجات کے سرور کا ظِلّ سمجھتے ہیں۔ ویدوں کے بہشت کی کیفیات کا مُطالعہ کرنے کا یہ بدیہی پھل ہے۔ وید نے اس زندگی کے پاکیزہ سرور کو سورگ مانا ہے۔ مُکتی سورگ کی انتہا ہے۔ جس کا آغاز اسی زندگی میں ہوتا ہے ؎

اگر مولینا بہشت کی یہ تفسیر قرآن کریم کے لفظوں میں ہی ناظرین کے پیش نظر فرما دیتے۔ تو جہاں اُن کا اپنے ہم مذہب بھائیوں پر یہ احسان ہوتا۔ کہ اُن کی عبادات کا مقصد خالص رُوحانی لذات رہ جاتیں۔ وہاں ہم بھی یہ دیکھکر بہت مسرور ہوتے۔ کہ رشی کے اعتراضات کا جواب وہی دیا گیا ہے۔ جو رشی

کو مطلوب تھا۔ رشی دیانند کا یہ قول زریں الفاظ میں لکھنے کے قابل ہے :۔

اِس تحریر کا مُدعا انسانوں کی ترقی ہے۔ حق و باطل کی تمیز کے لئے تمام مذاہب کا کچھ نہ کچھ علم ہونا ضروری ہے۔ جس سے باہم مقابلے کا موقعہ ملے۔ اور لوگ ایک دوسرے کے عیوب کی تردید کر کے خوبیوں کو اختیار کریں۔ (ستیارتھ پرکاش کا چودھواں سملاس تمہید ضمنی)؂

ہمیں افسوس ہے۔ کہ مولینا نے اعتراضات کے جواب کا یہ راستہ اختیار نہیں فرمایا۔ اس کے برعکس حضرت مولینا نے کوشش یہ کی ہے۔ کہ جو نقص اسلامی بہشت پر آریہ سماجی معترض عائد کرتے ہیں۔ انہیں کا خاکہ وید کے اوراق میں دکھایا جائے۔ بالفرض وید پر بھی وہی نقص عائد ہو جائے۔ تو کیا قرآن اس استدلال کے طفیل نقص سے مُبرّا ہو جائے گا؟ دو اغلاط سے ایک صحیح بات کیونکر بن جائیگی؟

مولینا فرماتے ہیں :۔

ستیارتھ پرکاش سملاس ۱۳ و ۱۴ وغیرہ میں دیانند نے غیر مذاہب کے اِس عقیدے پر اعتراضات کیوں کئے؟ جبکہ اُن کے اپنے گھر میں سب کچھ موجود تھا؟ (اعتراضات صفحہ ۶ و ۷)؂

مولینا نے انجیل میں سے بھی ایسے اقتباسات نقل فرمائے ہیں۔ جن سے یہ شراب و کباب کی صورت عیسائی بہشت میں بھی نکل آئے۔ تاکہ ہمہ یاران بہشت کی کہاوت کا ان سب پر اطلاق ہو سکے۔ مولینا کو رشی دیانند سے ایک شکایت ہے۔ فرماتے ہیں :۔

سوامی کے اِن اعتراضات کو پڑھکر افسوس ہوتا ہے۔ کہ ایسا شخص جو اپنے آپ کو محقق قرار دیتا ہے۔ ارشادات قرآن سے اس قدر بے بہرہ کیونکہ سارے قرآن کریم میں کہیں ایک موقعہ پر بھی کہیں یہ لکھا ہوا نظر نہیں

آنا۔ کیا نعماتے جنت اس دُنیا کی چیزیں ہیں۔ یا اس دُنیا کی اشیأ
سے کامل مشابہت رکھنے والی کوئی چیزیں ہیں۔ (ویدوں کا بہشت صفحہ ۳۱)
مشابہت کامل نہ سہی۔ ناقص سہی۔ رکھتی تو ہیں۔ قرآن فرماتا ہے :۔

اُتوا بہٖ متشابہاً (سورہ بقر)

یہی وجہ ہے۔ کہ مولینا ثناء اللہ صاحب اور مولینا محمد اسحاق صاحب
نے اِن نعما کی ویسی ہی تصویر کھینچی ہے جیسی اس عالم کی نعمتوں کی ہو سکتی ہے
رشی دیانند نے تو اپنی تنقید کی تمہید میں ہی لکھ دیا تھا :۔

عربی قرآن کا جو ترجمہ مولوی صاحبان نے اُردو میں کیا ہے۔ اسے دیو
ناگری حروف میں آریہ بھاشا کا جامہ پہنوا کر عربی کے بڑے بڑے عالموں
سے اُس کی تصحیح کرائی گئی۔ اور پھر وہ ترجمہ یہاں درج کیا گیا ہے۔ اگر
کوئی کہے۔ کہ یہ معنی ٹھیک نہیں ہیں۔ تو اُسے واجب ہے۔ کہ پہلے مولوی
صاحبان کے ترجمہ کی تردید کرے۔ بعد ازاں اس مضمون پر قلم اُٹھاتے

(ستیارتھ پرکاش چودہواں سملاس تمہید ضمنی) ؎

رشی کے پیش نظر وہ تفاسیر تھیں۔ جن پر رشی کی تنقید کا صالح اثر
نہیں پڑ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ رشی کے زمانے سے پہلے کی تھیں۔ غضب تو یہ
ہے۔ کہ اس صالح اثر کے ماتحت، آیاتِ قرآنی کی بخیالِ خود شستہ تاویلات
کر چکنے کے بعد بھی "مولینا جنہیں یقیناً آپ "ارشاداتِ قرآن سے بے بہرہ" کا خطاب
منزلت مآب عنایت فرما سکیں گے۔ ابھی قرآنی بہشت کے اسی رنگ کے
قائل ہیں۔ جن پر رشی کو اعتراض ہے۔ غضب پر غضب یہ ہے۔ کہ آپ نے ویدوں
کے بہشت میں گلگشت کرنے کے بعد ایک نہایت پاکیزہ منظر ہدیہ ناظرین فرمایا
تو سہی۔ لیکن اس منظر کا جلوہ قرآن کریم کی آیات میں دکھانے کے بجائے آپ

اُلٹا اس پاکیزگی کے سرچشمہ دید اور اُپنشد پر ہی کیچڑ پھینکنے لگے۔ مولینا! کیا کہیں۔ قرآن میں وید کا سُورگ دیکھنے کی حسرت رہ گئی ، ع

دِل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی

یہ ہُوا مولینا کے جواب کا وہ پہلو۔ جو معرض تحریر میں نہیں آیا۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے۔ کہ مولینا کی کتاب میں تحریر ہُوا کیا ہے؟ ہم اُوپر تحریر کر چکے ہیں۔ کہ مولانا کا جواب الزامی ہے۔ مولینا نے ظاہرا تھیہ تو فقط اسلامی بہشت پر آریہ سماجیوں کے اعتراضات کی تردید کا کیا ہے۔ مگر آپ کے پیش نظر ستیارتھ پرکاش کا چودھواں سملاس سارا ہے۔ اپنی کتاب کے صفحہ ۲ پر فہرست مضامین کے خاتمہ پر ایک نوٹ تحریر فرمایا ہے :۔

ابتدا میں دیدوں کے بہشت کا راستہ صاف کرنے کے لئے چند
ایک ضروری مباحث بھی آگئے ہیں ×

مباحث ضروری ہیں یا نہیں۔ کتاب کا ایک بڑا حصّہ اُن کی نذر ضرور ہُوا ہے۔ ان میں سے پہلا مبحث ہے ”پیدائش“ مولینا نے اس عنوان کے نیچے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ دید میں بھی کائنات کی پیدائش محض نیستی سے مانی گئی ہے۔ یہ جواب ہے۔ اس اعتراض کا کہ فقط ”کُن“ کے کہنے سے محض عدم سے یہ سارا عالم موجودات کیوں کر نمودار ہوا؟ اس اعتراض کا حقیقی جواب تو یہ تھا۔ کہ عدم سے وجود کے خلق کا نظریہ قرآن کے مفسرین کا تھا خود قرآن کا نہیں۔ قرآن نے اس نظریہ کا ردّ کیا ہے۔ چنانچہ کہا ہے :۔

اُم خلقوا من غیر شیٔ ام ھُم الخالقون ۔ (الطور ع ۲)

کیا تم محض عدم سے پیدا کئے گئے ہو؟ یا تم خود خالق ہو؟

یہ استفہام انکاری دراصل آریہ سماج کے عقیدہ ازلیات ثلاثہ کا اعتراف

ہے۔ ویدمیں تو جہاں کہا ہے "وجود نہ تھا" اس سے پہلے فرمایا ہے۔ "عدم نہ تھا" اور آگے چل کر کہا ہے۔ "یہ سب کچھ لطیف تھا" مطلب یہ کہ پرلے میں علت کا عدم نہ تھا۔ اور معلول کا وجود نہ تھا۔ عالم موجودات لطیف علت کی صورت میں موجود تھا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ہذا کا باب اول ؛

مولینا کا دوسرا مبحث ویدک وراٹ پرش ہے۔ اسلام کے پرمیشور کے تصور پر اعتراض یہ تھا۔ کہ وہ ایک محدود شخص کی تصویر ہے۔ وہ عرش پر بیٹھتا ہے۔ جسے آٹھ فرشتے اٹھاتے ہیں۔ پردے کے پیچھے سے بات کرتا ہے عرش پانیوں پر ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ قرآن کی تفاسیر جو رشی دیانند کے وقت میں موجود تھیں۔ ان میں بجائے ان آیات کی تاویل کے فرشتوں۔ پردوں۔ پانیوں وغیرہ کی عجیب و غریب ہیئتیں درج تھیں۔ اور تو اور اس وقت اہل قرآن تک جن کے عقیدۂ اسلام پر رشی کی تنقید کا پرتو پڑ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایک خاص مقام میں مقیم مانتے ہیں۔ اس میں اُن کا استدلال یہ ہے۔ کہ اگر پرمیشور کا وجود ہر جگہ مانا جائے۔ تو نجاست وغیرہ میں بھی اس کی ہستی ماننی پڑے گی۔ جس سے کراہیت ہوتی ہے۔ مولینا عبدالحق صاحب قرآن شریف کی ان آیات پر نئی روشنی ڈال جائے۔ تو اعتراض اُن پر نہ رہتا۔ مگر مولینا کو تو پرمیشور کا محدود ہونا اتنا عزیز ہے۔ کہ وید کے پرمیشور کے تصور کو بھی نعوذ باللہ اس نقص کا متحمل بنا رہے ہیں۔ جیسے ہم نے کتاب ہذا کے باب ۲ میں عرض کیا ہے۔ وراٹ پرش کثرت میں وحدت کا تصور ہے۔ وید پرمیشور کو چتشپاد کہتا ہے۔ مولانا اس کے معنی چار ربعوں والا سمجھے ہیں۔ مانڈوکیہ اُپنشد میں اس لفظ کی نہایت دلاویز تصریح کی گئی ہے۔ پاد کے معنی ہیں مکاشفہ کی منزل۔ پرمیشور کے درشن کی پہلی منزل بیداری ہے۔ دوسری عالم تخیل۔ تیسری عالم مراقبہ۔ اور چوتھی

لامکان - لاہوت - عالم بیداری ہیں جس عالم کی رنگارنگی ہمارے مشاہدے میں آتی ہے - اس کی کثرت میں وحدت کی تجلّی ہے - جیسے ہمارے جسم کے اعضا مختلف ہوتے ہوئے بھی، ایک جان کا جسم ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک ہیں - یہی حالت اس سارے عالم کی ہے - یہ ایک جسم ہے - ایک نظام ہے - جس کی جان پرمیشور کی قدرت ہے - اسی کو وراٹ پرش کہا جاتا ہے ؛

قرآن شریف کے کچھ بیانات پر اعتراض کیا گیا تھا - کہ یہ سائنس کے خلاف ہیں - مثلاً قیامت کے روز آسمان کی کھال اتار بجانی - سورج اور چاند کا مجتمع کیا جانا - اور بقول مفسر دریا میں ڈالا جانا - تاروں کا جھڑ جانا - زمین کا پہاڑوں کے ذریعہ مضبوط کیا جانا وغیرہ - مولینا نے ان اقوال کو سائنس کے مطابق بخیال خود یہ ظاہر کرنا ثابت کیا ہے - کہ وید میں زمین و آسمان کو دو کٹورے - پہاڑوں کو کھونٹے (مولینا لکھتے ہیں ستون) زمین کو ہنڈیا اور آسمان کو ڈھکنا - اور اُپنشد میں سُورج اور زمین کو بالترتیب انڈے کا سنہری اور روپہلی حصّہ ظاہر کیا گیا ہے - مولینا یگیہ کی اصطلاحات سے واقف نہیں - ورنہ انہیں معلوم ہوتا - کہ کٹورے - کھونٹے ہنڈیا اور ڈھکنا - یہ سب یگیہ کا سامان ہیں - وید دُنیا کو پرمیشور کا یگیہ یعنی محض رفاہ عام کے لئے کیا گیا عمل کہتا ہے - اس یگیہ میں یہ مختلف طبقات کس طرح مختلف ساز و سامان کا کام دیتے ہیں - اس کی تشریح ہم نے باب سوم میں کی ہے - انڈا ہیولا ہے - جس کی تقسیم سُورج اور سیاروں میں ہوئی ہے - ان کوائف کا نہایت سائنٹیفک اور پھر شاعرانہ بیان اُپنشد میں پایا جاتا ہے - مولینا کسی جانور کا انڈا سمجھتے ہیں - اس انڈے کی تصریح بھی اسی مقام پر ملاحظہ کیجئے ؛

ان ضروری (۶) مباحث سے جن کا مضمون زیر بحث سے کوئی دُور کا

تعلق بھی نہیں۔ فارغ ہوکر مولانا نے لفظ لوک، پر بحث فرمائی ہے۔ مولینا لوک،،
کے معنی کرتے ہیں عالم، جو ہمیں منظور ہے ❊
مولینا کے خیال میں سورگ موت کے بعد آتا ہے۔ اس لئے ایک باب
اُنہوں نے اس مضمون کی نذر فرمایا ہے۔ وید میں جو درازی عمر کے لئے پرارتھنائیں
کی گئی ہیں۔ اور اُس کے قدرتی اسباب بیان کئے گئے ہیں۔ مولینا نے اُنہیں نعوذ باللہ
شہوانی بزدلی اور دُنیا پرستی کا ثبوت سمجھا ہے۔ خدا پرستی اُن کی نظر میں موت کی خواہش
ہے۔ ہم نے وید کے منتروں سے دھرم یدھ میں جاں سپاری کی تمنّا اور شوق
شہادت کے پاکیزہ ولولے کی جیتی تصویریں۔ راضی برضا کے نزدیک نجات اور
ممات دونوں کا یکساں پرمیشور کا سایہ ہونا۔ یہ دلآویز نقشے پیش کئے ہیں۔ اور پھر عرض
کیا ہے۔ کہ بالعموم درازی حیات کی کوشش افراد اور جماعات دونوں کی طرف سے واجب
ہے۔ یہ فرض قومی بھی ہے اور مذہبی بھی۔ سرکار کا بھی فرض ہے۔ اور رعایا کا
بھی۔ زمانہ حال کی کوئی مہذّب سرکار اس فرض سے غافل نہیں ہوسکتی۔ وید
نے اس فرض پر بجا زور دیا ہے ❊
موت کے بعد مولینا قبر کے عذاب پر پہنچے ہیں۔ انسانی جسم کو اُلٹا درخت
(اُوَرْ دھومُول اورادا اک شاکھ اشوتھ) اور عالم فانی کو اُس کی علّت پرتھوی ہونے
کی وجہ سے پرتھوی کہنا آریوں کی روزمرہ بول چال کا حصہ ہے۔
یہ آریہ علم ادب کا عام محاورہ ہے۔ وید میں جہاں آیا۔ اے پرتھوی!
(عالم خاکی) تُو اسے (انسان کو) دبا نہ لے۔ یا اے شجر (قالب)! تُو اس پر بھاری
بوجھ نہ ڈال۔ مولینا نے فوراً عذاب قبر کا تصوّر باندھا۔ اور شجر کے معنی ابندھن
قیاس کرکے اُسے لاش کو جلانے سے روکنے لگے۔ وید کا مقصد ہے عشرات
میں استغراق کی ممانعت۔ مولینا کی نظر میں وید کا مُصنّف آگ جلاکر اس سے

ملتمس ہے - کہ اس لاش پر جو تیرے سپرد ہے - آنچ نہ آنے دینا ❖

پتری لوک کی تشریح میں مولینا سناتنی بن گئے ہیں نہیں! معقول پسند سناتنیوں سے بھی ایک قدم آگے نکل گئے ہیں - اُن کا خیال ہے - کہ پتر کے معنی زندہ باپ دادا کے ہوتے ہی نہیں - آریہ سماجیوں سے اس معنی کے لئے آپ نے سند مانگی ہے - مولینا شاید کل کو یہ بھی پوچھیں - کہ باپ کے معنے زندہ باپ کیسے - لفظ ہے پتری - صیغہ واحد ہے پِتا - جمع ہے پترہ - جسے عام بول چال میں پتر کہتے ہیں - اسکے معنی ہیں آبا - سناتنیوں سے اُن کا اختلاف فقط یہ ہے - کہ جہاں سناتنی مرے ہوئے رشتہ داروں کا شرادھ کرتے ہوئے بھی آواگون کے قائل ہیں - مولینا ان دو عقائد کو باہم متضاد سمجھتے ہیں - ہم نے آواگون کے لئے وید منتروں کے چند ایک حوالہ جات مولینا کے پیش کش کئے ہیں - اور پتری لوک کی حقیقت واضح کی ہے - پتری لوک کے معنی ہیں - ماں باپ کا گھر - عالم پدری - یا عالم بزرگی وغیرہ - لوک کے معنی بقول مولینا عالم اور پتری کے معنی پدری - مولینا نے پتروں کو نذر و نیاز دینے کا بیشمار دفعہ ذکر فرمایا ہے - اس نذر و نیاز کے لئے اصطلاح ہے سودھا - وید اپنے کلام معجزِ نظام میں اس لفظ کی تشریح فرماتا ہے - جو ہمارے خیال میں اس مبحث کا فیصلہ کر دیتی ہے :-

وسعت کے عالم میں قائم ہو - عالم خاکی تیرا راستہ نہ روکے - جو زادِ راہ (سودھا) تو نے جیتے ہوئے کمایا ہے - وہ تیرے لئے مٹھاس ٹپکانے والا ہو - اتھروید ۱۸-۲-۲۰ + ملاحظہ

ملاحظہ

१. असंबाधे पृथिव्या उरौलोके नि धीयस्व ।
स्वधायाश्चकृषे जीवन्तास्ते सन्तु मधुश्चुतः । अथर्व १८. २. २०

یہاں تو انسان کو صاف ہدایت ہے کہ جیتے ہوئے، جیون حیات ہی میں اپنے لئے آپ سودھا فراہم کرلے۔ یہی زادِ راہ تیرے کام آئیگا۔ اس لوک میں بھی، پرلوک میں بھی۔ وید سودھا کا دہنا پس ماندگان کے ذمے نہیں لگاتا۔ جیتے پتر کو خود کہتا ہے۔ کہ اپنا توشہ ساتھ لے لے۔ لفظ سودھا کے لغوی معنی ہی ہیں۔ اپنے آپ فراہم کیا ہوا ؛

وید میں پتروں کی آؤ بھگت کرنے کی ہدایت ہے۔ زندہ پتر تو اپنے آپ آئیں گے۔ کھائیں گے۔ اور آسیس دیں گے۔ مرے ہوئے کسی زندہ قائم مقام کے ذریعہ ہی ہماری خدمت حاصل کر سکیں گے۔ اگر وید میں خود کھانے کا ذکر ہو تو پتر زندہ ہیں۔ اور اگر قائم مقام کی طرف اشارہ بھی کیا ہو۔ تو مرے ہوئے پتروں والی بات ٹھیک ہے۔ ہمیں یہ حق نہیں۔ کہ وید کے مطالب سمجھنے کے لئے قائم مقام کا ایک فرضی تصور باندھیں۔ وید نے قائم مقام جیسی ضروری بات کا ذکر ہی نہیں کیا یہیں وید کے دربار میں مولانا کا کرایا، قرآن اور پران کا سمجھوتہ، کامیاب ہونے کی کوئی صورت معلوم نہیں دیتی ؛

پتری لوک کے عالمِ برزخ ہونے میں مولینا نے سپرچوئیلزم کی شہادت پیش فرمائی ہے۔ فلسفیانہ حلقوں میں سپرچوئیلزم کے معنی ہیں نظریہ حقیقت روح مُردہ ارواح کے ساتھ بات چیت کے تماشے کو فلاسفر سپرٹ ازم۔ پریت واد کہتے ہیں۔ مولانا نے اس نظریہ کا ذکر فرماتے ہوئے امریکہ کی "جماعت تحقیقات کوائف ذہنی" کا نام لیا ہے۔ اور اس کے صدروں میں مشہور فلاسفر جیمس کا شمار کیا ہے۔ مولینا کے خیال میں جیمس یا اُن کی سوسائٹی نشائد سپرٹزم کی قائل ہے۔ فلاسفر بالعموم ان شعبدوں کے قائل نہیں ہوتے۔ جیمس اپنی معرکتہ آلآرا کتاب "مذہبی مکاشفات کی انواعیت"، میں رقمطراز ہیں :-

میرے خیال میں رُوحوں کی واپسی کے اثبات میں واقعات کالعدم ہیں (صفحہ ۵۲۴)؛

ایک جیمس ہی کیا کسی بھی علم الاذہان کے ماہر نے سپرٹزم کے نظریہ کا اندراج اپنی کسی تصنیف میں نہیں کیا۔ شخصیت ثانی SECONDARY PERSONALITY یا شخصیات کثیرہ MULTIPLE PERSONALITIES کا ظہور ایک شخص میں ہونے کے واقعات ضرور محققین کے زیر غور آتے ہیں۔ لیکن اُن کی تشریح مُردہ ارواح کے کسی زندہ قالب میں اس وقت داخل ہو جانے سے نہیں۔ بلکہ ایک ہی شخص کی ذہنی کوائف کے مختلف مجموعوں کے مختلف نظاموں کی صورت میں مجتمع ہو جانے کے نظریہ سے کی جاتی ہے۔ تجربہ سے یہ خیال برحق پایا گیا ہے۔ کہ ایک ہی انسان کے دل پر جو مختلف وقتوں میں مختلف ذہنی کوائف گذرتے ہیں۔ وہ علائق باہمدگر کے اعتبار سے مختلف نظاموں کی صورت میں منضبط ہو جاتے ہیں۔ بعض اشخاص کے ذہنی نظام آپس میں نسبتاً بالکل غیر متعلق ہو جاتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جب ایک نظام کا غلبہ ہوتا ہے تو دوسرا نظام گویا محو ہو جاتا ہے۔ ایک انسان جو اس وقت تک رام تھا۔ ایک خاص نظامِ ذہنی کے غالب ہوتے ہی معاً شام بن جاتا ہے۔ یہ کیفیت گھنٹوں بھی رہ سکتی ہے۔ دنوں، مہینوں یا سالوں بھی۔ ایسے واقعات زیر غور آئے ہیں۔ کہ ایک عورت ایک خاص عمر میں پہنچ کر اپنا سارا زمانہ ماضی بھول گئی۔ اُس نے نئی زندگی شروع کی۔ کچھ سال اس حالت میں رہی۔ پھر اُس کی سابقہ زندگی عود کر آئی۔ برہدارنیک اُپنشد میں ایسی دو عورتوں کا ذکر ہے۔ اُپنشد کی اصطلاح میں ایسے شخص کو "گندھرو گرہیت" کہتے ہیں۔ گندھرو کے معنی یجروید ۱۸-۴۳ میں ذہن (مَن) کئے گئے ہیں۔

جس شخص کا معمولی ذہن کسی غیر معمولی نظامِ ذہنی کے زیرِ اثر ہو کر اپنے معمولی روزمرہ کوائف کو بھول جائے۔ وہ گرہیت یعنی متاثر گندھرد یا من والا اصطلاح میں گندھرو گرہیت کہلائے گا۔ ڈاکٹر پرنس اپنی مستند کتاب موسومہ غیر محسوس، میں لکھتے ہیں :۔

خواب، مکاشفات، ہپناٹزم کی حالت یا غشی کے عالم میں بے ارادہ تحریر کے ذریعہ غیر محسوس مشاہدات اور فراموش شدہ علم کے عود کے کوائف، حافظہ کے نظریہ سے قطع نظر یوں بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ ایسے واقعات اکثر ان تحقیق شدہ کوائف کی جس کا سپرٹزم کی کتب میں بے جا استعمال کیا گیا ہے معقول تشریح بہم پہنچاتے ہیں۔ (صفحہ ۵۹)

اس نتیجہ کی تائید میں ڈاکٹر موصوف نے کئی علمی شہادتیں پیش کی ہیں۔ اُن کی ساری کتاب ایسے تجربات سے پُر ہے۔ مندرجہ ذیل واقعہ انجمن تحقیق کوائف ذہنی کی روداد بابت ماہ جون ۱۹۰۸ء سے نقل کیا گیا ہے :۔

اس بے ارادہ تحریر میں جو ایک مرے ہوئے دوست موسومہ آنٹ سے سپرٹزم کے طریقہ سے موصول شدہ پیغام ظاہر ہوتا تھا۔ مندرجہ ذیل بے معنی فقرہ پایا گیا :۔

"اس سے کہہ دو۔ کہ یہ اس دوست کی طرف سے ہے۔ جو بنگوروں اور بنگوروں سے متعلق چیزوں سے پیار کرتا تھا"

اس فقرے کے معنی مسز ہالینڈ کے نام آئے مندرجہ بالا خط سے منکشف ہوئے۔ اس خط کو بیس سال ہو چکے تھے۔ یہ انٹ کے ایک دوست کی طرف سے آیا تھا۔ اور اس میں انٹ کی وصیت کا مندرجہ ذیل اقتباس درج تھا۔ "کیونکہ میں بنگوروں اور بنگوروں سے متعلق اشیاء کو پسند کرتا ہوں"

جب مسز ہالینڈ کچھ پرانے خطوط پھاڑ رہی تھی۔ اس کی نظر اس خط پر پڑی ؎

(مسز ہالینڈ کی بے ارادہ تحریر کے بارے میں مس الائس جانسن کی تحریر یا خود ازروداد بابت ماہ جون ۱۹۰۸ء انجمن تحقیق کوائف ذہنی۔ "غیر محسوس" صفحہ ۲۲) ؎

مسز ہالینڈ نے بیس سال پیشتر ایک فقرہ ایک دوست کے خط میں پڑھا تھا۔ اب وہ خط بھی فراموش ہو چکا تھا۔ اور وہ فقرہ بھی۔ ایک خاص حالت میں جب اس کا ذہن شخصیت ثانی کے اثر میں تھا۔ یا اُپنشد کے لفظوں میں جب وہ گندھرو گرہیت تھی۔ اس نے بغیر ارادہ کے یہ فقرہ تحریر کیا۔ سپرٹزم کے دعوے داروں نے اسے کسی مُردہ روح کا پیغام قرار دیا۔ لیکن پرانے خطوط کو ضائع کرتے ہوئے یہ فقرہ ایک پرانے خط میں تحریر شدہ مل گیا۔ تو اس سے ثابت ہوا۔ کہ یہ کسی مُردہ روح کا پیغام نہیں۔ بلکہ اپنی ہی ایک محفوظ لیکن فی الحال فراموش شدہ ذہنی کیفیت کا عود ہے۔ علم الاذہان کے نزدیک فراموش شدہ کوائف ذہنی کے عود کا نظریہ ہی قابلِ قبول ہے۔ سپرٹزم محض ایک شعبدہ ہے۔ مولینا کے عالم برزخ کی علمی (سائنٹفک) بنیاد اگر یہی سپرٹزم ہی ہے۔ تو اس کا حشر اہل علم کے نزدیک کیا ہوگا؟ اس کا قیاس کیا جا سکتا ہے ؎

ان تمام مراحل کو طے کرنے کے بعد مولینا آخر سوَرگ کے مضمون پر آپہنچے ہیں۔ پہلے تو اس لفظ کا ایک عجیب و غریب اشتقاق فرمایا ہے۔ سُو = خوشی + رج = جانا۔ یہ اشتقاق ہم نے کسی لغت یا کسی ویاکرن میں نہیں پڑھا۔ اس کے بعد لفظ سوَرگ کی صورت مفعول خبہ اور اس کے

ساتھ مصادر گم (جانا) اور رُہ (چڑھنا) کے استعمال کی مثالیں دے کر فرمایا ہے کہ سوُرگ کوئی خاص طبقہ ہے۔ یہ مولینا کی سنسکرت سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے یہ مصادر کو الف اور حالات کے ساتھ ویسے ہی مستعمل ہوتے ہیں۔ جیسے کسی مقام کے ساتھ ؛

سوُرگ یا سوُرگ لوک کے معنی ہیں عالم نور و سرور۔ جہاں نور و سرور ہو۔ اس جگہ کو جس حالت میں نور و سرور ہو۔ اُس حالت کو۔ جس موقع پر نورُ و سرور کی کیفیت ہو۔ اُس موقعے کو سوُرگ کہا جاتا ہے۔ لیکن سب سے اعلیٰ سوُرگ ہے۔ وہاں جیساکہ رگ وید ۹-۱۱۳ میں بیان کیا گیا ہے۔ نور و سرور کی انتہا ہے۔ وہ نور و سرور محض رُوحانی ہے۔ لیکن اُس کی نامکمل صورتیں اِس عالم مادی میں بھی جلوہ گر ہوتی ہیں۔ سُکھی گرہست بالخصوص سوُرگ ہے۔ وید میں اسے وِشتاری = وستاری = توسیع نسل کا یگیہ کہا گیا ہے۔ اس میں دُودھ گھی۔ شہد۔ صاف مُقطر و مروق پانی وغیرہ وغیرہ پاکیزہ نعمتوں کی افراط ہے۔ مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی شراب کے بھی معنی لیتے ہیں یہاں پر تالاب ہیں۔ ان میں کنول کھل رہے ہیں۔ راگ، رنگ کی بہار ہے۔ مگر ان سب کو الف پر شرط لگائی ہے یم کی۔ جس کے معنی ہیں ریاضت۔ ضبطِ نفس۔ وستاری یعنی توسیع نسل کا یگیہ وہی کر سکتا ہے۔ جو عالم خانہ داری میں ضبط نفس سے کام لے۔ اسی کے لئے یہ عالم عالم راحت ہے۔ سوُرگ لوک ہے۔ اس عالم میں ماں بیٹی۔ بہو۔ بیوی عصمت مآب خاتونیں ہیں۔ جن کا قرب اس عالمِ خاک کو بھی نور و سرور کا عالم بنا دیتا ہے۔ یہ سوُرگ ہے ہی خاتونوں کا سوُرگ۔ قدرتاً ایسے مقامات پر وید میں عورتوں کے لئے صیغہ جمع استعمال ہوا ہے۔ مولینا نے انہیں "حوروں کے پرّے" قرار دیا ہے۔ انہیں ان وید کے منتروں میں

کثرتِ ازدواج کا جواز معلوم ہوتا ہے - بعض منتروں میں صاف ماں - بہن - یا
بہنیں لفظ موجود ہے - مثلاً رگ وید ۹ - ۱ - ۷ - اور ۹ - ۶۶ - ۸ میں لیکن مولانا
نے اس لفظ سے صاف اغماض فرمایا ہے - وید کے دو حوالے ہم نے یہ ظاہر کرنے
کے لئے پیش کئے ہیں - کہ وید میں کثرتِ ازدواج کی ممانعت ہے - ایک منتر
میں بیوی کی غیرت کی تصویر کھینچی ہے - دوسرے میں دو عورتوں والے کو دو دھریوں
میں دبا ہوا بیل کہا ہے - کثرتِ ازدواج کے قبوحات کی ساری فلاسفی اِن دو نقشوں
میں معلم ازل نے نہایت اختصار کے ساتھ لیکن نہایت صریح طور پر الہام
فرمائی ہے ؛

ویدک دھرمیوں کا ایک عام محاورہ ہے - کہ وہ جسم کو نو دروازوں والی
نگری کہتے ہیں - یہ محاورہ وید سے لیا گیا ہے - وید میں اس نگری کو برہم پوری -
دیو پوری وغیرہ خطابات دیئے گئے ہیں - اِن خطابات کا مطلب یہ ظاہر کرنا ہے
کہ اسی جسم میں انسان پرمیشور سے واصل ہو سکتا ہے - دوسری یونیوں میں اس
کا امکان نہیں - مولینا نے اس میں ایشور کا محل اور نہ جانے کیا کیا فرضی تصورات
کا طوفان برپا کیا ہے - اس سورگ میں حواس اور مکاشفات کی تجلّیات کو پاکیزہ
خاتونیں کہا گیا ہے - صبح کو عروس صبح - دوشیزہ صبح کہکر صبح عرفان کی تجلّیات
کو مقدس بہوئیں کہا ہے - اس سے جہاں جنس نار کی سچی منزلت جلوہ گر
ہوگئی ہے - وہاں اُس عصمت و عفت کے عالم کا بھی ایک نہایت روشن نقشہ
چشم بصیرت کے خوان کا مہمان بنایا گیا ہے - دوشیزہ عفت کی تصویر ہوتی
ہے - یہی کیفیت مکاشفات رُوحانی کی ہے ؛

قرآنی بہشت میں حوروں کا تذکرہ ہے - اُن کی صورت ہم مولینا محمد
اسحٰق کے لفظوں میں اوپر بیان کر چکے ہیں - بہشت کو محض رُوحانی نعمتوں

کا باغ ثابت کرنے کے خواہش مندوں کے راستے ہیں یہ خدو خال اور خاص خاص دلآویزیوں کا ذکر۔ پھر ان حوروں کے ساتھ نکاح کا وعدہ سیّدراہ ثابت ہو رہے ہیں۔ مولینا کو بھی ان "ازواج مطہرات" کے فرمان کے انعام میں شامل ہونے کی مشکل پیش آئی ہے۔ اس خیال سے کہ مردوں اور عورتوں کی تفصیلات میں کہیں غیر مساوات نہ ہو۔ مولینا صفحہ ۴۰ کے فٹ نوٹ میں فرماتے ہیں :-

عورتوں سے صرف عورتیں مراد لینا بھی صحیح نہیں۔ قرآن کریم سے اس لفظ کے معنی اقران و امثال کے معلوم ہوتے ہیں۔ عورتوں کے لئے مرد اور مردوں کے لئے عورتیں ازواج ہیں۔ ازواج مطہر سے مراد پاکیزہ سوسائٹی ہے۔ کیونکہ وعدہ صرف مردوں سے ہی نہیں ؛

مولینا! "ازواج مطہرات" کے یہ معنی احمدی مفسروں کی نئی تاویل ہیں۔ مگر وہ خدو خال جو اُوپر دیئے گئے ہیں۔ وہ بھی کیا مردوں کے ہو سکتے ہیں؟ بہتر ہو اگر احمدی صاحبان آئندہ زندگی میں باعصمت خانہ داری کے عالم کو بہشت تصوّر فرمالیں۔ ازواج مطہرات چاہے صیغہ جمع ہے۔ لیکن اُن کا وعدہ بھی مسلمین کو ہوا ہے۔ ایک مسلم کو نہیں۔ کثیر خاوندوں کی بیویاں تو کثیر ہوں گی ہی۔ مگر اس کے لئے مسئلہ تناسخ کا ماننا ضروری ہے ؛

خیر! اسلامی بہشت میں حور و غلمان ہیں۔ تو ویدیں مولانا کو گندھرو اور اپسرا کا ذکر ملا ہے۔ مولینا گندھرو اور اپسرا کے ذکر میں کھُل کھیلے ہیں۔ متن اور محاورے کی تو پروا ہی کسے ہے۔ ان مقامات پر مولانا نے فرضی تصوروں کا کمال کر دکھایا ہے۔ مولینا کے اس تصرف یا اغماض کی مثالیں۔ کہ ماں بہن کا صاف ذکر ہوتے ہوئے بھی آپ نے خواتین کو بیویاں ہی خیال فرمایا ہے۔ ہم اوپر

عرض کر چکے ہیں۔ گندھرو کے لغوی معنی ہیں کلام کا حامل۔ سو اول تو بہ مشہور
کلام ازل کا معلم ہونے کی وجہ سے گندھرو ہے۔ اس کا حوالہ ہم نے خود بید سے
دیا ہے۔ البسرا کے معنی بھی خود وید نے کئے ہیں وید کے منتر (یجروید ۱۸۔ ۴۴)۔
اس کے لغوی معنی ہیں کہ جس میں کام یا ساتھ دینے والی۔ گندھر گویّے کو بھی کہتے ہیں
کیونکہ وہ بھی کلام کا حامل ہے۔ جتنا اقتدار طاقت گویائی پر اسے ہوتا ہے اور کسی
کو کم ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس اقتدار کا استعمال۔ سو بری بھلی سب قسم کی اغراض
کے لئے ہو سکتا ہے۔ سام وید کا گانے والا بھی گندھرو ہے۔ اور عشقیہ غزلوں
کا گانے والا بھی۔ گندھرو اُستاد بھی ہے۔ اور استاد جی بھی۔ وید نے اُستاد کی
صحبت کی تحریک کی ہے۔ اور اُستاد جی کو اول تو سیدھے راستے پر لانے کی ہدایت
فرمائی ہے۔ یہ نہ ہو سکے۔ تو اس سے گریز تو کرنا ہی چاہئے۔ گندھرو کے لغوی معنی
ایسے مقامات پر "ایذا رساں" بھی ہوتے ہیں۔ مولینا نے اسے غلمان کا جواب قرار دیا ہے!
مولینا کو یہ خیال نہیں آیا۔ کہ جن کی صحبت سے منع کیا جا رہا ہے۔ وہ بہشت کی
نعمتوں میں داخل کیوں کر ہو سکتے ہیں؟ گندھرو کے معنی لغت سے "گانے بجانے
والے"، نقل فرما کر مولینا نے اس میں "لڑکے اور لڑکیاں" اور بڑھا دیا ہے
مولینا کی اور خوبیاں تو ہمیں معلوم تھیں۔ خیر سے آپ لغت نویس بھی ہو چلے ہیں۔ مبارک
اس ایزاد سے مولینا کی مراد کیا ہے؟ یہ سمجھ میں نہیں آیا؟

مولینا نے کتاب تو رشی دیانند کے اعتراضوں کے جواب میں لکھی ہے۔
اس لئے اگر الزامی جواب ہی دینا تھا۔ تو رشی دیانند کے وید بھاشیہ کے سہارے
سے دینا چاہئے تھا۔ یا اس بھاشیہ کی غلطی ثابت کر کے دوسرے معنی لکھتے۔
اُن کی کتاب پڑھنے سے ناظر پر یہ اثر پڑتا ہے۔ کہ مولینا شاید رشی کی تفسیر
کا سہارا لے رہے ہیں۔ بالخصوص جب ایک مقام پر فرماتے ہیں "سوامی دیانند

کی "تاویلات بعیدہ"۔ اور ایک اور جگہ دُرافشانی کرتے ہیں۔
"اس منتر کے ترجمے میں سوامی دیانند جی نے اگرچہ بہت کچھ گڑبڑ کی ہے
(صفحہ ۳۵)

تو پڑھنے والا خواہ مخواہ اس دھوکے میں آجاتا ہے۔ کہ دیگر ہر مقام پر رشی کی تفسیر ہی نقل ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ رشی کے بھاشیہ کو مولینا نے چھوا تک نہیں۔ اور تو اور مہیدھر آچاریہ کے یجروید کے چند منتروں کے اس رسوائے عالم ترجمہ کی طرف جس کی تردید رشی دیانند نے رگویدآدی بھاشیہ بھومکا میں فرمادی تھی۔ گرفتھ کے اس نوٹ کے ساتھ کہ وہ درج کرنے کے قابل نہیں۔ مولینا اشارہ کرنے سے نہیں چوکے۔ تو کیا آریہ سماج مہیدھر بھاشیہ کا متکفل بھی ہے۔ وہ ایک مقام پر برہدارنیک کا ہجا فرمایا ہے۔ برہدآرنیا کا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے ترجمے کا ماخذ کوئی انگریزی ترجمہ ہے۔ جسمیں اعراب کی پابندیاں نہیں گئیں۔ مگر کیا انگریزی مترجم نے بھی جہاں ہاں بہنوں کا صاف ذکر تھا۔ وہاں کثرت ازدواج کا فرضی تصور اپنے دل میں بٹھا لیا تھا۔ یا مولینا اُس ترجمے کو سمجھ نہ سکے۔ اس صورت کا بدل یہ ہو سکتا ہے۔ کہ مولینا نے جان بوجھ کر وید کے ضروری الفاظ کا ترجمہ حذف فرمایا۔ اور ناظر کو دیدہ و دانستہ غلط فہمی میں ڈالا۔ ایک مذہب کے مبلّغ سے ہم یہ اخفائے متن کی کوشش بالارادہ منسوب نہیں کر سکتے۔ آخری ابواب میں ہم نے مولینا کے ترجمے میں فعل فاعل مفعول تک کا دھیان نہ رکھنے کی مثالیں بھی پیش کی ہیں ؟

ہمیں خوشی ہے۔ کہ واقفیّت زبان و قواعد کی کمی کے اس عالم میں بھی مولینا نے "ویدوں کا بہشت" جیسے اہم مضمون پر قلم اُٹھایا ہے۔ مولینا کی ہمّت قابل داد ہے۔ لیکن مذہب کی دُنیا میں ایسی ہمتیں اوہام کی اشاعت

کا ہی موجب ہوتی ہیں ٭

کتاب کے آخر میں ایک اشتہار دیا ہے۔

ویدوں کا اُردو ترجمہ مستند قدیم تفاسیر کی بنا پر ایک قابل ہندو پنڈت اور
مولٰینا عبد الحق کی زیر ادارت شائع ہو رہا ہے ٭

اگر اس ترجمے کا نمونہ یہی کتاب ہے۔ تو ہم مولٰینا سے التماس کریں گے۔
اس ادارت اور اشاعت کے سلسلے کو بند فرما دیں ٭

مولٰینا کی اصل کتاب ۱۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ پھر چار صفحے ابتدا میں "فہرست
مضامین" اور "ویدوں کے بہشت کی حقیقت" کے شامل کئے گئے ہیں۔ صفحہ ۲
پر لکھا ہے :-

اِن اوراق میں میں نے مضمون کے متعلق صرف مواد کو جمع کر دیا ہے
نقد و نظر اور رنگ و روغن دینا دوسرے لوگوں پر چھوڑ دیا ہے ٭

رنگ و روغن تو کتاب میں ہی موجود ہے۔ لیکن اس سے مولٰینا مطمئن
نہیں ہوئے۔ آخر میں دس صفحے "ویدک دھرم پر اعتراضات" کے شامل فرمائے
ہیں۔ ہم نے "ویدک سندرگ" میں اکثر مولٰینا کی کتاب کی ترتیب کو ہی قائم رکھا
ہے۔ کہیں کہیں وید منتروں کی ترتیب بلحاظ مضامین بدل دینی پڑی ہے۔
اور کہیں کہیں جہاں ایک منتر کا ترجمہ پہلے کیا جا چکا تھا۔ دوبارہ ترجمہ
نہیں کیا۔ اور پیچھے کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ اعتراضات نے جو کتاب کا خلاصہ ہیں۔ جواب دینا آسان
کر دیا ہے۔ عنوان "فہرست مضامین" کے جھٹ نیچے مولٰینا نے نوٹ دیا ہے

اِس کتاب کے تمام حوالہ جات ویدوں سے دیئے گئے ہیں۔ دوسری
کتابوں کو صرف تائید میں پیش کیا گیا ہے ٭ (ویدوں کا بہشت صفحہ ۱)

دوسرے لفظوں میں مولٰینا نے آریہ سماج کے اس عقیدے کو

لحاظ رکھا ہے۔ کہ شوتہ پرمان دید ہی ہیں۔ دوسری کتب کا استثنا فقط اس صورت میں کیا جا سکتا ہے۔ جب وہ دید کے ارشادات کے موافق ہوں۔ جس قول کی تائید میں دید کا قول موجود نہیں۔ اس کا متکفل آریہ سماج نہیں۔ کاش! مولینا نے اپنی کتاب میں شروع سے آخر تک یہ ضروری امر زیر نظر رکھا ہوتا۔ کئی مضامین پر منوسمرتی۔ کوشتبکی اپنشد وغیرہ کتب کے حوالہ جات تحریر فرما کر آریہ سماج سے متقاضی ہوئے ہیں۔ کہ ان کو مانیں۔ ورنہ ان میں تحریف ثابت کریں۔ آریہ سماج کا مسلمہ صاف ہے۔ جو دید کے مطابق ہے۔ وہ ہمیں قابل تسلیم ہے۔ اس کے علاوہ کسی تحریر کے متکفل ہم نہیں کب تحریف ہوئی؟ کیسے ہوئی؟ یہ تاریخی سوال ہے۔ اور تحقیقات ادبی کے ماہران کا حل کر رہے ہیں۔ ایسے سوالات کا جواب ہم نے نہیں دیا۔

مولینا اپنی کتاب کی تحریر کے بعد بھی اپنے اس "جواب" سے جو آپ نے "آریہ سماج کے اسلام پر رب سے بڑے اعتراض" کی تردید میں لکھا ہے۔ مطمئن معلوم نہیں ہوتے۔ صفحہ ۴ کے حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے:۔

اِن اعتراضات کے جوابات آپ کو تصدیق براہین احمدیہ۔ نورالدین چشمۂ معرفت اور زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان القرآن میں ملیں گے

ہم نے اس کتاب کے آخری باب میں بیان القرآن کی تاویلات بہشت کا مختصراً تبصرہ کیا ہے۔ مروجہ اسلام سے ان تاویلات کے بہت دور کے تفاوت کے باوجود ان میں ایسے شائبات پائے جاتے ہیں۔ جو خالص روحانیت کے متضاد ہیں۔ اور جیسے ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ احمدی مفسروں کی اپنی غیر مطمئن حالت قلبی کا خاکہ ہیں۔ مفتوح ممالک کی اعلیٰ نسب خاتونوں کو اہل اسلام کے لئے بہشتی بیویاں قرار دے کر مولینا نے اہل اسلام

کی، رد جائینٹ پسند اہل الرائے کی نظر میں کوئی مذہبی خدمت انجام نہیں دی۔ بہشت دو ہیں۔ ایک دنیوی۔ دوسرا اخروی۔ ہم نے مولینا کو صلاح دی ہے۔ کہ دنیوی بہشت کو ویدک سورگ کی طرح یہیں کا عالم خانہ داری قرار دے دیں۔ اس تاویل کے ساتھ ساتھ اگر مسئلہ تناسخ کے بھی قائل ہو جائیں۔ جس کی تائید میں ہم نے قرآنی آیات وہیں درج کر دی ہیں تو جہاں بہشت کی جسمانی نعمتوں کی تشریح آسان نہ ہو جائے گی۔ وہاں آریہ سماج اور اہل سلام میں تفاوت عقائد بھی کم ہو جائے گا۔

مولینا عبدالحق صاحب کے وہ "ایمانیات کا باغ" اور "عصمت و عفت کی شمع" کے استعارات ہمیں بہت پسند آئے ہیں۔ استعارہ در استعارہ عبارت میں پیچیدگی ضرور پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن اس کا مفہوم "ویدک بہشت" پر خوب صادق آتا ہے۔ پرماتما مولانا کو توفیق دے۔ کہ ویدوں کے سورگ کی ان پاکیزہ تجلیات سے قرآنی بہشت کو بھی آراستہ کر سکیں۔ ان کی یہ خواہش تو اُن کے اپنے الفاظ سے ہی مترشح ہو رہی ہے۔ ہمارا اور ان کا قلبی نصب العین ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ اگر در حقیقت قرآن وید کا ہمنوا ہو جائے۔ تو سچ مچ ایک پاکیزہ گندھرو لوک کی کیفیت ہو۔ اُپنشد کے لفظوں میں

یا رب ہمیں تحقیق کی توفیق عطا کر — دے ذوق صداقت حظِ باطل کو مٹا کر
اس کلبۂ تاریک میں ہو جلوۂ خورشید — کر شامِ فنا محو۔ عیاں صبح بقا کر

چموپتی

۱- تب نہ عدم تھا نہ وجود۔ نہ مظروف تھا نہ ظرف۔ کون کہاں کس کا محیط ہوتا؟ کون کہاں کس کی پناہ میں ہوتا؟ لطیف عمیق مادہ کس حالت میں تھا؟

۲- ایک عالم سکوت تھا۔ کہ سراپا تاریکی میں مکتوم تھا۔ ابتدا میں یہ سب غیر ممیز مادہ ہی تو تھا۔ وجود جو سراپا عدم کی اوٹ میں مخفی ہو رہا تھا۔ تب گیان کی تجلّی سے ظاہر ہوا ⁂

۴۴

۴۴

नासदासीन्नो सदासीत्तदानीं नासीद्रजोनो व्योमा परोयत् ।
किमावरीवः कुहकस्य शर्मन्नम्भः किमासीद्गहनं गभीरम् ॥१॥
तम आसीत्तमसा गूढमग्रे अप्रकेतं सलिलँ सर्वमा इदम् ।
तुच्छ्येनाभ्वपिहितं यदासीत्तपसस्तन्महिनाऽजायतैकम् ॥३॥
कामस्तदग्रे समवर्त्तताधि मनसो रेतः प्रथमं यदासीत् ।
सतो बन्धुमसति निरविन्दन् हृदि प्रतीष्या कवयो मनीषा ॥४॥

ऋ. १०. १२९.

۴۔ سب سے پہلے ارادہ ہوا۔ وہ اور اگ کا ابتدائی بیج تھا۔
عارفوں نے غور و فکر سے گوشہ دل میں یکسو ہو کر عدم سے وجود کا تعلق
دریافت کیا۔ (رگ وید ۱۰-۱۲۹) ؏

مولوی صاحب نے ترجمہ ایک دو اور منتروں کا بھی کیا ہے۔ لیکن اُن کا
محل اعتراض یہی تین منتر ہیں۔ کتاب کے آخر میں آپ نے اعتراضات
کی ایک فہرست درج فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

۱۔" جب ہستی اور نیستی (نیست اور است) دو نو کسی وقت موجود نہیں تھیں
..... تو پھر آریہ سماج کا نیستی سے ہستی نہ ماننا خلاف وید کیوں
نہیں ؟"

حضرت! اس لئے کہ ابتدا میں نیستی بھی تو نہ تھی۔ اگر لکھا ہوتا نیستی تھی۔ تو نیستی
سے ہستی کی پیدائش مان لی جاتی۔ وہ حالت نہ نیستی کی تھی نہ ہستی کی۔ علت
کا عدم نہ تھا۔ معلول کا وجود نہ تھا۔ کارن اسن نہ تھا۔ کاریہ ست نہ تھا
علت کے وجود سے معلول موجود ہوا۔ مولینا کا دوسرا اعتراض یہ ہے:۔

۲۔" اس امر کا کیا ثبوت ہے۔ کہ ان منتروں میں جس زمانہ کا ذکر کیا گیا ہے
وہ پرلے یعنی گذشتہ قیامت کا زمانہ ہے۔ اور ابتدائے خلقت
کا زمانہ نہیں۔ یا اس سارے سوکت میں کون سا لفظ ہے۔ جس کے معنی
پرلے کے وقت کے ہیں ؟"

یہ زمانہ ابتدائے خلقت کا ہی زمانہ ہے۔ پرلے کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ اور
خلقت کی ابتدا۔ یہی تو آریہ سماج کا مُسلّمہ ہے۔ کہ پرلے اور سرشٹی کا سلسلہ
نا منا ہی جاری رہتا ہے۔ آپ کے ہم مذہب جناب مولانا محمد اسحٰق صاحب
نے رسالہ "حدوثِ روح و مادہ" میں اس قدیم تسلسل کے نظریہ کو منظور فرمایا ہے

وہ زمانہ وحدت ہیں ماسوا اسکے ذات باری کے اور موجودات کا عدم تصوّر کرتے ہیں۔ مگر جیسے ہیں نے رسالہ مذکور کا جواب دیتے ہوئے اپنی تصنیف "جواہر جاوید" میں عرض کیا ہے۔ وہ عدم عدم حقیقی نہیں۔ عدم مجازی ہی ہوسکتا ہے۔ یعنی قدیم جواہر مادہ اور ارواح بالذات تو موجود رہتے ہیں۔ لیکن اُن کا عمل یعنی بیوہار نہیں ہوتا۔ خود قرآن شریف میں اس ابتدائی عدم کی حالت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے :۔

هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئاً مذکوراً

کیا گذری ہے انسان پر وہ گھڑی زمانے میں۔ جب نہ تھی کوئی شے مذکور

(سورۂ انسان آئت ۱) ؛

یعنی انسان اُس وقت کوئی قابل اذکار چیز نہ تھا۔ محض عدم کہنا منظور ہوتا۔ تو صفت "مذکور" سے لفظ "شے" موصوف نہ کیا جاتا۔ ویدنے اپرکیتؔ یعنی غیر ممیز کہدیا۔ قرآن نے "لم... مذکور" مراد ایک ہی ہے۔ محض عدم سے موجودات کی خلقت کا قرآن میں صاف ردّ بھی کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے

ام خلقوا من غیر شیءٍ ام هم الخالقون ۔ دسطور ع ۲

کیا تم بنائے گئے ہو محض لاشے سے یا ہو تم خود بنانے والے ؟

اِس استفہام انکاری کے معنے صاف ہیں۔ کہ نہ تو خلقت عدم ہی سے ہوئی ہے۔ اور نہ بغیر خالق کے خود بخود۔ اور اگر جناب کو اس سلسلہ کے قدیم ہونے کی سند وید سے لینی منظور ہو۔ تو لیجئے۔ فرمایا ہے :۔

✣ سُورج اور چاند (سُورج سے لے کر چاند تک) اور آکاش اور پرتھوی (آکاش سے لے کر پرتھوی تک) اور بیچ کا خلا خالق نے حسب دستور

✣

سابق پیدا کئے - اور یہ سب آرام کا سامان ہے ÷ ؟
ہمارا خیال ہے - کہ قرآن نے بھی مندرجہ ذیل آیت میں اسی مدعا کو ظاہر کیا ہے :-

یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب کما بدانا اول خلق نعیدہ وعداً علینا انا کنا فاعلین انبیاع ۷

جب لپیٹ لیں گے آسمان کو جیسے لپٹتا ہے گھٹا کاغذوں کا - جیسے کی تھی پہلی خلقت - اُسے پھر کریں گے - وعدہ ہے ہم پر - تحقیق ہم کرنے والے ہیں + (سورۂ انبیا رکوع ۷) ÷

اہل اسلام اس عقیدے کے قائل نہیں رہے یہ اُن کی زبردستی ہے - اس زبردستی کے عقلی اور عملی نتائج کیا ہیں؟ وہ میری تصنیف "جواہر جاوید" میں ملاحظہ فرمائیے - مختصراً نیستی سے ہستی کی پیدائش جہاں فلسفیانہ خیال سے دُور افتادہ نظریہ ہے - وہاں اس سے کچھ اخلاقی قبوحات بھی عائد ہوتے ہیں - افراد کے اخلاقی میلان کی ذمہ واری تمامتر خالق پر پڑ جاتی ہے کوئی طبعاً بُرا پیدا ہوا - تو جب وہ نیست سے ہی ہست کیا گیا ہے - تو خواہ مخواہ تسلیم کرنا پڑے گا - کہ اسے خالق نے اپنی مرضی سے ایسا بنا دیا ہے - دیگر ذہنی اور معاشرتی غیر مساوات - کسی کو بے انداز سکھ - کسی کو بے انداز دُکھ وغیرہ کی ذمہ واری بھی خالق کی مثبت ہی ٹھیرتی ہے - اس سے خالق کے عدل پر حرف آتا ہے - اور وہ معاذاللہ طرف دار اور ظالم قرار پاتا ہے ÷

مولینا کا تیسرا اعتراض مندرجہ ذیل ہے :-

۳ - چاروں وید وں کے اندر وہ کونسا لفظ ہے - جس کے معنی مادہ ہیں اور اس کی بابت کس منتر میں لکھا ہے - کہ وہ ازلی ہے ؟

اُوپر منتر نمبر اول میں لفظ **अम्भ** اور منتر نمبر ۳ میں **सलिलम्**
اِس معنی میں استعمال ہوئے ہیں - منتر نمبر ۳ میں کہا ہے - یہ سب اپرکیت
(غیر ممیز) سلل (مادہ) تھا" یہ سب " کے معنے ہیں عالم موجودات - اِسے
نفی نہ کہہ کر کہا ہے - کہ لطیف غیر ممیز حالت میں تھا - ابتدائے آفرینش میں جو
چیز پہلے سے موجود تھی - وہ ازلی نہ ہوئی - تو اور کیا ہوئی ؟ اِس کے علاوہ وید کی
اصطلاح میں مادہ کو **सनत्नी** (اتھروید ۱۰ - ۸ - ۳۰) اور **पुराणी**
قدیم بھی تو کہا گیا ہے - یجروید میں آیا ہے :-

अजारे पिशंगिला। य.२३.५६

۱ ارے - اشکال کو نگل جانے والا مادہ بے ابتدا ہے ۔

کس خوبصورتی سے اِس حقیقت کو پیش کیا ہے - کہ پرلے کی حالت
میں مادہ میں اشکال غائب ہو جاتی ہیں - مگر خود مادہ نابود نہیں ہوتا - وہ اُنہیں
نگل لیتا ہے ۔

مولینا فرماتے ہیں :-

۴ - چاروں ویدوں کے اندر وہ کونسا منتر ہے کہ جس میں رُوح اور
مادہ کی حقیقت بیان کی گئی ہے ؟

دیکھئے صاف لفظوں میں لکھا ہے :-

۱ اپنے فعل سے اُوپر نیچے جاتا ہے - پکڑا ہُوا نہ مرنے والا (آتما)

---

१ अपाङ् प्राङेति स्वधया गृभीतोऽमर्त्यो मर्त्येना सयोनिः।
ता शश्वन्ता विषूचीना वियन्तान्यन्यं चिक्युर्न निचिक्युरन्यम्।
ऋ. १. १६४. ३८

مرنے والے (جسم) سے مِلا ہوا ہے۔ یہ دونوں قدیم (آتما اور پرکرتی) مختلف اوصاف والے مختلف رجوع رکھتے ہیں۔ ایک کو (عوام) جانتے ہیں۔ دوسرے کو نہیں ؛ (رِگ وید ۱-۱۶۴-۳۸) ؛

جناب مولوی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲ پر فہرست مضامین کو ختم کرتے کرتے ایک نوٹ میں تحریر فرمایا ہے :-

ابتدا میں ویدوں کے بہشت کا راستہ صاف کرنے کے لئے چند ایک ضروری مباحث بھی آ گئے ہیں۔ (ویدوں کا بہشت۔ صفحہ ۴) ؛

مندرجہ بالا چار اعتراضات اور اُن کے متعلق کتاب کی ابتدائی بحث سے نہ جانے ویدوں کے بہشت کا راستہ کس طرح صاف ہوتا ہے؟ رُوح اور مادہ کی ازلیّت بذاتِ خود ایک بسیط مضمون ہے۔ مولینا کی کتاب میں جو ویدک سوَرگ کا منظر پیش کیا گیا ہے۔ اُس کے محض عدم سے یا کسی موجود علّت سے وجود میں آنے سے اُس کی نوعیّت میں فرق آتا معلوم نہیں ہوتا۔ نہ مولانا نے اپنی کتاب میں کہیں پھر اس موضوع کو اُٹھایا ہی ہے۔ کہ دیکھو وید کا سوَرگ یا اُس میں رہنے والی رُوحیں اور مادہ محض عدم سے نمودار ہوئے ہیں۔ ممکن ہے۔ مولینا کا یہ جملہ معترضہ ہو۔ لیکن کسی اور ادیب نے اب تک جُملہ معترضہ سے اپنے کلام کی ابتدا نہیں کی۔ یہ انداز مولینا کا خاص ہے ؛

اِیشور کا اِرادہ

دو قالب یک جان - پرمیشور کا گیہ

مولینا کا اعتراض تو تیسرے ہی منتر پر ہے۔ جو مندرجہ بالا شوکت

ہیں درجہ چہارم پر آیا ہے - وہ منتر یہ ہے :-

سب سے پہلے ارادہ ہوا - وہ ادراک کا ابتدائی بیج تھا - عارفوں نے غور و فکر سے گوشۂ دل میں محوِ استغراق ہو کر عدم سے وجود کا تعلق دریافت کیا - (رگ وید ۱۰ - ۱۲۹ - ۴) .

اس منتر کے ساتھ ساتھ آپ نے اتھروَوید کے کچھ ایک منتروں کو بھی ایک ہی اعتراض کا مرجع بنایا ہے - ان منتروں کا ترجمہ درج ذیل ہے :-

ارادہ سب سے پہلے ہوا ہے - نہ اسے عارفوں نے جانا - نہ بزرگوں نے - نہ عام انسانوں نے - اس لئے اے ارادۂ (ا .. بندی) تو ہمیشہ بڑا ہے - بزرگ ہے - میں تجھے نمسکار کرتا ہوں - (اتھروَوید ۹ - ۲ - ۱۹) ۴

یہ دوسرے لفظوں میں رگ وید میں بیان کئے گئے - اسی اُوپر کے مضمون کی تکرار ہے ؛

اے ارادے! جو میرے مخالف (جذبات) ہیں - ان کو نیست و نابود کر گہری تاریکی میں ان کو جا گرا - وہ (میرے) حواس و قوے سے بیرون زائدہ - محض بے مزہ ہو جائیں - وہ ایک لحظہ بھی زندہ نہ رہیں ؛

(اتھروَوید ۹ - ۲ - ۱۰) ؛ ۴۴

کामो जज्ञे प्रथमो नैनं देवा आपुः पितरो न मर्त्याः । ४
ततस्त्वमसि ज्यायान् विश्वहा महाँस्तस्मै ते काम नम इत्कृणोमि ॥१९॥

१० जहि त्वं काम मम ये सपत्ना अन्धा तमांस्यवपादयैनान् ।
निरिन्द्रिया अरसाः सन्तु सर्वे मा ते जीविषुः कतमच्चनाहः ॥

اِن منتروں کے معانی کی وضاحت کے لئے اسی سُوکت کے ایک اور منتر پر بھی نظر ڈال لینا ضروری ہے۔ اگرچہ جناب مولینا نے اِس منتر کو اعتراض کا مرجع نہیں بنایا۔ تاہم ہم اسے مولانا کے درج کردہ منتروں میں ایزاد کرنے کی اجازت چاہتے ہیں ؎

اے ارادے! جو تیری نیک اور مبارک صُورتیں ہیں۔ جن سے جو بات تیرے منظور ہوتی ہے۔ وہ برحق ہوتی ہے۔ اور سچی ہو کے رہتی ہے۔ اِن صورتوں سے ہمیں ہر طرف سے بھر دے۔ پاپ کے خیالوں کو کہیں اور جا ڈال۔ (اتھرو ۹ - ۲ - ۲۵) ؎ ۴

مولانا کے اعتراض کا موجب اِن سب منتروں میں لفظ کام کا استعمال ہے۔ اس لفظ کا ترجمہ مولینا نے خود صفحہ ا پر "خواہش" صفحہ ۲ پر ارادہ اور اُس کے بعد پھر "خواہش" فرمایا ہے۔ پھر نہ جانے انہیں کیا سُوجھی۔ کہ انہیں خطوط وحدانی میں لفظ خواہش کے ساتھ ساتھ آپ نے لفظ شہوت بھی درج فرما دیا۔ کم سے کم منتروں کے موضوع پر ہی نظر رکھ لی ہوتی۔ اِس پاکیزہ مقام پر معاذاللہ کوئی شہوت کا محل بھی ہے؟ منتر ۱ میں مولینا کو خواہ مخواہ "مردانہ طاقت سے خالی" "ہیجڑ دل" کا بیان معلوم ہوا ہے۔ وہاں تو لفظ ہے "نرندریاہ" جس کے معنی ہیں۔ اندریوں یعنی حواس سے باہر ہی رہنے والے۔ یا بیرول رانده ؎

۴

१ यास्ते शिवास्तन्वः काम भद्रायाभिः सत्यं भवति यद् वृणीषे ताभिष्ट्वमस्माँ अभिसंविशस्वान्यत्र पापीरपवेशया धियः ॥२५

अथर्व ६. २.

इन्द्रियेभ्यो निर्गता:।

پھر لکھا ہے۔ "ارساہ" یعنی رس یا مزہ سے خالی۔ یہاں دشمنوں سے مراد شہوانی جذبات ہیں۔ جناب ذوق فرماتے ہیں ؎

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

بھرتری ہری کا قول ہے ؎

ہے طبع میں غصہ پھر عدو ہو کہ نہ ہو

اسی بات کی وضاحت کے لئے اوپر منتر ۲۵ درج کیا گیا ہے۔ یہاں شہوانی جذبات کے، حواس کے جبط سے باہر ہی رکھے جانے کی استدعا ہے۔ اور وہ اپنے عزم بالجزم سے، قوت ارادی سے۔ کیا بے لاگ مضمون ہے! ارادے کو قوی اور بزرگ اس لئے مانا ہے۔ کہ وہ مشیت ایزدی کی صورت میں ساری کائنات کی خلقت کی بنیاد بنا ہے۔ یہ ایک رحمانی طاقت ہے۔ اہل عمل اس طاقت کو اپنے باطن میں موجود پاتا ہے۔ اُسے جگاتا ہے۔ اُسے رحمانیت کا واسطہ دیتا ہے۔ اور اس کے سہارے پاپ کے خیال تک سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن مولانا ہیں۔ کہ ایک رحمانی طاقت کو شیطان بنایا چاہتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

اعتراض (۵) وہ خواہش جو ایشور کے دل میں سب سے پہلے پیدا ہوئی۔ ...... کہ جس کو وید کام یعنی شہوانی خواہش کے نام سے موسوم کرتا ہے اُس کی علت کیا ہے؟ اور وہ کس وید منتر میں مذکور ہے؟

کیا عرض کریں؟ وید میں تو فقط خواہش ہے۔ باقی حضور کے اپنے تصور کی اُپج ہے۔ وہی اُس کی علت ہے۔ اور وہ مذکور جناب کی کتاب میں ہے:

اعتراض (۶) ایشور کی اس شہوانی خواہش میں وہ کون کون سے اسرار

وغوامض تھے۔ کہ جن کو نہ دیوتاؤں نے سمجھا۔ نہ انسانوں نے۔ اور نہ ایشور جی
خود ہی سمجھ سکے۔ کیونکہ ایشور خود دیوتاؤں میں شامل ہے۔ اور آریہ سماج کے
اعتقاد کے مطابق چونتیسواں دیوتا ہے؛

مولینا کو مغالطہ اس بات سے ہوا ہے۔ کہ مرد اور عورت کے باہمی مجامعت
کے ارادے کو بھی کام کہا جاتا ہے۔ اسے کام دیو بھی کہتے ہیں۔ سنسکرت میں دیو
کے معنی ہیں رحمان۔ اگر مرد اور عورت کا مجامعت کا جذبہ بھی رحمانی ہو۔ یعنی
اس کا مقصد نیک اولاد کا پیدا کرنا ہی ہو۔ تو اسے کام دیو کہیں گے۔ ورنہ وہ کام
ہوگا۔ جسے مولانا شہوت کہتے ہیں۔ عیسائیت کی تاریخ میں ایک ایسا زمانہ گذرا ہے
جب مرد اور عورت کے تعلق کو چاہے اس کی غرض کچھ ہو۔ گناہ قرار دیا جاتا تھا۔ اسی
سے رہبانیت کا رواج چلا تھا۔ لیکن اسلام نے تو رہبانیت کا انسداد کیا ہے۔
حضرت محمد اس شخص کو اپنا پیرو ہی نہیں مانتے۔ جو شادی نہ کرے۔ یعنی شادی
اسلام کے ماتحت فرض ہے۔ کیا اس مذہبی فرض کی غرض و غائت شہوانی۔ یا
مولانا کی زبان میں بہیمی (حیوانی) جذبات کی سیری ہے؟ نیک اولاد پیدا کرنے
کا ارادہ ایک نہائت رحمانی ارادہ ہے۔ اسی کے سہارے مجلس انسان کی ساری
عمارت ایستادہ ہے۔ اس ارادے کے ساتھ انسان واقعی خالق بنتا ہے۔ اس
ارادے کا مقصد ایک نئے انسان کو عالم موجودات میں لانا ہے۔ یہ وہی ارادہ
ہے۔ جو خالق کائنات نے ابتدائے آفرینش میں کیا تھا۔ ہاں! انسان کا عمل اور
ذرائع محدود ہیں اور خالق کائنات کے عمل اور ذرائع سے قدرتاً مختلف بھی ہیں۔
ناقص انسان کے ارادے میں بھی نقص رہتا ہے۔ لیکن جیسے علیم کل پرمیشور اور
کم علم انسان کے علم میں کوئی برابری، کوئی مقابلہ، کوئی ہمسری، نہ ہوتے ہوئے بھی دونوں
کا علم علم کہلاتا ہے۔ یہی حال دونوں کے "کام" کا ہے۔ پرمیشور کا ارادہ اکمل۔

بے نقص، نہائت پاک، نہائت نیک ہوتا ہے۔ انسان کے ارادے میں تزلزل ہونا بھی ممکن ہے۔ بدی اور نہ عصمت کا شائبہ ہونا بھی قرین قیاس ہے۔ لیکن ہیں دو لوازادے۔ اولاد پیدا کرنے کا ارادہ جو خود اسلام کی رُو سے فرض مذہبی ہے۔ وہ بھی ان ارادوں میں شامل ہے۔ تولید اولاد کی خواہش کی یہ توضیح ہم نے مولانا کے بے جا تصرفات سے مجبور ہو کر کردی ہے۔ ورنہ ان منتروں میں اس کا موقع اور محل ہی نہ تھا۔ مولانا نے پرمیشور کو دیوتاؤں میں شامل کرکے اشارتاً اعتراض فرمایا ہے۔ کہ کیا اُسے بھی اس ارادے کا علم نہ تھا؟ مولینا! یہاں لفظ دیوتا کے مفہوم میں پرمیشور شامل نہیں۔ جیسے خالق موجودات کہنے سے موجود خالق کو موجودات سے جدا سمجھا جاتا ہے۔ اور موجودات کے معنے دیگر موجودات لئے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں۔ کہ پرمیشور غیر موجود ہے یعنے عدیم۔ دیوتا کے معنے ہیں عالم۔ عارف ؛

وید سے فارغ ہو کر مولینا کا میلان اُپنشدوں کی طرف ہوا ہے۔ برہدارنیک آپ نشد میں ایک کتھا آئی ہے :-

پہلے آتما تھا . . . . . اس کا دل نہ لگتا تھا۔ اس لئے اکیلے کا دل نہیں لگتا۔ اُس نے دُوسرے کی خواہش کی۔ وہ ایسا تھا۔ جیسے عورت اور مرد ملے ہوئے ہوں۔ اس نے اپنے آپ کو دو حصوں میں تقسیم کردیا۔ اس سے خاوند اور بیوی ہوئے۔ (برہدارنیک اُپنشد ۱-۴-۱-۳) ؛ ۴

१ आत्मैवेदमग्र आसीत् . . . स वै नैव रेमे तस्मादेकाकी न रमते स द्वितीयमैच्छत् स हैतावानास यथा स्त्रीपुमांसौ संपरिष्वक्तौ स इममेवात्मानं द्वेधाऽपातयत् ततः पतिश्च पत्नीचाभवताम् । बृ. १. १. ४. ३

اِس حکایت میں ایک نہایت دلچسپ انداز سے خاوند اور بیوی کے دو قالب ایک جان ہونے کی حقیقت منکشف کی گئی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ جان تو ایک ہے ابتدا میں ایک تھی۔ اِس کے دو حصے کئے گئے ہیں۔ جو دو قالبوں کی صورت میں موجود ہیں ؛

خود قرآن میں کہا ہے :-

الذی خلقکم من نفسٍ واحدۃٍ و خلق منہا زوجہا و بثّ منہا رجالاً کثیراً و نساءً

جس نے پیدا کیا تم کو ایک جی سے۔ اور پیدا کیا اُس سے اُس کی عورت کو اور پھیلائیں اس سے بہت مرد اور عورتیں۔ (سورۂ نساء رکوع ۱) ؛

برہدارنیک اُپنشد کی مندرجہ بالا حکایت اور یجروید کے ایک منتر کو مولینا نے یک جا محل اعتراض بنایا ہے۔ اس لئے ہم اس منتر کی توضیح بھی یہیں کئے دیتے ہیں۔ یجروید میں آیا ہے :-

شری اور لکشمی (یعنی دُنیا اور عقبیٰ کی نعمت یا جسمانی اور روحانی دولت) اس کی پتنیاں ہیں۔ (یجروید ۳۱) ؛

سنسکرت تو کیا۔ کسی بھی زبان کی تھوڑی سی واقفیت رکھنے والے لوگ بھی جانتے ہیں۔ کہ اس استعارہ سے کیا مُراد ہے ؟ کیا اُردو میں بھی پرمیشور کو دُنیا اور عقبیٰ کا خاوند نہیں کہا جاتا ؟ کیا ساری کائنات اسے اپنا مالک تصوّر نہیں کرتی ؟ بیوی کا مالک اس کا مرد کہا جاتا ہے۔ سنسکرت گریمر میں پتنی کے معنی ہیں۔ جس عورت کے ساتھ مل کر یگیہ کیا جائے۔ عورت اور مرد کے دو طرح کے تعلقات کے متعلق ہم مختصر سی توضیح اوپر کر چکے ہیں۔ اگر ناظرین اس تمیز کو ایک دفعہ پھر یاد کر لیں گے۔ تو انہیں پتنی لفظ کے سمجھنے میں سہولت ہوگی

شہوت رانی شادی کے مدعا سے باہر ہے۔ جس عورت سے یہ تعلق ہو۔ اُسے مرنبہ یا رکھیل کہتے ہیں۔ اس کے برعکس پتنی وہ ہے۔ جس کے ساتھ مل کر یگیہ کیا جاتا ہے۔ یگیہ ہر ایک مذہبی فرض کا نام ہے۔ بالخصوص اُن فرائض دینی کا جن کا تعلق خانہ داری سے ہے۔ مثلاً برہمچاری۔ بان پرستھی اور سنیاسی ان سب کی خدمت خانہ دار کے ذمہ ہے۔ یہ ایک یگیہ ہے۔ بزرگوں اور عالموں کی خبر گیری۔ ہون اور بچوں کے سنسکار۔ یہ سب یگیہ ہیں۔ کوئی خانہ دار ان فرائض کو اکیلا ادا نہیں کرسکتا۔ ان میں پتنی کا شامل ہونا ضروری ہے۔ اور پتنی از روئے گرہیہ اُسی عورت کا نام ہے۔ جو ان فرائض میں شامل ہو۔ استعارے کے طور پر دُنیا اور عقبیٰ کی خوشیوں یا جسمانی اور رُوحانی مسرتوں کے عالم کو پرمیشور کی گرہستھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ اُس کا یگیہ ہے۔ پرمیشور کا یگیہ بغیر ان مسرتوں کو اپنے ساتھ شامل کئے پورا نہیں ہوتا۔ ہم سب بال بچے ہیں۔ پرمیشور ہمارا مہربان باپ ہے۔ اور دُنیا اور عقبیٰ کی دولت ہماری ماں۔ کیسا پاکیزہ تصوّر ہے۔

مولینا فرماتے ہیں۔

اعتراض (۷) وہ خواہش نفسانی کہ جس کو وید کام بتلاتا ہے۔ اُس کو اُپ لشرمہ بتلاتے ہیں۔ اور ان دونوں لفظوں کے معنی اس خاص خواہش کے ہیں۔ کہ جو عورت و مرد دونوں سے تعلق رکھتی ہے۔ (رگ وید اشٹک ادھیائے ۱۲۶۔ کھنڈ ۱۳) اور اس پر طرّہ یہ کہ ایشورجی کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے ویدوں میں اس کی دو بیویاں شری اور لکشمی یجروید ۳۱/۲۲ بھی موجود ہیں۔ اور پھر عجیب تر یہ کہ ایشورجی کے استری بھوگ (جماع) سے ہی کُل جانداروں کے جوڑے پیدا ہونے کا ذکر برہدارنیاکا دیہ بچا جناب مولین کی کتاب میں درج ہے۔ ہم نے اس کو جُوں کا تُوں نقل کردیا ہے۔ اس ہجا

کی کوئی کتاب سنسکرت میں ہے ہی نہیں - مولینا کی مراد برہدارنیک اُپنشد سے ہے) اور دُوسرے مُستند اُپنشدوں میں موجود ہے - تو سوامی جی کے بے جا اتہام کو آریہ سماج پر کیوں نہ چسپاں کر دیا جائے - کہ اُن کا ایشور بھی عورتوں میں غلطاں ہے ؛

ہم نے اُوپر برہدارنیک اُپنشد اور یجروید دونوں کے حوالے درج کرکے اُن کا مطلب واضح کر دیا ہے - برہدارنیک میں ذکور واناث کے یکجان دو قالب ہونے کی حقیقت ایک دلچسپ پیرایہ میں ظاہر کی گئی ہے - اور بتایا گیا ہے - کہ اُن کے اس تعلّق سے تمام جانداروں کے جوڑے پیدا ہوئے ہیں - یہی حقیقت تھوڑے سے ہیر پھیر کے ساتھ قرآن شریف میں بیان کی گئی ہے - قرآن میں ایک ہی نفس یعنی جی سے مرد و عورت کی خلقت کا صاف ذکر ہے - عالم تنہائی میں اپنشد کی زبان معجز بیان میں آتما नैव रेमे خوش نہ تھا - مولینا نے خود یہی ترجمہ کیا ہے (ویدوں کا بہشت صفحہ ۱۱۶) سنسکرت میں مصدر رم کے لغوی معنے خوش ہونا ہی ہیں - بچّوں کی ہر ایک کھیل کو دکو رمن کہتے ہیں عورت اور مرد کے تعلّق کو بھی رمن کہا جاتا ہے - بلکہ پتنی سے تمیز کرنے کے لئے عزتیہ کو راما کہا جاتا ہے - جیسے نروکت کار نے فرمایا ہے - لیکن رمن کے معنے شہوت رانی ہی کرنا مولانا کا اپنا تصرف ہے - جس کی متحمل اُپنشد کی پاک زبان نہیں ہو سکتی - اُپنشد میں नैव रेमे کے معنی ہیں - خوش نہ تھا - جیسا کہ مولینا نے خود تحریر فرمایا ہے - اُس کا دل نہ لگتا تھا - وہ اداس تھا - پھر یجروید میں تو شری اور لکشمی کو راما نہیں - پتنی کہا ہے - لیکن مولینا نے اِس صاف تمیز کو ملحوظ نہیں رکھا - جیسے ہم نے اُوپر بیان کیا ہے - پتنی لفظ کی ساخت ہی گرامر کے اس قاعدے سے ہوئی ہے - جس سے اُس کی عزتیہ سے

صاف تمیز ہو جاتی ہے۔ مولینا نے پہلے وید کا لفظ کام لیا۔ اس پر کام جار یعنی اپنے حسب دل خواہ تاویل چسپاں کر دی۔ پھر ریبے جو ایک نہایت معصوم لفظ ہے۔ اُسے رمہ بنایا۔ جس کے سنسکرت میں کچھ معنی نہیں۔ پھر آتما اور پتنی کی تمیز آپ کے خیال سے محو ہو گئی۔ اور نہایت پاکیزہ تصوّرات پر ایک عجیب کریہہ رنگ چڑھ گیا۔ کیا اس سے اسلام کی کوئی خدمت ادا ہوئی ؟

وید اور اُپنشد تو ان آلودگیوں سے پاک ہی پاک ہیں۔ ان کی غلط تاویلات سے خود مولینا اور اُن کے طفیل اسلام بدنام ہو جائے۔ تو اس میں کسی کا کیا چارہ ؟

رہی رشی دیانند کے اسلام پر اعتراض کی بات۔ اس کی وضاحت کسی آئندہ باب میں ہوگی۔ جس کا مضمون قرآن کا بہشت ہو گا۔ قرآن کی حوریں کیا ہیں ؟ یہ خود قرآن کے ہی لفظوں میں بیان کیا جائے گا۔ مشکل یہ ہے۔ کہ وہ اس وقت بھی موجود ہیں۔ جبھی تو حضرت غالب فرماتے ہیں ؎

جس میں لاکھوں برس کی حوریں ہوں ۔ ایسی جنت کو کیا کرے کوئی

روزِ قیامت سے پیشتر تک وہاں بیٹھی ہیں۔ کس نیک کام کی جزا کے طور پر ؟ یہ ایک سوال ہے۔ جس کا حل مولینا کو پیش کرنا چاہئے تھا۔ لیکن مولینا تو چلے ہی دوسری طرف ۔

مولینا کے اعتراض کا جواب اُوپر عرض کر دیا گیا۔ لیکن کتاب کے خاتمہ پر مولانا کی تنقیض اثر ایک اور لفظ پر بھی گئی ہے۔ وہ ہے راگ۔ مولینا فرماتے ہیں

سوامی دیانند نے خود ستیارتھ پرکاش کے سملاس ۹ فقرہ نمبر ۱۷ پر عالم نجات میں روح میں راگ (شہوت) کا ہونا خود بیان کیا ہے۔ گو اُردو

ستیارتھ پرکاش میں اس کا ترجمہ محبت کر دیا ہے۔ مگر اس باب کے فقرہ نمبر ۲۷ میں اسی راگ کو کلیش (دکھ کی چیز) قرار دے کر اس کو ترک کرنے کی تعلیم دی ہے۔ (دیدوں کا بہشت صفحہ ۱۲۰)

راگ کے معنے سنسکرت میں رغبت ہیں۔ لیکن مولینا ہیں۔ کہ انہیں ہر لفظ میں ایک ہی خیال سوجھتا ہے۔ رغبت کی طاقت روح میں طبعاً موجود ہے وہ طاقت نیک یا بد اپنے جائز یا ناجائز استعمال کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یوگ میں اپنے دل کی استقامت کے لئے کہا گیا ہے کہ مرتاض راگ اور دویش سے پرہیز کرے۔ یعنی رغبت اور نفرت سے بچے۔ سکھ کی طرف راغب نہ ہو اور دکھ سے ہٹے نہیں۔ خوشی سے پھولے نہیں۔ اور غمی سے گھبرائے نہیں۔ یہ پھولنا اور گھبرانا یوگ مارگ (راہ سلوک) میں زحمت ہیں۔ بے وجہ یا ناجائز رغبت اور نفرت کے ترک کی تلقین کی ہے۔ اس سے غرض انسان کے دل کو جذبات کے بے جا توجہ سے بچا کر یکسو کرنا ہے۔ اس مشق سے یہ مراد ہرگز نہیں۔ کہ راگ کی طاقت کو ہی کھو دے۔ وہ تو کھوئی جا ہی نہیں سکتی۔ نجات کی حالت میں بھی وہ موجود رہتی ہے۔ اس وقت اس کا استعمال پرمیشور کی بھگتی میں۔ یا دیگر مقدس اشغال میں ہوتا ہے۔
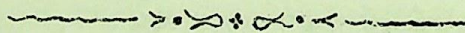
۱- لاتعداد سروں لاتعداد آنکھوں - لاتعداد پاؤں کی طاقت والا پرمیشور ہے
وہ موجودات پر ہر طرف سے محیط ہو کے دس سمتوں (چار اطراف - چار اُن کے
بیچ کے کونوں اور ایک اُوپر اور ایک نیچے کی سمت) کے عالم سے جُدا بھی ہے -

۲- یہ سب پرمیشور کا ظہور ہے - جو ہے - ہو چکا - یا ہوگا - وہ اس عالم بقا
کا مالک ہے - جو حواس کی دُنیا سے ارفع و اعلیٰ ہے ؞

۳- اُس کی عظمت ہے - وہ پرمیشور اس سے بڑا ہے - تمام موجودات
اس کی عظمت کا ایک پہلو ہے - تین اور پہلو عالم نُور کا امرت ہیں ؞

सहस्रशीर्षः पुरुषः सहस्राक्षः सहस्रपात् ।
स भूमिं सर्वतस्पृत्वाऽत्यतिष्ठद्दशाङ्गुलम् ॥१॥
पुरुष एवेदं सर्वं यद्भूतं यच्च भाव्यम् ।
उतामृतत्वस्येशानो यदन्नेनातिरोहति ॥२॥
एतावानस्य महिमाऽतो ज्यायांश्च पूरुषः ।
पादोऽस्य विश्वा भूतानि त्रिपादस्यामृतं दिवि ॥३॥
त्रिपादूर्ध्वं उदैत्पुरुषः पादोऽस्येहाभवत्पुनः ।
ततो विष्वङ् व्यक्रामत्साशनानशने अभि ॥४॥

यजु

۴ - پرمیشور کے وہ تین پہلو بہت اونچے ہیں - ایک پہلو یہاں پر پھر ظاہر ہوتا رہتا ہے - اسی سے سب طرف کھانے نہ کھانے دا خذ کرنے نہ کرنے والی اشیا سب اطراف میں پھیل گئی ہیں ÷ (یجر وید ادھیائے ۳۱) ÷

اِن منتروں پر مولینا فرماتے ہیں :-

اعتراض نمبر ۸ - وہ عجیب و غریب پُرش (ایشور) کہ جس کا ذکر ہم نے صفحہ ۴ پر ویدوں میں سے کیا ہے ...... اس کا ایک چوتھائی حصہ کس طرح فنا ہونے والی دُنیا بن گیا؟ اور کیا کسی لامحدود ہستی کا ¾ حصہ اور ¼ حصہ ازروئے عقل ہو سکتا ہے؟ اگر ہو سکتا ہے - تو دلیل سے ثابت کیا جاوے ÷

مولینا زبردستی سے کسی غیر محدود کے بھی چار حصے کرنے پر تُلے ہوں - تو غیر محدود کی کیا مجال ہے - کہ وہ منقسم نہ ہو؟ ورنہ وید میں تو ان حصوں بخروں کا نام و نشاں بھی نہیں - مانڈوکیہ اپنشد میں آوم کو چتشپاد کہا ہے - اس کا پہلا پاد (ظہور) وہ ہے - جو حواس کے ذریعہ جانا جاتا ہے - جیسے عالم بیداری میں یہ پرمیشور کا ایک ظہور ہے - دوسرا پاد یا ظہور وہ ہے - جو تخیل اور تصور کا مضمون ہے - جیسے عالم خواب میں - تیسرا پاد سمادھی یا مراقبہ کی حالت میں جانا جاتا ہے - ان تین پہلوؤں سے بھی پرمیشور کا پورا علم حاصل نہیں ہوتا - چوتھا پہلو انسان کی گرفت سے باہر ہے - ان تین پہلوؤں کو دھیان میں لا کر عارف کے منہ سے بیساختہ یہی صدا نکلتی ہے - کہ وہ نہیں جانا گیا - اسی حقیقت کو وید نے یوں منکشف کیا کہ پرمیشور کی عظمت کا ایک ظہور عالمِ محسوسات میں جلوہ گر ہو رہا ہے باقی تین پہلو تخیل اور مراقبے وغیرہ کا مضمون ہیں فہم میں آتے بھی ہیں اور نہیں بھی آتے - اس میں ¼ اور ¾ کی تقسیم کیوں کر ہو گئی؟ چوتھی منزل غیر محدودیت کا اعتراف ہی تو ہے - اپنشد نے اسے اماترا ورا پار کہا ہے - جس

کے معنے ہیں۔ نہ ماپا جانے والا۔ فہم میں نہ آنے والا ؎

یجروید کے اسی ادھیائے میں آگے چل کر وراٹ پرش کا دھیان بتایا گیا ہے۔ وراٹ کے معنی ہیں مختلف طور پر ظہور پذیر۔ یعنی ہمارے سامنے آیا ہوا یہ عالم موجودات۔ اس میں ظاہر ہونے والے پرش کو وراٹ پرش کہتے ہیں۔ فرمایا ہے :-

۵۔ تب وراٹ پیدا ہوا۔ وراٹ سے پرش بڑا ہے۔ وہ ظاہر ہو کر عالمِ محسوسات کا آگے اور پیچھے احاطہ کرتا ہے (اور) اس سے وجود میں جدا ہے ؎

۹۔ اس سامنے ظاہر ہوئے قابلِ پرستش (وراٹ) پرش کو اپنے دل کے آسن پر بٹھایا۔ اس طرح عارفوں۔ مرتاضوں اور رشیوں نے (اس کی) پرستش کی ؎

۱۰۔ جس (وراٹ) پرش کو اس طرح (دل کے آسن پر) بٹھایا۔ اس کا تصور کس کس طرح کیا؟ (یجروید ۳۱)

ततो विराडजायत विराजो ऽधि पूरुषः ।
स जातो अत्यरिच्यत पश्चाद्भूमिमथो पुरः ॥५॥
तं यज्ञं बर्हिषि प्रौक्षन् पुरुषं जातमग्रतः ।
तेन देवा अयजन्त साध्या ऋषयश्च ये ॥९॥
यत्पुरुषं व्यदधुः कतिधा व्यकल्पयन् ॥१०॥

यजु. ३१

وراٹ پرش کے دھیان کا مطلب ہے عالم موجودات کی کثرت میں وحدت
کا تصور۔ حضرتِ سعدی نے جو یہ مصرع تحریر فرمایا ہے :-

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند

وہ اسی احساس پر مبنی ہے۔ جیسے ایک ہی جسم کے الگ الگ عضو ہو کر بھی
دماغ اور بازو۔ دھڑ اور پاؤں۔ سکھ۔ دکھ میں ایک ہیں۔ یہی کیفیت ساری
ملت انسانی کی ہے۔ افراد الگ الگ ہیں۔ لیکن سب ایک ہی جماعت کے
پُرزے ہیں۔ اعضاء ہیں۔ یہ تصور دسویں منتر میں باندھا گیا ہے۔ اِس سے
اونچا اور بسیط تصور یہ ہے کہ سارے عالم محسوسات کو جو ہمارے پیش نظر ہے
ایک جسم مانا جائے۔ اور اس جسم کی جان پرمیشور کی عظمت کی اس تجلّی کو سمجھا جائے
جو اس عالم میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ یہی وراٹ پرش کی پوجا ہے چنانچہ فرمایا ہے

۱۳۔ ناف سے درمیانی طبقے کا تصور کیا۔ دماغ سے عالم نور کا۔
پیر دل سے زمین کا۔ کانوں سے (جو دائیں بائیں طرف کے اعضاء ہیں)
سمتوں کا۔ اسی طرح دیگر لوکوں یعنی عالموں کا تصور کیا۔ (یجر وید ۳۱۔۱۳)

یہ ہے وراٹ پرش کے دھیان کا طریقہ۔ جو عارفوں میں مستعمل رہا ہے
جیسے اِنسان کے جسم کا اوپر والا حصّہ دیگر حصص کو راستہ دکھاتا ہے۔ اسی
میں آنکھوں وغیرہ کا مقام ہے۔ ایسے ہی عالم محسوسات میں سورج، چاند
وغیرہ اجرام اُوپر کے حصے میں معلوم ہوتے ہیں۔ یہ حصّہ گویا اس عالم کا
دماغ ہے۔ علیٰ ہذا دیگر حصص۔ اس سارے عالم میں پرمیشور کو حاضر ناظر

नाभ्या आसीदन्तरिक्ष ᳕ शीर्ष्णो द्यौः समवर्तत ।
पद्भ्यां भूमिर्दिशः श्रोत्रात्तथा लोकाँ २॥ अकल्पयन् ॥१३॥

جہنا اس دھیان کا مقصد ہے۔ اس ریاضت کا نتیجہ کیا ہے ؟ فرمایا ہے :۔

۱۸- میں اس عظیم نور ؔ علے نور پرش کو جانتا ہوں - جو تاریکی سے پرے ہے۔ اسی کو جان کر انسان موت سے نجات پاتا ہے۔ سلوک کا اور کوئی راستہ نہیں۔ (یجر وید ۳۱ - ۱۸) ؛

حضرت مولینا فرماتے ہیں :۔

اعتراض ۹- کیا سچ مچ اس پرش (ایشور) کے ¼ حصّہ سے جس کو اپنشد شبل برہم کہتے ہیں۔ دنیا بنی ؟ مگر وید میں یہ بھی تو لکھا ہے۔ کہ اُس کے سر سے آسمان۔ اس کی ناف سے خلا - اور اُس کے پاؤں سے یہ زمین پیدا ہوئی - تو کیا ایشور۔ اُس کا سر۔ ناف اور پاؤں ¼ میں شامل ہیں یا کچھ حصّہ ¾ میں ہے - اور کچھ ¼ میں۔ اگر ¼ میں ہی سر۔ ناف اور پاؤں آجاتے ہیں۔ تو باقی ¾ میں اس کا کون سا عضو باقی رہ جاتا ہے۔ کہ جو فنا پذیر نہیں ؟

اعتراض ۱۰- ویدوں کی اس پیدائش عالم کی فلاسفی سے معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں کی سائنس میں یہ زمین چونکہ اس کا پاؤں - خلا ء ناف - اور آسمان اُس کا سر ہے۔ تو اس زمین کے اوپر ہی کی سمت میں عالم ہوگا زمین کے دوسری طرف یا نیچے کی طرف کچھ نہ ہوگا۔ یا کوئی اس ہیئت کذائی کا دوسرا ایشور ہوگا - اگر ویدوں کی سائنس میں زمین کے دوسرے رُخ پر بھی کوئی حصّہ عالم ہوتا - تو اس زمین کو پاؤں نہ قرار دیا جاتا - بلکہ اس کو درمیان

वेदाहमेतं पुरुषं महान्तमादित्यवर्णं तमसः परस्तात् ।
तमेव विदित्वाऽति मृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय ॥१८
यजु. ३१

ہیں اور گول ہونے کی وجہ سے ایشورجی کی ناف قرار دیا جاتا ؛

یہ اعتراض اپنا جواب آپ ہیں - اوّل تو مولینا تحریر فرماتے ہیں :-

اس کے سر سے آسمان - اس کی ناف سے خلا اور اس کے پاؤں سے یہ زمین پیدا ہوئی ؛

پھر فرمایا ہے :-

یہ زمین چونکہ اُس کا پاؤں - خلأ ناف اور آسمان اُس کا سر ہے ؛

چار سطروں کے فاصلے پر ہی مولینا کو یاد نہیں رہا - کہ اُوپر کیا تحریر فرما آئے ہیں ؟ آسمان - زمین اور خلا ، پرمیشور کے مختلف اعضاء سے پیدا ہوئے ہیں - یا خود وہ اعضاء ہیں ؟ اگر اول الذکر صورت ہو تو دوسرے سوال کے کچھ معنی نہیں - اور اگر موخرّ الذکر صورت ہے - تو پہلے سوال کا کچھ مطلب نہیں - اور حقیقت یہ ہے - کہ دونو صورتیں ندارد ہیں - دھیانی کثرت میں وحدت کا دھیان کر رہا ہے - وہ زمین کے کسی حصے میں مقیم ہو - اس کے سامنے ایک عالمِ محسوسات ہے - اُسے وہ ایک جسم تصوّر کرتا ہے - جس کی جان پرمیشور کی قدرت ہے - اس میں سائنس سے تضاد کیا - اور دوالیشور کا مطلب کیا ؟ زمین نظام شمسی یا عالمِ محسوسات کے درمیان میں کس علم ہیئت کی رُو سے ہے ؟ قرآن و حدیث میں ہی کہیں یہ بات مذکور ہو - ہمیں یاد نہیں - خیر - وید پر اعتراض کرنے کو کر دیا گیا ہے - مگر اس کے چسپاں ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ؛

کٹورے۔ ہنڈیا۔ کھونٹے۔ سنہری روپہلی انڈا

مولینا کو یہ ثابت کرنا مقصود ہے۔ کہ وید میں تین لوکوں یا عالموں کا ذکر کیا گیا ہے :۔

(۱) زمین (۲) خلا (۳) آسمان۔

اِس کی تائید میں اُنہوں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۸ پر یہ منتر پیش کیا ہے :۔

> جس نے روشنی کو تیز بنایا۔ اور زمین کو کڑا۔ اور عالم راحت اور عالم نجات کو قائم کیا۔ جو خلا میں حرکت اور متحرک کا ناپنے والا ہے۔ اس منبع سرور پرماتما کی ہم نہایت خلوص سے عبادت کریں۔ (رگ وید)

حضرت مولینا دیوہ کا ترجمہ آسمان۔ انترکش کا خلا اور پرتھوی کا زمین کرتے ہیں۔ پرتھوی واقعی زمین کا نام ہے۔ دیوہ کے معنی ہیں روشنی یا روشنی کا مقام۔ سورج اور اُس کے ارد گرد کے طبقے کو وید میں دیوہ کہا گیا ہے۔ جملہ اجرامِ نور۔ جو رات یا دن کو اپنی طرح طرح کی تجلیوں سے عالم کو بقعہ نور بناتے ہیں۔ دیوہ کے اندر آ جاتے ہیں۔ اس طبقے کو کوئی آسمان کہے یا کچھ اور۔ دیوہ

اور پرتھوی کے بیچ کا حصہ انترکش کہلاتا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان
اصطلاحات کے فقط یہی معنی نہیں۔ دیوہ کے لغوی معنی روشنی کے ہیں۔ اور
روشنی مادی، ذہنی یا روحانی سب طرح کی ہو سکتی ہے۔ اسے اور اس کے
محل یا مقام کو دیوہ کہا جائے گا۔ انترکش کے معنی باطن یا قلب کے بھی ہوتے
ہیں۔ خاص علوم میں انہی اصطلاحات سے خاص معنی اخذ کئے جاتے ہیں۔ لیکن
اس جگہ ان کے بیان کرنے کا موقع نہیں ؀

اپنی کتاب کے صفحہ ٥ پر جناب مولانا نے چند ایک وید منتروں کے معنی
نہ لکھ کر ان کے فقط حوالہ جات دے دیئے ہیں۔ کہ ان میں پرتھوی اور دیوہ
کی مختلف اقسام کا ذکر ہے۔ مثلاً رگ وید منڈل ۱۔ سوکت ۳۴۔ منتر ۸ میں
بھومیوں یا زمینوں کا۔ زمینیں زرخیزی یا درجہ حرارت کے اعتبار سے کئی
اقسام کی ہیں۔ اعلیٰ۔ ادنیٰ اور متوسط۔ یا منطقہ باردہ۔ منطقہ معتدلہ اور منطقہ
حارہ کا حصہ ارض۔ حسب موقعہ اس تقسیم کی توضیح کی جا سکتی ہے۔ پیداوار
کا بیان ہو تو ایک طرح کی تقسیم ہوگی۔ حرارت کا بیان ہو تو دوسری طرح کی۔
اتھرووید۔ کانڈ ۱۸۔ سوکت ۲۔ منتر ۴۸ میں تین دیوہ بتائے گئے ہیں۔ ایک
اُدنونی۔ جس کے معنی ہیں لہروں والی۔ روشنی کی لہریں مشہور ہی ہیں۔ دوسری
دیوہ کا نام ہے پیلومتی۔ جس کے معنی ہیں پرمانوؤں والی۔ یورپ کے مشہور
سائنس دان ابن سٹائن نے پچھلے دنوں ثابت کیا ہے۔ کہ روشنی کے ذرات
ہیں۔ تیسری دیوہ کا نام ہے پردیوہ۔ یعنی ان دونوں سے لطیف صورت نور۔
مولانا نے اس منتر کا حوالہ دیتے ہوئے دیوہ کے معنی خلا کر دیئے ہیں۔ نہ
جانے کس خیال سے؟ خلا، تو ان کی اپنی تقسیم میں انترکش کا ترجمہ تھا؟

ناظرین اب وید میں متذکرہ پرتھوی، انترکش اور دیوہ کا مطلب سمجھ گئے

ہوں گے - یہ کیوں کروراٹ پُرش کے جسم کو بناتے ہیں - یا اُن کا تصوّر ایک ایسے جسم کے اعضاء کے طور پر کیا جاتا ہے - جس کا سر دیوہ - بیچ کا حصّہ انترکش اور نیچے کا حصّہ پرتھوی ہے - اور جس کی جان پرمیشور کی قدرت ہے۔ نکتہ یہاں قابلِ غور ہے - اِن مختلف طبقات میں موجود تمام اشیاء ایک دوسرے کے ساتھ ویسے ہی وابستہ ہیں - جیسے جسم کے مختلف اعضاء میں موجود جسم کے اجزاء ؛

ویدک دھرم کا ایک تصوّر یگیہ کا ہے - یگیہ کے معنی ہیں شخصی غرض سے مُعرّا محض رفاہِ عام کے لئے کیا گیا کوئی کام - یگیہ کے لغوی معنی ہیں وہ کام جس میں دیو پُوجا یعنی قابلِ تعظیم ہستیوں کی تعظیم و تکریم - سنگتی کرن یعنی اتصال اور دان یعنی رفاہِ عام کیا جائے - اس یگیہ کی ایک مختصر صورت ہون ہے - جس میں پرماتما کی پرستش ہون کے مختلف سامان کا اتصال اور صحت اور خوشبو، کا ہوا میں انتشار کیا جاتا ہے - اس چھوٹے سے عمل سے مُراد یہ سبق لینا ہوتا ہے - کہ انسان کو اپنی تمام زندگی ؛ دُنیا میں صحت ، اور نیک اعمال کی خوشبو، عالم میں پھیلانے میں صرف کر دینی چاہیئے - یہ سبق وید کے منتروں کے تکرار سے بار بار دوہرایا جاتا ہے - خود غرضی سے پرہیز، اور طریق ایثار کا اختیار - یہ جذبہ یگیہ کی تمام رسوم کی رُوحِ رواں ہے - یگیہ کے دیگر اسباب کے ساتھ بھات آگ میں ڈالا جاتا ہے - غریب سے غریب آدمی بھی اس سستی چیز کا ہون آسانی سے کر سکتا ہے - یہ نہایت ہلکی غذا ہے - رُوحانی اشتغال کے لوگوں کو خوب موافق آتی ہے - وید میں جا بجا یہ تصوّر انسان کے پیش نظر کیا گیا ہے - کہ تمام عالمِ موجودات گویا ایک یگیہ ہے - پرمیشور جو اتھروید کے قول کے مُطابق

اکام (بے غرض) بغیر کسی کمی یا حاجت کے ٦

ہے۔ وہ ارادہ کرتا ہے۔ کس لئے؟ یگیہ کرنے کے لئے۔ اپنی مخلوق کے رفاہ کے لئے۔ اُس کا یگیہ کہاں ہوتا ہے؟ فرمایا ہے :-

اس نے دیوہ اور پرتھوی کو دو کٹوروں کی طرح دیگیہ میں ملا دیا ہے ؛

(رگ وید ۳ - ۵۵ - ۲۰)

وید نے لفظ چمو استعمال کیا ہے۔ جس کے معنی فوج بھی ہو سکتے ہیں۔ اور اگر یہ معنی لئے جائیں۔ تو مطلب یہ ہوگا۔ کہ پرمیشور نے موجودات کے ان دو طبقات میں گویا فوجیں چلا رکھی ہیں۔ جیسے فوج باقاعدہ نہایت ترتیب کے ساتھ کوچ کرتی چلی جاتی ہے۔ یہی حالت پرمیشور کی مخلوق کی ہے۔ رشی دیانند نے منتر کے یہی معنی کئے ہیں۔ اور چونکہ مولینا کا روئے سخن آریہ سماج کی طرف تھا۔ اس لئے انہیں منتر کا ترجمہ رشی کا کیا ہوا ہی لینا۔ اور اسی کو محل اعتراض بنانا چاہئے تھا۔ لیکن جو ترجمہ سائن آچاریہ سے اُنہوں نے لیا ہے۔ غلط وہ بھی نہیں۔ چمو نام یگیہ کے کٹورے کا بھی ہے۔ اس میں یگیہ کا سامان رکھا رہتا ہے۔ وید فرماتا ہے۔ کہ دیوہ اور پرتھوی یا مولینا کے لفظوں میں زمین اور آسمان یگیہ کے دو کٹورے ہیں۔ اُن میں قائم تمام موجودات گویا پرمیشور کے یگیہ کا سامان ہے۔ جو رفاہ عام کے لئے پرمیشور نے جمع کر دیا ہے ؛

اتھرووید میں فرمایا ہے ؛

۷ یہی زمین پکتے ہوئے بھات کی ہنڈیا ہے۔ دیوہ یا آسمان ڈھکنا

६. अकामो धीरो न कुतश्चनोनः। अथर्व. १०. ८. ४४.

इयमेव पृथिवी कुम्भी भवति राध्यमानस्यौदनस्य द्यौरपिधानम्॥

अ० ११ ३ ११

ہے۔ (اتھروید ۱۱-۱۳-۱۱) ۹

مطلب یہ کہ پرتھوی انترکش اور دیوہ سبھی طبقات عالم میں جو کچھ بھی مخلوق ہوا ہے۔ وہ یگیہ کا بھات ہے۔ پرماتما کے بھنڈار کی دیگ پک رہی ہے کیا خوبصورت استعارہ ہے۔ عالم موجودات میں کیا ہی فعل ہوتا ہمیں دکھائی نہیں دے رہا؟ سائنس کی یہ سچائی کہ جملہ موجودات کی استقامت حرارت کی وجہ سے ہے۔ جہاں حرارت سرد پڑی کہ عالم نیست و نابود ہوا۔ ہنڈیا کی تمثیل سے خوب واضح کردی ہے۔ پھر اس ہنڈیا کا ہمیشہ چولھے پر چڑھا رہنا محض اتفاق نہیں۔ بے وجہ کھیل ہے۔ بلکہ اس کا ایک اخلاقی مقصد ہے رفاہ عام جو کامل بلکہ اکمل تمام قسم کی احتیاج سے خالی، پربھو کی شان کے عین شایان ہے ؂

یگیہ کے منڈپ میں یوپ یعنی بڑے کھونٹے گاڑے جاتے ہیں۔ اُن کے ساتھ حیوان باندھے جاتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان کے اندر موجود حیوان یعنی نفس امارہ کو جکڑ دیا جائے۔ یگیہ کا ایک مدعا تہذیب اخلاق یا روحانی ارتقا ہے۔ یگیہ کے اس مدعا کو نہ سمجھ کر جہالت کے زمانے میں حیوانوں کی قربانی کا رواج چل پڑا تھا۔ دراصل حیوان انسان کے اپنے سرکش حواس ہیں۔ ان کو اخلاق کے کھونٹے سے باندھا جاتا ہے۔ وید نے زمین کو یگیہ کا منڈپ بنا کر کہا ہے:۔

سردی اور گرمی کو قائم کرکے۔ پہاڑوں کو کھونٹا بنا کر۔ برسات اور چمکاہٹ کی اگنیاں (آتشیں) عالم نور کے جاننے والے عظیم پرمیشور کا یگیہ کر رہی ہیں۔ (اتھروید ۱۳-۱-۴۷) ۲

हिमं घ्रंसं चाधाय यूपान् कृत्वा पर्वतान् ।
वर्षाज्यावग्नी ईजाते रोहितस्य स्वर्विदः ॥
अ १३. १. ४७

پہاڑ مرتاضوں کی ریاضت کے مقام ہیں۔ وہاں نفس امّارہ کو قابو میں کیا جاتا ہے۔ حواس کو زیر کرنے کی مشق کا ایک مقام پہاڑ ہیں۔ اس اعتبار سے انہیں یگیہ کا کھونٹا کہا گیا ہے۔ زمین سے اُوپر کی طرف اٹھے ہوئے تو وہ ہیں ہی۔ مولینا نے یوپ کے معنی کر دیئے ہیں ستون۔ نہ جانے کس لغت کی رُو سے؟ وہاں برسات کا پڑنا اور ہوا میں رطوبت ہونا گویا یگیہ کی آتش کا گرم ہونا ہے۔ پرمیشور جیو کو کہتا ہے :-

مشرق میں ہیں جو پہلے سے موجود ہوں۔ تجھے اپنے اعمال میں اس طرح جگہ دیتا ہوں۔ جیسے اطراف کے بازوؤں میں پڑی ہوئی زمین سورج کی کرنوں کو اپنے اُوپر جگہ دیتی ہے

جنوب میں 〃 〃 〃 〃 〃 〃

مغرب میں 〃 〃 〃 〃 〃

شمال میں 〃 〃 〃 〃 〃 〃

نیچے کی سمت میں 〃 〃 〃 〃 〃

اُوپر کی سمت میں 〃 〃 〃 〃 〃 〃

(اتھروید ۱۸-۳-۳۰ تا ۳۵)

प्राच्यां त्वा दिशि पुरा संवृतः स्वधायामा दधामि बाहुच्युता पृथिवी द्यामिवोपरि ।

दक्षिणायां 〃 〃 〃 〃 〃

प्रतीच्यां 〃 〃 〃 〃 〃

उदीच्यां 〃 〃 〃 〃 〃

ध्रुवायां 〃 〃 〃 〃 〃

ऊर्ध्वायां 〃 〃 〃 〃 〃

अथर्व, १८. ३. ३०-३५

کیسی عمدہ تمثیل ہے۔ ویدمیں اطراف کو بازو کہا گیا ہے *

اطراف جس کے بازو ہیں ۔ ۱۰ - ۱۲۱ - ۴ * ۵

اِن بازوؤں میں زمین پڑی ہے۔ اس میں سُورج کی حرارت کھیلتی ہے۔ اور انواع واقسام کے پھل پھول پیدا کرتی ہے - یہی حالت رُوح کی اپنے اعمال کی سرزمین میں ہے - مولینا نے نہ جانے کن قواعد اور کس لغت کی مدد سے اس منتر کا ترجمہ فرمایا ہے :-

زمین نے اپنے بازوؤں سے آسمان کو ہمارے اُوپر اُٹھایا ہُوا ہے -

(ویدوں کا بھشت صفحہ ۶)

یہاں منتر کا ترجمہ مولینا نے اپنا من مانا کر لیا ہے - یہاں تک کہ فقروں کی معمولی بناوٹ یا علم صرف کے قواعد پر بھی غور نہیں فرمایا۔ اس سے پہلے یوپ لفظ کے معنے ستون کر چکے ہیں ، وہ اتھروید کا تیرھواں کانڈ تھا - اور یہ اسی وید کا اٹھارہواں کانڈ ہے۔ مگر مولینا نے دونو کو ایک بنا دیا ہے - فرماتے ہیں :-

انہی پہاڑوں کو استعارے کے طور پر زمین کے بازو بھی کہا گیا ہے صفحہ ۶

سند میں پیش فرمایا ہے۔ اتھروید کے اٹھارہویں کانڈ کے تیسرے سُوکت کا ۳۵ واں منتر۔ بھلا اس میں کہیں پہاڑوں کا نام بھی آیا ہے - پھر کہتے ہیں :-

ویدوں کی رُو سے آسمان بھی ستونوں کے محتاج ہیں ۔ صفحہ ۷

مولینا ! یہاں تو ستونوں کا ذکر ہی نہیں - پہاڑ کھونٹا ہیں - اُن کے ذریعہ آسمانوں کو تھامنے کا ذکر ہی کہاں ہے ؟ بازو اطراف ہیں - زمین اُن میں

यस्येमाः प्रदिशो यस्य बाहू । ऋ. १०. १२१. ४.

پڑھی ہے ؛

قرآن شریف کی ایک آئت ہے :-

اللہ الذی رفع السموٰات بغیر عمدٍ ترونھا -(سورہ رعد آئت ۲)

اللہ ہے - جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستون کے جو تم دیکھ سکو

اس آئت پر تفسیر حسینی میں لکھا ہے :-

اللہ فرماتا ہے - کہ ستون تو ہیں - لیکن تم سے دیکھے نہیں جاتے ؛

مولبیانا نے بھی بات وید سے نکالنی چاہی تھی - مگر نکل سکی نہیں ؛

رگ وید ۷-۹۹-۳ میں لکھا ہے :-

(زمین اور طبقہ نور) دونوں غلّہ سے بھرے ہیں - آپس میں گائیں ہیں -

دوسرے میں کرنیں - دونو سبزہ زار ہیں - انسان کے لئے باعث نعمت -

اے آفتاب ! تو نے دونوں طبقات کو الگ الگ قائم کر رکھا ہے - تو نے

زمین کو اپنی کرنوں سے تھاما ہوا ہے (رگوید ۷-۹۹-۳) ؛

زمین کی مٹی اور آسمان کا پانی درحقیقت غلّہ ہی غلّہ ہے - یہاں کا

دودھ ہمیں گایوں سے ملتا ہے - نورانی دودھ کرنوں سے - آفتاب کی کرنیں

ہماری زمین کو روشن بھی کرتی ہیں - اور اُسے کھینچکر اپنی جگہ پر قائم بھی رکھتی

ہیں - یہاں کرنوں کے لئے لفظ میکھ استعمال ہوا ہے - اس کے معنی

میخ یا کھونٹی بھی ہیں اور کرن بھی - یہاں وشنو جو آفتاب کا مشہور نام ہے -

موجود ہے - اس کے ساتھ کرنیں موزون ہیں - نہ کہ میخیں ؟ قرآن مجید

इरावती धेनुमती हि भूते सूयवसिनी मनुषे दशस्या ।
अस्तभ्ना रोदसी विष्णवेतेद । धर्थ पृथिवीमभितो मयूखैः॥

ऋ. ७. ९९. ३.

میں آیا ہے :-

القی فی الارض رواسی ان تمید بکم (سورہ لقمان آیت ۹)

اور بنائے بیچ زمین کے پہاڑ - ایسا نہ ہو کہ ہل جائے ؛

تفسیر حسینی میں اس آیت کی توضیح اس طرح کی ہے :-

اور موضح میں ضحاک سے روایت ہے - کہ حق تعالیٰ نے انہیں پہاڑ زمین کے لئے میخیں بنائے - تاکہ ایک جگہ ٹھہرے ؛

مولٰنا نے جھٹ لکھ دیا :-

زمین کے لئے پہاڑ میخوں کا کام دیتے ہیں - (ویدوں کا بہشت صفحہ ۶)

دیتے ہوں گے - ویدیں تو یہاں پہاڑوں کی طرف کوئی دور کا اشارہ بھی نہیں ہے ؛

اب مولٰینا کے اعتراضوں کی طرف توجہ کریں - فرمایا ہے :-

(۱۱) زمین و آسمان کو دو کٹورے قرار دینا . . . . بھی ویدوں کا سائنس سے معرا ہونا ثابت کر رہا ہے - زمین پکتے ہوئے چاولوں کی ہنڈیا اور آسمان ڈھکنا ہے - پہاڑ میخیں ہیں - اور آسمان کے ستون ہیں - یہ بھی ویدک سائنس کی نکتہ نوازی ہے - انڈے کے صرف دو ٹکڑے ہو کر نصف سونے کے ٹکڑے سے آسمان اور چاندی کے نصف حصّہ سے زمین بنانا اُپنشدوں کی فلاسفی ہے

وید کو اسلامی سائنس میں ورک کہاں ہے ! وہ تو مولوی صاحب ہی کا حصّہ ہے - رہی اُپنشدوں کی فلاسفی - اس کا موضوع زیر بحث سے تعلق تو کچھ ہے نہیں لیکن مولٰینا کو اعتراض کرنے سے غرض ہے - اور نہیں تو ایک فٹ نوٹ میں ہی چھپا ندوگیہ اُپنشد کا حوالہ دیا ہے - اُپنشد کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے :-

"سورج مادہ ہے" یہ متن ہے۔ اس کی تفسیر یہ ہے۔ کہ پہلے یہ عالم
موجودات غیر موجود تھا۔ وہ دراصل علّت کی صورت میں مستعنیت تھا۔ وہ
معلول ہوا۔ اُس کی شکل انڈے کی ہوگئی۔ وہ ایک زمانہ ایسا رہا۔ پھر وہ ٹوٹ
گیا۔ انڈے کے دو حصّے ہو گئے۔ ایک چاندی کا (یعنی سفید) دوسرا
سونے کا (زرد)۔ جو چاندی کا حصّہ تھا۔ وہ زمین ہوئی۔ اور جو سنہری
حصّہ تھا۔ وہ سورج ہوا۔ (چھاندوگیہ ادھیائے ۳ کھنڈ ۱۹ منتر ۱ و ۲)*
یہ ایک سائنس کی سچائی ہے۔ سارے نظام شمسی کو سنسکرت میں برہمانڈ
کہتے ہیں۔ اُپنشد کہتا ہے۔ اس کا مادہ سورج ہے۔ مطلب یہ کہ پرلے
کی حالت کے بعد جب کہ معلول تھا ہی نہیں۔ علت تھی۔ ہیولا بنا۔ سائنس
کی کتابوں میں اس کی صورت بیضوی (ELLIPTICAL) بتائی گئی ہے۔
اسی کو اُپنشد نے انڈا سا کہا ہے۔ انڈے کے دو حصّے ہوتے ہیں۔ بیچ
کا حصّہ زرد ہوتا ہے۔ اور اس کے اوپر کا خول سفید ہوتا ہے۔ انہیں
سنسکرت میں دو کپال کہتے ہیں۔ سائنس کا نظریہ بھی یہی ہے۔ کہ ہیولا اپنے
گرد حرکت کرتے کرتے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ چاروں طرف سے ایک خول

---

* आदित्यो ब्रह्मेत्यादेशस्तस्योपव्याख्यानम् असदेवेदमग्र आसीत्तत्सदासीत् तत्समभवत् तदाण्डं निरवर्त्तत तत्संवत्सरस्य मात्रामशयत तन्निरभिद्यत ते आण्डकपाले रजतं च सुवर्णं चाभवताम् ।१। तद्यद्रजतꣳ सेयं पृथिवी यत्सुवर्णꣳ सा द्यौः ॥२॥ छान्दोग्य ३. १९.

اُنز کر الگ ہوگیا۔ اور وہ رفتہ رفتہ کم روشن ہوتا گیا۔ بیچ کا حصّہ جو سُورج رہا۔ وہ
پُور اروشن یا زریں تھا۔ وہ گویا انڈے کا زرد حصّہ تھا یا سُنہری کپال۔ اُس نے اُوپرا
خول گھُوم گھُوم کر آخر کو زمین بن گیا۔ سُورج کے مقابلے میں زمین کا رنگ سفید
ہے۔ سُورج سونا ہے۔ تو زمین چاندی۔ یہ روپہلی کپال ہے۔ اُپ نشد نے
ایک دل پسند۔ شاعرانہ انداز میں سائنس کی سچائی کا اظہار کیا۔ بجائے اِس کے
کہ مولینا عش عش کرتے۔ اُپنشد کی فلاسفی پر اُلٹا معترض ہوتے ہیں ؛

تین لوک

یہی عالم عالمِ برزخ ہے اور یہی عالم عالمِ جنّت

کہیں ناظرین اس مغالطے میں نہ جا پڑیں۔ کہ مولینا ویدوں کے ہر لفظ کی غلط تاویل کرنے پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں۔ یا ہمیں مولینا کی ہر تاویل کو غلط قرار دیتے جانے کا مرض ہے۔ کہیں کہیں مولینا نے بڑے پتے کی بات کہی ہے۔ مثلاً لفظ لوک کے معنے کئے ہیں عالم۔ یہ معنی لغواً اور اصطلاحاً دونو طرح بالکل درست ہیں۔ لوک کے لغوی معنی ہیں جو دیکھا جائے۔ جانا جائے۔ لفظ عالم کے بھی عربی لغت میں یہی معنی ہیں *

مولینا فرماتے ہیں :-

ویدوں اور شاستروں میں لفظ لوک اکثر جگہ اور مقام کے معنوں میں استعمال ہوُا ہے۔ (ویدوں کا بہشت صفحہ ۸) *

واقعی ہوُا ہے۔ مگر لفظ جگہ اور مقام کا استعمال بھی تو ایک سے زیادہ معنوں میں ہوتا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں :-

مقامِ عبرت ہے۔ مقامِ حیرت ہے۔ نہایت خوشی کا مقام ہے *

حضرتِ غالب فرماتے ہیں :-

ع ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے

یہاں مقام اور جگہ کے معنے ہیں موقعہ۔ ان موقعوں پر۔ ان الفاظ سے کوئی مکانی مقام مُراد نہیں۔ بلکہ مُتکلم کے دل کی ایک خاص حالت کی طرف اشارہ ہے ؛

خود لفظ عالم کا ہی خیال فرمائیے۔ کہتے ہی تو ہیں ۔

عالمِ خیال ہیں۔ عالمِ بیداری ہیں۔ عالمِ خواب ہیں یا عالمِ رویا ہیں۔ عالمِ طِفلی ہیں ؛

یہاں عالم کے معنے کسی انسان کی ذہنی یا جسمانی حالت ہی کے ہیں۔ یہی کیفیت لفظ لوک کی ہے۔ مثلاً وواہ سنسکار میں منتر پڑھا جاتا ہے جس کے معنی ہیں :-

یہ دوشیزہ میکے سے پتی لوک کو جا رہی ہے ؛

اس سے مُراد یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اب خانہ داری کی زندگی اختیار کرنے لگی ہے۔ پتی لوک اگر کوئی مقام ہے۔ تو وہ خاوند کا گھر ہے۔ ورنہ خود عالمِ خانہ داری ایک نیا عالم ہے۔ جس میں اس دوشیزہ کا داخلہ ہو رہا ہے۔ اس کی زندگی نئی ہو جائے گی۔ مگر وہ رہے گی اسی زمین پر ؛

دُلہن سے وِبہ کے منتروں میں کہا جاتا ہے :-

تجھے صحت کی حالت میں یگیہ کے گھر نیک اعمال کے لوک میں خاوند کے ساتھ داخل کرتا ہوں۔

خاوند کہتا ہے :-

कन्यला पितृभ्यः पतिलोकं यती । गो. २. २. ८.

प्र तस्य योनौ सुकृतस्य लोके अरिष्टान्त्वा सह पत्या दधामि।
ऋ. १०. ८५. २४.

اے نور کی کرن! امرت (آبِ حیات) کے لوک میں داخل ہو۔ خاوند کے

لئے بیاہ کو مبارک کر۔ (رگ وید ۱۰-۸۵-۲۰) ^ف^

یہاں گرہست کو امرت کا یعنے زندگی بخشنے والا لوک کہا ہے۔ کیا معنی خیز عبارت ہے۔ گرہست آبِ حیات کا چشمہ تو ہے ہی۔ یہی نام سورگ کے بھی ہیں :۔

یہ مختصر سی توضیح آپ کے مدنظر رہے۔ تو آپ تین یا سات لوک ہی نہیں۔ سینکڑوں لوکوں کا تصور قائم کر لیجئے۔ اور سینکڑوں مقام یا عالم کہتے جائیے۔ ہمیں منظور ہے :۔

بھوہ۔ بھُوَہ۔ سوہ۔ مہہ۔ جنہ۔ تپہ۔ ستیم

یہ سب لوک ہیں۔ ہم سندھیا میں ان کا دھیان کرتے ہیں۔ پرمیشور کی جس عظمت کا خیال کیا جائے گا۔ وہ ایک نئی حالت دھیانی کے دل پر طاری کر دے گی۔ اور وہ اپنے آپ کو ایک نئے لوک میں پائے گا :۔

مولینا کا اعتراض :-

اعتراض ۱۳۱۔ تیتریا اُپ نشد (مولینا کا اپنا ہجا درج کیا گیا ہے۔ مصنّف) کا جو حوالہ صفحہ ۸ پر درج کیا گیا ہے۔ اُس کی رُو سے جن سات عالموں کی تفصیل دی گئی ہے۔ ان کو آریہ سماج کیوں نہیں مانتی۔ اور جبکہ سوامی دیانند نے اس کو خود ستیارتھ پرکاش طبع اول میں تسلیم کیا تھا۔ تو پھر اس کو دوسرے ایڈیشن میں کیوں نکال دیا؟

تیتریہ اُپ نشد میں سات عالموں کا ذکر ہے ہی نہیں۔ اور نہ آپ کا

ف आरोह सूर्ये अमृतस्य लोकं स्योनं पत्ये वहतुं कृणुष्व ।

ऋ. १०. ८५. २०

متذکرہ حوالہ وہاں ملتا ہے۔ ستیارتھ پرکاش کا پہلا ایڈیشن تو خود رشی نے ردفرما دیا۔ اس میں کاتبوں اور طابعوں کے تصرفات تھے۔ اس میں دیئے حوالے پر بحث تب ہو سکے گی۔ جب پہلے تیتریہ اُپنشد میں یہ عبارت ملجاوے۔

لفظ لوک کی تشریح کے خاتمہ پر مولینا تحریر فرماتے ہیں :-

"ویدوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ زمین خلا اور آسمان کہ جن کو علیحدہ علیحدہ تین لوک کہا گیا ہے۔ مخلوق سے آباد ہیں۔ اور وہ مخلوق اِنسان ہی ہے۔ اس زمین پر ہم عملی زندگی بسر کرتے ہیں۔ مرنے کے بعد ارواح خلا میں رہتی ہیں۔ کہ جن کو مُردہ ارواح کا عالم ہونے کے لحاظ سے پتری لوک کہا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد آسمان کامل طور پر عالم جزا ہے۔ کہ جہاں نیک اعمال کا ثمرہ ملتا ہے۔ اور اس کو سوَرگ کہتے ہیں۔ (ویدوں کا بہشت صفحہ ۹)

مولینا نے یہ عبارت آئندہ بابوں کی تمہید کے طور پر لکھی ہے۔ اِن دعوؤں کی تائید میں مولینا نے جو اسناد پیش کی ہیں۔ اُن پر غور آگے چل کر کیا جائیگا۔

اسلام میں دوزخ اور جنت کے علاوہ ایک عالم برزخ مانا جاتا ہے۔ اِنسان مرنے پر قبر میں لیٹ گیا۔ وہاں مُنکر نکیر سے سوال و جواب ہوئے۔ روز قیامت تک انتظار کرنے کے بعد دوزخ یا جنت جو قسمت میں ہوا اُسے حاصل کیا۔ مولینا یہی عقیدہ ویدوں میں تلاش کرنے چلے ہیں۔ آپ نے ابھی تو انترکش کو "خلا یا سورج اور زمین کا درمیانی حصہ" قرار دیا تھا۔ (ویدوں کا بہشت صفحہ ۸) اور ابھی اسے عالمِ برزخ قرار دینے لگے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہاں انسانوں کی آبادی ہے۔ ہم حیران ہیں۔ کہ کیا اس وقت سُورج اور زمین کے بیچ کے حصّے میں اِنسان نہیں رہتے؟ ہوائی جہازوں کی بات جانے دو۔ معمولی طور پر بھی اِنسان زمین میں چھپ تو نہیں جاتا۔ اُس کا سارا جسم سُورج اور زمین کے درمیان رہتا ہے

وہ مُردہ ارواح ہی کا مقام کیوں ہے ؟ جیسے پتی لوک پتی کے گھر کو کہتے ہیں۔ ویسے
ہی پتری لوک ماں باپ کے یا باپ دادا کے گھر کو کہتے ہیں۔ عالم پدری یعنی باپ
ہونے کی حالت بھی پتری لوک ہے۔ لوک کے معنے عالم اور پتری کے معنے
پدری۔ یہ ایک لحاظ سے گرہستھ آشرم کا نام ہے۔ اور ایک اور لحاظ سے جان پرستھ
کا۔ روح مر کر نیا مقام چاہتی ہے۔ وہ ماں باپ کی تلاش کرتی ہے۔ کسی پتری
لوک میں اُس کو جگہ ملنی چاہئے۔ پتری لوک کا ایک نام انترکش ہے۔ جس کے
لغوی معنی ہیں اندر کا مقام۔ یہ اصطلاح میں رحمِ مادر کو بھی کہتے ہیں۔ جہاں
موت کے بعد وہ رُوح جس کی نجات نہیں ہوئی جاتی ہے گرہست دادا ہو کر عالم
پیری گیان دھیان کی نذر کرنے کے لئے گھر سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ یہ عالمِ
پیری یا عالم بزرگی اس کا پتری لوک ہے۔ پتر کے معنی ہیں بزرگ۔ پتری لوک
کے معنی ہیں عالمِ بزرگان یا مقامِ بزرگان۔ انترکش کے معنی عالم باطن ہم کسی
گذشتہ باب میں عرض کر چکے ہیں۔ دھیانی لوگ عالمِ ظاہر سے خلوت گزین ہو
کر عالمِ باطن کی سیر کرتے رہتے ہیں۔ وہ بھی ان کا پتری لوک ہے۔ دیوہ کے معنی
ہیں روشنی۔ سائنس دانوں کی موجودہ تحقیقات تو اس امر کی بھی شاہد ہے۔ کہ
اجرام فلکی میں آبادی ہے۔ اِس لئے ایسے مقامات میں بھی انسانوں کی بستی
مثل اِسلامی جنت کے مرنے کے بعد ہی ہوتی ہو۔ اس قیاس کی ضرورت نہیں۔
پھر روشنی بھی فقط مادی نہیں۔ ذہنی اور رُوحانی سب طرح کی ہوتی ہے۔ جہاں مُسرت
ہے۔ علم و اِدراک ہے۔ رُوحانی احظاظ ہیں۔ وہ دیوہ ہے۔ وہ سورگ ہے
ویدک دھرم کے یہ چند تصوّر ہم نے تمہیداً عرض کئے ہیں۔ جس مذہب کی کُتب
کا مُطالعہ کرنا ہو۔ اس کے عقائد کو شروع میں مدِنظر رکھ لیا جائے۔ تو ان کتب کے
اصلی مفاہیم کے سمجھنے میں غلطی نہیں ہوتی۔ واقعی ان سب لوکوں میں آبادی ہے۔ ہم

تو مرے ہوؤں اور جیتوں میں فرق نہیں کرتے۔ کیونکہ مر کر انسان پھر جی اُٹھتا ہے۔۔ وہ
ہر حالت میں زمین پر۔ سورج اور زمین کے درمیانی حصے اور روشنی کے طبقے میں
زندگی بسر کر سکتا ہے۔ یہی عالم عالمِ برزخ ہے۔ اور یہی عالم عالمِ جنّت۔ آپ خواہ
مخواہ بعید کی تاویلات کا ہے کو کرتے ہیں؟ "سورگ کامل عالم جزا ہے" اس سے
اگر آپ کی مُراد یہ ہے۔ کہ کوئی خاص طبقہ عالم موجودات کا ایسا ہے۔ کہ جہاں رُوح
قالب سے جُدا ہو کر کئے اعمال کا پھل ہی بھوگتی ہے۔ اور عمل نہیں کرتی۔ تو اُس کی
تائید میں سند چاہیے۔ آگے چل کر آپ نے سکرتسیہ لوک وغیرہ اصطلاحیں درج
فرمائی ہیں۔ سو وہ تو آپ کے منشاء کے عین مخالف شہادت دے رہی ہیں سکرتسیہ
لوک کے معنی ہیں نیک اعمال کا عالم اور یہ لفظ سورگ کا ہم معنی ہے۔ جہاں
نیک عمل کیا جائے گا۔ وہیں سورگ ہوگا۔ جزا تو پچھلے اعمال کی بھی اور اس وقت
کے اعمال کی بھی ہر وقت مل رہی ہے۔ نیکی کرنے سے۔ جو اہل عمل کو
فی الفور روحانی احظاظ حاصل ہو جاتے ہیں۔ وہ ہزار سورگوں کا ایک
سورگ ہے۔ عالم عمل اور عالم جزا درحقیقت ایک ہیں۔ تانے بانے
کی طرح یہ ایک دوسرے میں گھسے ہوئے ہیں۔ ادت پروتا ہیں۔ فی الواقعہ
یہی عالم عالم برزخ ہے اور یہی عالم عالم جنت۔

لفظ لوک کے متعلق مولینا فرماتے ہیں:-

اعتراض ۱۲۔ جب لوک کے لغت۔ ویدوں کے محاورات اور
شاستر اور یورپین تحقیقات ایک جہاں۔ عالم یا حصہ عالم بتلاتے ہیں
تو آریہ سماج سورگ لوک (بہشت) کو خاص مقام کیوں نہیں مانتی؟

مانتا ہے۔ لیکن عالم کے آپ وہ معنی تسلیم فرما لیجئے۔ جو ہم نے اوپر
بیان کئے ہیں۔ تب لفظ 'لوک' ایک مکانی اصطلاح نہ رہ کر اس کے معنے

حالت۔ زمانہ وغیرہ سب ہو جائیں گے۔ اور لوک ایک تنگ اصطلاح رہنے کی بجائے ایک وسیع معنوں کا لفظ بن جائے گا۔ جو وہ واقع میں ہے۔ مختصراً سوَرگ لوک عالمِ راحت یا عالم نور کو کہتے ہیں۔ اسے چاہے مقامِ راحت کہہ دیجئے۔ چاہے حالت راحت۔ یا زمانۂ راحت۔ وہ سوَرگ لوک ہے ؛

بقول مولینا اگر لوک کے معنی فقط جگہ کے ہوں بھی۔ تو سوَرگ کے معنی ہوں گے "راحت کی جگہ"۔ اس جگہ کی خصوصیت کیا۔ جہاں راحت ہوگی۔ وہ مقامِ سوَرگ ہوگا۔ کسی مخصوص طبقے کے لئے اس لفظ کے مخصوص ہونے میں لفظ سوَرگ کے یہ لغوی معنی دلیل کیوں کر ہوئے ؛
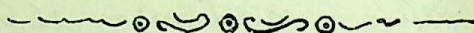
مولوی صاحب فرماتے ہیں :-

جہاں تک میں نے ویدوں کے مضامین پر غور کیا ہے۔ مجھے کوئی منتر اس (تناسخ کے) مسئلہ کی تائید میں نہیں ملا۔ مناظروں اور مباحثوں میں بھی میں نے اس امر کو پیش کیا۔ مگر آریہ سماج بھی آج تک اس امر کے متعلق کوئی منتر پیش نہیں کر سکی۔ کہ جس میں صراحت کے ساتھ اس مسئلہ کو بیان کیا گیا ہو۔

(ویدوں کا بہشت صفحہ ۱۸)

پھر فرماتے ہیں :-

تناسخ کا عقیدہ جو اس (نرک کے کسی خاص مقام ہونے) کے بالکل برعکس ہے۔ مو سمرتی وغیرہ کتب میں بعد میں بتلایا گیا ہے۔ ورنہ ویدوں میں بد لوگوں کے لئے نرک کے سوائے اور کچھ نہیں ...... وید نرک کا اقرار کرتے ہیں۔ اور تناسخ کا انکار۔ (صفحہ ۲۵)

اسی مضمون کا ایک اعتراض بھی فہرست اعتراضات میں شامل کیا ہے۔ وھو ھذا :-

۱۹۔ کیا عذاب قبر کے منتر مندرجہ صہ۱۵ و ۱۶۔ عذاب کے دوزخ کے منتر اور خصوصاً دائمی عذاب کے منتر مندرجہ صہ۱۹ اور ویدوں میں عالم برزخ کا

وجود اور بہشت کا ایک خاص مقام مندرجہ رسالہ ۶۴ عام عقیدہ تناسخ کی تردید نہیں کر رہے - خصوصاً اس صورت میں کہ جب چاروں ویدوں کے اندر اس کی تائید میں ایک منتر بھی نہ ہو ؛

ویدوں کے مضامین پر غور کا شاہد مولیٰنا کا زیر بحث رسالہ ہی ہے - مناظروں اور مباحثوں میں بھی مولیٰنا یہی فرماتے ہوں گے - جو اس رسالہ میں تحریر ہے - اس رائے کے اظہار سے کہ تناسخ کا عقیدہ نرک کے کسی خاص مقام ہونے کے بالکل برعکس ہے - مولیٰنا نے سناتن دھرمیوں سے جدا راہ اختیار فرمائی ہے - نرک اور سورگ اور قبر اور قبر کا عذاب - ان موضوعوں پر کتاب ہٰذا کے دیگر بابوں میں بحث کی گئی ہے - باب ہٰذا میں زیر غور فقط یہ سوال ہے - کہ کیا "وید تناسخ کا انکار" کرتا ہے ؟ انکار کے معنی ہیں کسی چیز کو بیان کر کے اُسے ردّ کرنا - مولیٰنا نے ایسا کوئی منتر تو اپنے رسالہ میں درج فرمایا نہیں - جس میں مسئلہ تناسخ کا بیان فرما کر یا اس کی طرف اشارہ کر کے اُس کی تردید کی گئی ہو - مولیٰنا کی مراد شاید "انکار" سے بھی عدم تائید ہے - ہم مولیٰنا کی توجہ مندرجہ ذیل منتروں کی طرف منعطف کرتے ہیں - اُن پر غور فرمائیں - شمشان میں لاش کو جلاتے وقت یہ منتر پڑھا جاتا ہے :-

آنکھ (کی روشنی) سورج میں جذب ہو جائے - سانس ہوا میں - تو اپنے اعمال کے مُطابق طبقۂ نور میں جا - یا زمین پر آ - یا پانی میں جا - اگر وہاں تیرا بھلا ہو یا پودوں میں اجسام کے ساتھ قائم ہو ؛ (رگ وید ۱۰ - ۱۶ - ۳) ؛

सूर्यं चक्षुर्गच्छतु वातमात्मा द्यां च गच्छ पृथिवीं च धर्मणा ।
अपो वा गच्छ यदि तत्र ते हितमोषधीषु प्रति तिष्ठा शरीरैः ।

ऋ. १०. १६. ३.

یہ پُنر جنم نہیں تو اور کیا ہے؟ رُوح کہاں کہاں قالب اختیار کرتا ہے
یہ بات اِس منتر میں وضاحت کے ساتھ کہی گئی ہے۔ اور دیکھئے :-

۴ - تیرا باطن عمل کے لئے مستعد زندگی کے لئے پھر پھر آئے - اچھی طرح آفتاب عرفان کا مشاہدہ کر

۵ - اے بزرگو! رُوحانی باپ (پریشُو) ہمیں پھر عالم محسوسات میں لائے ہم جیتوں کی جماعت میں شامل ہوں۔ (رگوید ۱۰ - ۵۷ - ۴ تا ۵) ؛

اتھروید ۱۸ - ۲ - ۵۷ میں اس جسم کو پُرانا کپڑا کہا گیا ہے۔ یہی بات گیتا میں اِن لفظوں میں بیان ہوئی ہے :-

جیسے پُرانے کپڑوں کو اُتار کر انسان نئے کپڑے پہنتا ہے۔ ایسے ہی پرانے جسموں کو ترک کر کے رُوح نئے جسموں میں جاتی ہے ؛

وید کا ارشاد ہے :-

یہ تیرا کپڑا پُرانا ہو گیا ہے اسے اُتار دے۔ تُو نے اسے اب تک پہنا۔ اپنے شروت اور سمارت کرموں کے مُطابق اوراک کے ساتھ طرح طرح کے علائق میں جو مقام تجھے ملے وہاں جا۔ (اتھروید ۱۸۔۲۔۵۷)

आ त एतु मनः पुनः क्रत्वे दक्षाय जीवसे । ज्योक् च सूर्यं दृशे ।
ऋ. १०. ५७. ४

पुनर्नः पितरो मनो ददातु दैव्यो जनः । जीवं व्रातं सचेमहि ॥
ऋ. १०. ५७. ५

वासांसि जीर्णानि यथा विहाय नवानि गृह्णाति नरोऽपराणि ।
तथा शरीराणि विहाय जीर्णान्यन्यानि संयाति नवानि देही ॥
गीता २. २२

एतत्त्वा वासः प्रथमं न्वागन्नपैतदूह यदिहाबिभः पुरा ।
इष्टापूर्तमनुसंक्राम विद्वान् यत्र ते दत्तं बहुधा विबन्धुषु ।
अ. १८ २. ५७

مولینا کے اطمینان کے لئے اتنے منتر کافی ہیں۔ ہم اُوپر عرض کر چکے ہیں۔ کہ جب کسی اِنسان کے مرنے پر وید فرماتا ہے۔ کہ وہ پتروں کے پاس جائے تو اِس کے معنی یہ ہیں۔ کہ ماں باپ کی گود کو بسائے۔ یعنی پھر جنم لے۔ نئے جنم لینے والے بچے کا پتری لوک یہی ماں باپ کا گھر ہے۔ جیسے بیاہی جا رہی دلہن کا پتی لوک اُس کے خاوند کا گھر ہے۔ ہم وید کے اُنہی منتروں کی طرف اشارہ کر دیتے۔ مگر اس خیال سے کہ آپ ان کا دُوسرا مطلب لے چکے ہیں۔ اور پتری لوک کی ماہیّت زیرِ بحث ہے۔ ہم نے دیگر ایسے منتر عرض کر دئیے۔ جن میں پتری لوک کا ذکر ہی نہیں۔ پتری لوک کی ہماری تشریح اتنی صاف ہے کہ وید کے اِس مضمون کے مفاہیم واضح کرنے کے لئے دیگر حوالہ جات یا دلائل کی احتیاج ہی نہیں رہتی۔ تاہم اس نظریہ کی کہ پتری لوک۔ نرک اور سورگ مختلف کوائف کے نام ہیں۔ مزید تائید وید میں تناسخ کا مُسلّمہ مانے جانے سے خود بخود ہو جاتی ہے۔ خود مولینا بھی تو تحریر فرما چکے ہیں۔ کہ تناسخ کا مُسلّمہ نرک (وغیرہ) کے خاص مقام ہونے کے مسلمے کے بالکل برعکس ہے :

پتری لوک

ماں باپ کا گھر ـ عالمِ بزرگی ـ عالمِ باطن

پتر کے لغوی معنی ہیں پرورش یا حفاظت کرنے والا - اصطلاح میں یہ لفظ باپ کے لئے استعمال ہوتا ہے - صیغہ جمع میں بزرگوں کے لئے عام ہو جاتا ہے - انگریزی زبان کا لفظ فادر - سنسکرت کے لفظ پتر کی دُوسری صُورت ہے - انگریزی میں پادری کو فادر کہا جاتا ہے - اس لئے کہ وہ نصیحت کرتا ہے - میونسپل کمشنروں کو سٹی فادرز یعنی شہری باپ کہتے ہیں - یہی حالت سنسکرت کے لفظ پتر کی ہے - منوسمرتی میں لکھا ہے :-

والد اور وید پڑھانے والے پتروں میں سے وید پڑھانے والا بڑا پتا ہے - (منوسمرتی ادھیائے ۲ - شلوک ۱۴۰) ؎

وید میں جنم دینے والا - اپنے دھرم کا سکھانے والا طفل برہمن بھی دھرم کی رو سے بوڑھے (شاگرد) کا پتا ہے (منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۱۵۰)

उत्पादक ब्रह्मदात्रोर्गरीयान् ब्रह्मदः पिता ॥ मनु २ १४६

ब्राह्मस्य जन्मनः कर्ता स्वधर्मस्य च शासिता ।

बालोऽपि विप्रो वृद्धस्य पिता भवति धर्मतः ॥

—मनु० २.१५०

ایک دانا کا مشہور قول ہے :-

والد - جنئو دینے والا - جو علم پڑھائے - خوراک دینے والا اور مصیبت سے بچانے والا یہ پانچوں پتر کہے گئے ہیں -

وید نے خود ایک جگہ اس لفظ کا مفہوم اِن لفظوں میں بیان کیا ہے - وید کو جاننے والا عالم ہی اس غیر فانی پرمیشور کا وہ سوروپ بنا سکتا ہے - جو پوشیدہ ہے - اس (کی عظمت کے) تین پہلو عالم غیب میں ہیں جو انہیں جانتا ہے - وہ پتر کا پتر ہے (اتھروید - ۲ - ۱ - ۲) ÷

راجہ اپنی کونسل کے ممبروں کو وید کی ہدایت کے مطابق اِن الفاظ میں مخاطب کرے :-

سبھا اور سمتی (دو مجلسیں) جو راجہ کو مکمل بناتی ہیں - میری حفاظت کریں اے پترو! (بزرگو) میں جس سے ملوں - وہ مجھے سکھائے - مجلسوں میں میں دلآویز تقریر کروں (اتھروید ۷ - ۱۲ - ۱) ÷

اِن نکات کو ذہن نشین کر لینے کے بعد پتری لوک کا مفہوم جلدی سمجھ میں آجائے گا - پتری لوک کے معنے - عالم بزرگی یا بزرگوں کا مقام خود مولوی صاحب کے ارشاد کے مطابق ہم اوپر کر چکے ہیں - عالم بزرگی

जनकश्चोपनेता च यश्च विद्यां प्रयच्छति ।
अन्नदाता भयत्राता पञ्चैते पितरः स्मृताः ॥

प्र तद्वोचेदमृतस्य विद्वान् गन्धर्वो धाम परमं गुहा यत् ।
त्रीणि पदानि निहिता गुहास्य यस्तानि वेद स पितुष्पिताऽसत् ॥
अ. २. १. २.

सभा च मा समितिश्चावतां प्रजापतेर्दुहितरौ संविदाने ।
येना संगच्छा उप मा स शिक्षाच्चारु वदानि पितरः संगतेषु ॥

अ. ७. १२. १.

تو وان پرستھ یا سنیاس ہے۔ اس حالت میں انسان فقط اپنی اولاد کا ہی نہیں۔ قوم بھر کا یا شہر بھر کا باپ بن جاتا ہے۔ جہاں ایسے لوگ رہتے ہیں۔ اسے بھی پتری لوک کہہ سکتے ہیں۔ آریہ شاستروں کی مریادا یہ ہے کہ جب خانہ دار پچاس برس کا ہو جائے۔ یا اس کے پوتا یا پوتی ہو جائے تو وہ خانہ داری کی زندگی چھوڑ دے۔ حواس پر قابو پائے۔ اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرے۔ اب اس کا فرض ہے گیان دھیان۔ متبرک کتب کا مطالعہ کرے۔ اور عبادت الٰہی میں مصروف رہے ؛

مولینا کا اصرار ہے۔ کہ پتر نام مُردہ ارواح ہی کا ہے۔ اس رائے کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ

> مُردوں کی ارواح چونکہ عالمِ برزخ میں اپنے مُتعلقین یا نذر و نیاز پہنچانے والوں کو طرح طرح کی نعماء عطا کرتے ہیں۔ اس لئے وہ پتر یا پالنے والے کہلاتے ہیں۔ (ویدوں کا بہشت صفحہ ۲۸) ؛

اس میں کوئی وید کی سند ؟ نرکت کا یہ قول بطور حوالہ پیش کیا ہے کہ پتر پرورش یا حفاظت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اس میں عالمِ برزخ کہاں سے آگیا۔ اور مُردوں کی ارواح یا اُن کی عطا کردہ نعما کس لفظ کا مفہوم ہوئیں ؟ فرماتے ہیں۔ شت پتھ براہمن میں لکھا ہے۔ کہ پتروں کو مہینے بھر میں ایک مرتبہ چاند کی نمود کے دن کھانا کھلانے کا ذکر ہے یہی حکم منو کا ہے۔ مگر منوسمرتی میں تو یہ بھی لکھا ہے۔ کہ

> ہر روز خوراک سے۔ پانی سے اور دودھ پھل اور مول سے محبت کے ساتھ پتروں کے لئے شرادھ کرے۔ (منوسمرتی ۳-۸۲) ؛

कुर्यादहरहः श्राद्धमन्नाद्येनोदकेन वा ।
पयोमूलफलैर्वापि पितृभ्यः प्रीतिमावहन् ॥ मनु. ३.८२

دولیمنا کوکیا معلوم کہ پتری یگیہ یعنی پتروں کو کھانا کھلانا آریوں کے روزانہ فرائض میں سے ہے ماہواری یگیہ خاص اعزازی دعوت ہے۔ جو بزرگ بان پرستھ کے عالم میں گیان دھیان میں مصروف رہتے ہیں۔ اُن کے متعلق برہدارنیک اُپنشد کا یہ قول کہ

> جو (عام) انسانوں کے سو احتاظ ہیں۔ اس کے برابر ان پتروں کا ایک احتاظ ہے۔ جنہوں نے حواس اپنے قابو میں کر لئے ہیں ؛
>
> (برہدارنیک اپنشد ۴-۳-۳۳) ۴

نہائت موزون ہے۔ ضبط حواس جیسی لذّت حواس پرستی میں کہاں؟ وید فرماتا ہے :-

> مرے ہوئے لوگ پتروں میں پیدا ہوں (اتھرو ۱۸-۴-۴۸) ؛
>
> یعنی ماں باپ کی گودیاں بسائیں ؂

لفظ انترکش کے ایک معنی جیسے ہم عرض کر چکے ہیں۔ عالم باطن ہیں۔ تخیل کی حالت میں انسان بیرونی عالم سے کنارہ کش ہو کر اپنے قلب کی کُٹی میں گوشہ نشین ہوتا ہے۔ وید میں آیا ہے :-

> جو ہمارے پتروں کے پتر یعنی دادا نہ سیع عالم قلب میں داخل ہو گئے ہیں اُن کے لئے ہماری زندگی کا سانتا کرتو الالم عالم (؟) ہادی حسب خواہش اجسام پیش کرتا

ये शतं मनुष्यानामानन्दा: स एक: पितृणां जितलोकानामानन्द: ।

बृहदारण्यकोपनिषद्

४. ३. ३३.

ऋक्षा मृता: पितृषु संभवन्तु ॥ अ. १८. ४. ४८.

ہے۔ (اتھروید ۱۸ - ۲ - ۵۹)

اِس منتر میں لفظ "پتروں کے پتر" کا مطلب وید کی اپنی زبان میں اوپر درج کئے گئے منتر - اتھروید ۲-۱-۲ میں بیان کیا جا چکا ہے "پرمیشور کو جاننے والا"۔ ایسے آدمی کا مقام عالم قدب ہی تو ہے - نرکت میں پتروں کا لوک انترکش بیان کئے جانے کا مُدعا یہی ہے ؛

ہم کسی پچھلے باب میں یہ بھی عرض کر چکے ہیں - کہ لوگوں کی تقسیم کا ایک مفہوم آشرموں کی تقسیم ہے۔ برہمچاری تو سوائے اس کے کہ بال برہمچاری رہے پِتا ہوتا ہی نہیں - وہ آچاریہ کے پیٹ میں اقامت پذیر ہے - پتروں کے عالم بالعموم گرہستھ وان پرستھ اور سنیاس ہوتے ہیں - پتروں کا مقام پرتھوی انترکش اور دیوہ کہنے کا مطلب اِن تینوں آشرموں کیطرف اشارہ کرنا ہوتا ہے - گرہست پرتھوی ہے - روشیدگی اور مادی احظاظ کا عالم ہونے کی وجہ سے وان پرستھ انترکش ہے - کیونکہ اس آشرم میں رہنے والا عالم باطن کا باسی ہوتا ہے اور سنیاس دیوہ ہے - کیونکہ وہ روشنی ہی کا عالم ہے - چنانچہ ویدمیں آیا ہے

اُن بزرگوں کی آدر بھگت کرو جو پرتھوی یعنی عالم خانہ داری میں ہیں - ۷۸

اُن بزرگوں کی آدر بھگت کرو جو انترکش یعنی بان پرستھ کے عالم میں ہیں ۷۹

ये नः पितुः पितरो ये पितामहा ये आविविशुरुर्वन्तरिक्षम् ।
तेभ्यः स्वराडसुनीतिर्नो अद्य यथावशं तन्वाः कल्पयाति ॥
अ. १८. ३. ५९.

स्वधा पितृभ्यः पृथिवीषद्भ्यः । ७८.
स्वधा पितृभ्यो अन्तरिक्षसद्भ्यः । ७९

اُن بزرگوں کی آؤ بھگت کرو - جو دیوہ یعنی سنیاس کے عالم میں ہیں (۸۰)

(اتھرو وید ۱۸-۴)

مولینا نے ان منتروں میں سے بیچ کا منتر تو درج فرما دیا ہے۔ دیگر دو چھوڑ دیئے ہیں۔ مولینا نے ثابت یہ کرنا چاہا ہے۔ کہ پتروں کا مقام انترکش ہے۔ مگر یہاں تو پرتھوی اور دیوہ بھی پتروں کے لوک بتائے گئے ہیں۔ وید کا مدعا وہی ہے۔ جو ہم نے اوپر عرض کیا ہے ؛

اتھرو وید ۱۸-۲-۴۸ کا ترجمہ ہم اُوپر عرض کر چکے ہیں۔ پتر گیان دھیان میں رہنے والا بزرگ ہوتا ہے۔ وہ عالمِ محسوسات کی علّت پر غور کرتا ہوا لطیف فلسفیانہ مسائل پر غور و خوض کرتا ہے۔ لکھا ہے :-

لہروں والی دیوہ بجلی ہے۔ ذرّات والی بیچ کی ہے۔ اِس سے

لطیف تر اور دیوہ ہے۔ جس میں پتر مقیم ہوتے ہیں (اتھرو ۱۸-۲-۴۸)

دیوہ کے لغوی معنی ہیں روشنی۔ مادی روشنی کی دو لطیف صورتیں سائنس بتاتی ہے۔ ایک لہریں۔ دوسرے ذرّات۔ پتروں کی روشنی رُوحانی ہوتی ہے۔ اِن کا مقام مادی روشنی سے اُونچا ہے۔ پتر کے ایک اور معنی نگھنٹو میں کرنیں بتائے گئے ہیں۔ روشنی کی مندرجہ بالا صورتیں کرنوں کی تو ہیں ہی۔ اس صورت میں آخری فقرے کا تعلّق گذشتہ ہر فقرے سے ہوگا یعنی ہر دیوہ کرنوں کا مقام ہوگی ؛

स्वधा पितृभ्यो दिविषद्भ्यः । ८० ॥ अ. १८. ४.

उदन्वती द्यौरवमा पीलुमतीति मध्यमा ।

तृतीया ह प्रद्यौरिति यस्यां पितर आसते ॥ अ. १८. २. ४८.

مولوی صاحب نے یہاں دیوہ کے معنی خلاف کر دیے ہیں۔ جو اُن کی اپنی
تقسیم طبقات کے خلاف ہے۔ آپ کے دل میں ایک خیال سما گیا ہے۔ کہ پتروں
کا مقام انترکش ہے۔ پھر چاہے پرتھوی اور دیوہ کا ذکر بھی اُن کے ساتھ
آیا ہو۔ یا انترکش کا نام ہو ہی نہ۔ فقط دیوہ ہی کو پتروں کا مقام بنایا ہو۔ آپ
اس کا ترجمہ خلاف ہی کریں گے ٭

رگ وید منڈل ۱۰ سوکت ۱۵ میں لکھا ہے :-

شانت (مطمئن)، بزرگ۔ چھوٹے بڑے اور درمیانہ طبقے کی ترقی کی
منزلیں طے کریں۔ بے آزار، حقانیت کے ماہر، جنہوں نے زانده
(روحانی) زندگی پائی ہے۔ وہ ہمارے بلانے پر ہم پر مہربانی کریں ۔ ۱
یہ تعظیم اُن بزرگوں کے لئے ہے۔ جو پہلی منزل میں ہیں۔ یا اُس سے اُوپر
(یعنی عالم سنیاس میں) اور جو پرتھوی لوک (گرہست) میں ٹھہرے ہوئے
ہیں۔ یا جو نیک طاقتوں والے عوام میں (پھرتے ہیں) ۔ ۲ ۔
اے سبزے کو (یا ہمارے دلوں کو) آسن بنانے والے بزرگو! آپ
کی مہربانی کی نظر ہماری طرف ہو۔ ہم آپ کی آؤ بھگت کا سامان کرتے ہیں
اسے قبول کیجئے۔ آپ براہ مہربانی تشریف لائیے۔ آپ کی عنایت نہایت

उदीरतामवर उत्परास उन्मध्यमाः पितरः सोम्यासः ।
असुं य ईयुरवृकाः ऋतज्ञास्ते नो अवन्तु पितरो हवेषु ॥ १ ॥
इदं पितृभ्यो नमो अस्त्वद्य ये पूर्वासो य उपरास ईयुः ।
ये पार्थिवे रजस्या निषत्ता ये वा नूनं सुवृजना सु विक्षु ॥ २ ॥

مبارک ہے - ہمیں برکت دیجئے - ہمیں دُکھ سے نجات دیجئے - اور
معصومیّت کا مادہ ہم میں داخل کیجئے ۴

ہم نے بزرگوں کو مدعو کیا ہے - وہ طمانیت کے پُتلے ہمارے دلوں پر
(یا کشا گھاس کے آسنوں پر) جلوہ گر ہوں - اور یہ پیارے پیارے خزانے
قبول کریں - تشریف لائیں - ہماری سُنیں اور ہمیں نصیحت دیں ہمیں بچائیں ۵

زانو ٹیک کر اور داہنی طرف بیٹھ کر سب اس (دعوت کے) یگیہ کو اس طرح
پیش کرو - اے بزرگو! ہمیں کسی باعث مُصیبت کا شکار نہ بنائیے - ہم
اِنسان ہیں - ہم سے آپ کے حق میں خطا ہو جاتی ہے ۶

اُدن کے آسنوں پر براجے ہوئے آپ یگیہ کرنے والے اس فانی اِنسان کو
نعمتیں عطا کیجئے - اے بزرگو! اس کی اولاد کو مالا مال کیجئے - وہ دُنیا میں
توفیق والے ہوں ۷

جو بزرگ یہاں ہیں - اور جو یہاں نہیں ہیں - جنہیں ہم جانتے ہیں - اور
جنہیں ہم نہیں جانتے - اے علیم کُل! وہ بُزرگ جتنے بھی ہیں - آپ اُن

बर्हिषदः पितर ऊत्यर्वागिमा वोहव्या चकृमा जुषध्वम् ।
त आगतावसा शन्तमेनाथा नः शं योररपो दधात ॥ ४ ॥
उपहूताः पितरः सोम्यासो बर्हिष्येषु निधिषु प्रियेषु ।
त आ गमन्तु त इह श्रुवन्त्वधि ब्रुवन्तु ते ऽवन्त्वस्मान् ॥ ५ ॥
आच्या जानु दक्षिणतो निषद्येमं यज्ञमभि गृणीत विश्वे ।
माहिंसिष्ट पितरः केन चिन्नो यद्व आगः पुरुषता कराम ॥ ६ ॥

سب کو جانتے ہیں۔ آپ ہمارے اچھی طرح کئے ہوئے یگیہ کو اپنی قدرت سے قبول فرمائیے ؎ ۱۳۰

یہ بزرگوں اور عارفوں کی خدمت کا جسے اصطلاح میں پتری یگیہ کہتے ہیں طریقہ بتایا ہے۔ سبزے کو آسن بنانے والے یا ان پر سنتھ لوگ ہی تو ہیں۔ نہایت خلوص سے انہیں اپنے گھر بلانا۔ اُن کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا اور دائیں طرف سے چیز پیش کرنا۔ اُن سے معذرت کرنا اور نصیحت چاہنا پیارے سے پیارے خزانے اُن کے پیش کرنا اور آخر میں یہ سب خدمت للّٰہ سمجھ کر پرمیشور کی نذر کر دینا۔ یہ سب پتری یگیہ کے آداب ہیں۔ مُردوں کے ارواح کا اِن باتوں سے کیا تعلق؟ جیسے آگ اور زمین سے بے روح جسم کو نہ ستانے کی پرارتھنا کو مولینا نے فضول بتایا تھا۔ ایسے ہی مُردوں کی ارواح کے سامنے دوزانو ہونے یا اُن کے دائیں طرف بیٹھنے کے کچھ معنی نہیں۔

اے پُرجلال مرتاض! اسے (اس جسم کو) جلا نہیں۔ اسے بہت تکلیف نہ دے۔ اس کے چمڑے کو اُدھیڑ نہیں۔ ہاں اس جسم کو کھیر نہیں۔ جب اسے پختہ کرلے تب اسے بزرگوں کے پاس پہنچا دے ؎

(اتھرووید ۱۸۔ ۲۔ ۴)

...चेह पितरो ये च नेह यांश्च विद्म यां उ च न प्रविद्म ।
...वेत्थ यति ते जातवेदः स्वधाभिर्यज्ञं सुकृतं जुषस्व ॥ १३ ॥
ऋ. १०. १५.

...मैनमग्ने विदहो माभिशूशुचो मास्य त्वचं चिक्षिपो मा शरीरम ।
...शृतंपदा करसि जातवेदोऽथेममेनं प्रहिणुतात् पितृं रुप ॥
अ. १८. २. ४

یجر وید میں فرمایا ہے :-

جن کا کرم کانڈ کی آگ نے مزہ لیا ہے - اور جن کا نہیں لیا - وے روشنی کے بیچ میں (اپنے اعمال کے) توشہ کا لطف اُٹھاتے ہیں - اُن کے لئے عالم مادی زندگی میں آنے کے لئے حسب خواہش جسم بنا دیتا ہے - دیکھو یجر وید ۱۹ - ۶۰ *

یہی مضمون ایک لفظ کے فرق سے جس کے معنے وہی ہیں - رگ وید ۱۴ - ۱۵ میں بیان کیا گیا ہے *

مُکتی کے راستے دو ہیں - کرم کانڈ اور گیان کانڈ - کرم کانڈی یگیہ یاگ کرتے رہتے ہیں - اصطلاح میں انہیں اگنی شوات یا اگنی دگدھ کہتے ہیں - دُوسرے صُوفی لوگ ہیں جن کا یگیہ ذہنی ہوتا ہے - انہیں انگنی شوات یا انگنی دگدھ کہا جاتا ہے - آگ یگیہ کی قائم مقام ہے - قرآن شریف میں آیا ہے

بورک فی النار و من حولها - سورہ نمل ع ۲

برکت دیا گیا جو کوئی ہے بیچ آگ کے اور گرد اُس کے *

یہ آگ وہ ہے - جس کے پاس حضرت موسیٰ کو جُوتے اُتارنے کا حکم دیا گیا ہے - یہ آگ صاف یگیہ کی ہے *

ये अग्निष्वात्ता ये अनग्निष्वाता मध्ये दिव: स्वधया मादयन्ते तेभ्य: स्वराडसुनीतिमेतां यथावशं तन्वं कल्पयाति ।

य. १९. ६०.

ये अग्निदग्धा ये अनग्निदग्धा मध्ये दिव: स्वधया मादयन्ते । तेभि स्वराल सुनीतिमेतां यथावशं तन्वं कल्पयस्व ।

ऋ. १०. १५. १४.

وید فرماتا ہے :-

اُن کا جلال عظیم ظاہر ہوا۔ سارا زندہ عالم تاریکی سے آزاد ہوا۔ بزرگوں کی عطا کی ہوئی عظیم روشنی جلوہ گر ہوئی۔ سنجاون کا وسیع راستہ دکھائی دیا۔ رگوید ۱-۷-۱۰-۱ ء

گھٹنے ٹیک کر اور دائیں طرف بیٹھ کر سب اطراف کا یگیہ (دیہ کہکر) پیش کریں :-

اے بزرگو! ہمیں کسی وجہ سے مصیبت کا شکار نہ ہونے دیجئے۔ ہم انسان ہیں ہم سے آپ کے حق میں خطا ہو جاتی ہے۔ یجر وید ۱۹-۶۲)

اپنی کتاب کے صفحہ ۳۶ پر مولینا نے شت پتھ برہمن کا حوالہ دیا ہے جس میں لکھا ہے :-

پتری لوک کا جنوب کی طرف سے جھکاؤ ہوتا ہے۔ شت پتھ برہمن ۱۳-۴-۴-۷ ۵۵۵

یہاں پتری لوک کے معنی شمشان ہیں۔ اس کے بنانے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

مرنے والوں میں جو سب سے پہلے مرا (یعنی جس نے سب سے پہلے اپنی قربانی کی) جو سب سے پہلے اس عالم کو پہنچا۔ اس منبع نور پرماتما

आविरभून्महि माघोनमेषां विश्वं जीवं तमसो निरमोचि ।
महि ज्योतिः पितृभिर्दत्तमागादुरुः पन्था दक्षिणाया अदर्शि ॥
ऋ. १०. १०. ७. १.

आच्चाजानुं दक्षिणा निषद्य
दक्षिणा प्रवणां वै पितृव्यकः । शतपथ का ३१. प्र. ४. ब्रा. ४. क. ७

کے پیشرو ملت انسانی کے مرجع - ریاضت مجسم - جلال کی صورت کی

عقیدت سے خدمت کرو - (اتھروید ۱۸-۳-۱۳)

مرنا بھلا ہے اس کا جو اپنے لئے جئے   جیتا ہے وہ جو مرچکا انسان کے لئے

یہاں ذکر اس زندہ شہید کا ہے - جس نے جیتے جی اپنے آپ کو موت
کے حوالہ کردیا - کسی بھلے کام کے لئے سب سے پہلے اس نے اپنے تن-
من کا ایثار کیا ہے ؛

مولینا فرماتے ہیں :-

اس دنیا میں سب سے پہلے جو شخص مرا - اس کا نام ویدوں نے یم بتایا
ہے - (ویدوں کا بہشت صفحہ ؛

منتر میں یہ مضمون آیا تو ہے. مگر "اس دنیا میں" آپ کی اپنی اختراع
ہے - وید میں ہے "مرنے والوں میں" یا "انسانوں میں" مندرجہ بالا منتر
میں "جو مرچکا" کا مطلب ہے - وہی وید میں "مرا" کا ہے صیغہ ماضی
تو ہے - لیکن اس ماضی کے معنے ہیں ہمیشہ کا حال - جو پہلے مرتا ہے
اسے یم یعنی ریاضت مجسم کہتے ہیں ؛

جو کھودی ہوئی - جو پھینکی ہوئی - جو جلائی ہوئی - جو اوپر اٹھائی ہوئی چیزیں
ہیں - اے کرم کانڈی گرہستھ! ان سب کو دعوت میں تناول فرمانے کے لئے
بزرگوں کے پیش کر - (اتھروید ۱۸-۲-۳۴) ؛

यो ममार प्रथमो मर्त्यानां यः प्रेयाय प्रथमो लोकमेतम्।
वैवस्वतं सङ्गमनं जनानां यमं राजानं हविषा सपर्यत।
अ. १८.३.१

ये निखाता ये परोप्ता ये दग्धा ये चोद्धिताः।
सर्वांस्तानग्न आवह पितॄन् हविषे अत्तवे। अ. १८. २. ३४.

اے یگیہ سے محفوظ ہونے والے بزرگان! آئیے۔ اپنی اپنی جگہ پر مبارک ہدایت دیتے ہوئے بیٹھئے۔ آسنوں پر بیٹھ کر پیش کی ہوئی نذریں تناول فرمائیے اور ہمیں بہادروں والی نعمتیں عنایت کیجئے ॥ ۴

(اتھروید ۱۸-۳-۴۴)

میں نے اِنسانوں کے دو راستے سنے ہیں۔ ایک دیوتاؤں کا۔ ایک پتروں کا۔ انہیں دو راستوں سے وہ ساری خدائی جا رہی ہے۔ جو ماں اور باپ کے بیچ میں آتی ہے۔ (یعنی سارے ذی ادراک ارواح) ॥

(یجروید ۱۹-۴۷) ॥ ۵۴

دیویان کے معنے ہیں مکتی اور پتری یان کے معنی ہیں آواگون کا چکر۔ یہی بات چھاندوگیہ اُپنشد میں کہی گئی ہے۔ دیویان روشنی کا راستہ ہے اور پتری یان دیویان کے مقابلے میں تاریک ہے۔ استعارے کے طور پر کہا گیا ہے۔ کہ دیویان کے راہی کرن۔ کرن سے دن۔ دن سے روشن پکھوارے۔ روشن پکھوارے سے اُترائن وغیرہ حاصل کرتے ہیں۔ (چھاندوگیہ ۵-۱۰-۱) ॥

اِس کے برخلاف پتری یان کے راہی دھوآں۔ رات۔ اندھیرا پکھوارا اور دکشنائن وغیرہ حاصل کرتے ہیں۔ (چھاندوگیہ ۵-۱۰-۲)

अग्निष्वात्ताः पितर एह गच्छत सदः सदः सदत सुप्रणीतयः ।
अत्तोहवींषि प्रयतानि बर्हिषि रयिं च नः सर्ववीरं दधात ।
द्वे सृती अशृणवं पितॄणामहं देवानामुत मर्त्यानाम् ।
ताभ्यामिदं विश्वमेजत्समेति यदन्तरा पितरं मातरं च ॥
य. १९. ४७

مولبینا نے اِن کو مرے ہوئے لوگوں کی رُوحوں کی منازل قرار دے دیا ہے۔ بھلا یہاں مرنے کا ذکر بھی کہیں ہے؟ کرن اور دن اور پکھواڑا کوئی منزلیں ہیں؟ اُپ نشد کے مصنّف کا مطلب تو فقط اِن دو اقسام کے لوگوں کے احساسات ذہنی کا مقابلہ کرنا ہے۔ ایک جماعت عالمِ نور میں ہے۔ دوسری اِس کے مقابلے میں تاریکی کی حالت میں۔ پتری یان کے متعلق کہا ہے :-

اس میں جب تک ان کے اعمال کا ثمر ہوتا ہے۔ تب تک وہ کر اسی راستے پھر پھر آتے ہیں۔ (چھاندوگیہ ۵-۱۰-۲۵) ؛

یہی پُنر جنم ہے۔ رشی دیانند نے بھی اپنے وید بھاشیہ میں اِن دو راستوں کے یہی معنی کئے ہیں۔ مگر مولبینا فرماتے ہیں :-

اِس منتر کے ترجمہ میں سوامی دیانند نے اگرچہ بہت کچھ گڑبڑ کی ہے (ویدوں کا بہشت صفحہ ۳۵) ؛

مولبینا! منتر کے معنوں پر بحث ہی کر لینی تھی۔ بغیر بحث کے فتویٰ صادر فرما دیا۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اگر آپ عالموں کی طرح بحث کرتے تو آپ کے قلم سے لفظ "گڑبڑ" نہ لکھا جاتا۔ یہ تحریر مناظرانہ نہیں۔

۲۸- مولبینا کا اعتراض - اتھروید میں جس پہلے مرنے والے کا نام یم بتلایا گیا ہے - اور جو ارواح کو عالم برزخ میں ساتھ لے جاتا ہے - اور جس کو مُردہ ارواح کا راجا بتلایا گیا ہے - اور جس کا مقام رہائش خلاء ہے - اور جس کے لئے نذر و نیاز پہنچانے کی تاکید

तस्मिन् यावत्सं पातमुषित्वाऽथैतमेवाध्वानं पुनर्निवर्त्तन्ते ।
छा॰ ५.१०.५

کی گئی ہے۔ اور وہ تمام منتر صفحہ ۴ تا ۱۴ پر نقل کیے گئے ہیں۔ اُن
کو مدنظر رکھتے ہوئے بتاؤ کہ اگر یہ عالم برزخ کا ذکر نہیں تو کیا ہے
اور اُس کو نذر و نیاز پیش کر کے اس سے دعائیں مانگنا شرک نہیں تو
بتلاؤ۔ کہ شرک اور کس کو کہتے ہیں؟

یم نام پرمیشور کا ہے۔ مرتاض کا، ریاضت کا، اور اس شخص کا ہے۔
جو سب سے پہلے اپنی قربانی دے۔ اس کا مقام اپنا دل بھی ہے۔ ہمارے
اور آپ کے دل بھی۔ اس کی نذر اپنی جان تک کر دینی چاہیئے اور نیاز
تو اس کے لئے ہے ہی۔ آپ اُسے عالم برزخ کہیئے۔ ہمارے لئے اپنا
دل انترکش ہے۔ ایسے فنافی اللہ شخص کے لئے نذر و نیاز پیش کرنا تو
عین توحید ہے۔ فنافی الشیطان کی خدمت کرنا ضرور شرک ہے۔ اگر
کہیں وید میں آیا ہو تو فرمایئے؟

جو لوگ منتر نیک دل بزرگ ریاضت کے راج میں رہتے ہیں۔ اُن کا
عالم۔ اعمال کا توشہ۔ یگیہ اور تعظیم روحانی طاقتوں کی صورت اختیار کرے
(یجروید ۱۹-۴۵)

ہم یم کے معنی مرتاض یا ریاضت اُوپر کر چکے ہیں۔ ایسے لوگوں کا گھر
اپنا باطن ہی انترکش ہوتا ہے۔ وہی ریاضت کا عالم ہے۔ پس جو ریاضت
کے راج میں رہتے ہیں۔ اسی عالم باطن کے باشندے ہیں۔ دُنیا سے اُنہیں
کم مطلب ہوتا ہے۔ یہی بات نرکت کار نے بیان فرمائی۔ مولینا کو عالم
برزخ کی یاد آ گئی۔ اُنہوں نے وہاں مُردوں کی ارواح کا تصور باندھا

ये समाना समनसः पितरो यमराज्ये। ऋ. १८.३.६४
तेषां लोकः स्वधा नमो यज्ञो देवेषु कल्पताम्। य. १९. ४५
माध्यमिका यम इत्याहुः तस्मान्माध्यमिकान् पितॄन्मन्यन्ते।
नि. ११। १६

نرکت میں پتروں کو مرا ہوا ہی کہاں کہا ہے ؟ نرکت کا قول مندرجہ ذیل ہے :-

یم بیچ کے عالم (ہان پرستھ) میں رہتا ہے - اس لئے یم (ضبط) کرنے والے پتروں کو بیچ کے عالم میں رہنے والا کہتے ہیں -

(نرکت ۱۱ - ۱۲)

یم کے معنی عالم کا انضباط کرنے والا پرمیشور بھی ہیں - عام سنسکرت میں اس کو نیتا کہتے ہیں - کہا ہے :-

موت انضباط کرنے والے پرمیشور کا گویا ایک بصیر قاصد ہے - وہ پتروں کو پران دیتا ہے - (اتھروید کانڈ ۱۸-۲-۲۷)

پتر یعنی عارف لوگ جنہوں نے اپنی زندگی ملت انسان کی خدمت کے لئے وقف کر دی ہے - انہیں موت کا خوف کہاں ؟ وہ اسے پرمیشور کا بصیر قاصد سمجھتے ہیں - اس کی آمد ان کے لئے زندگی ہوتی ہے - وید منتر میں لفظ ہے پتر دل کے لئے یا پتروں کو - مولانا نے ترجمہ کیا ہے "پتر بننے کے لئے" اس "ایجادِ بندہ" سے مطلب ؟

فنا فی القوم انسان کے لئے پھر فرمایا ہے :-

بلند (گیان دھیان کے) مقام سے اہل زمین کی طرف آتے ہوئے - جمہور کو ڈھونڈھ کر راستہ دکھانے والے - نور کے منبع پرمیشور کے متبنی - عوام کے مرجع - ریاضت مجسم - جلال کی صورت کی خلوص سے

خدمت کرو - ۱ :

ریاضت کے پتلے نے ہمارے لئے پہلے راستہ تیار کیا ہے - یہ
راستہ ترک کرنے کے لئے نہیں ہے - جس پر ہمارے پہلے بزرگ چل
چکے ہیں ، وہ پیدا ہوئے اور اپنے اپنے راستوں پر چلے - ۲ :
اے ریاضت کے پتلے! اس آسن تشریف رکھئے - عالم بزرگوں کو ساتھ
لے کر (تشریف لائیے) - آپ کو عالموں کی دعوتیں بلائیں - اے دونوں کے
راجہ! ہماری آؤ بھگت سے محظوظ ہوجئے - ۴ :
عالم ہمارے بزرگ ہیں - نئی نئی تعلیم دینے والے - غیر متزلزل - مرتاض
طمانیت کے پتلے - ہم ان قابل عزت بزرگوں کی اچھی رائے کے حق
دار بابرکت بھری محبت کے مرجع ہوں - ۶ :

यमोनो गातुं प्रथमो विवेद नैषा गव्यूतिरपभूर्तवाउ ।
यत्रा नः पूर्वे पितरः परेता एना जज्ञानः पथ्या अनुस्वाः । ५०

ऋ. १०.१४.२

इमं यम प्रस्तरमा हि रोहाङ्गिराभिः पितृभिः संविदानः ।
आत्वा मन्त्रः कविशस्ता वहन्त्वेना राजन् हविषोमादयस्व । ६०
अङ्गिरसोनः पितरोनवग्वा अथर्वाणो भृगवः सोम्यासः ।
तेषां वयं सुमतो यज्ञियानामपि भद्रे सौमनसे स्याम ॥ ५८

अ. १८.१

آگے بڑھ آگے بڑھ - جن راستوں سے ہمارے قدیم بزرگ ترقی کر چکے - تو
داعمال کے توسنہ سے نور کے پُتلوں کو محفوظ ہوتے دیکھے - ایک ریاضت
مجسم یم کو - دوسرے محبت کی مورت ورن کو - ۷ ؂

بزرگوں سے مل - ریاضت کے پُتلے سے مل - شرُدت اور سمارت کرمو
سے بلندی کے عالم میں (جا) - بُرائی کو چھوڑ - اپنے قدیم (بزرگی کے)
مقام پر لوٹ آ - پُرجلال ہو کر جسم سے وابستہ رہ ؂ ۸ ؂

جاؤ - پھیل جاؤ - مختلف سمتوں میں چلے جاؤ - بزرگوں نے اس (انسان)
کے لئے جگہ بنادی ہے - عالم کا انضباط کرنے والا پرمیشور اسے دنوں
کرنوں اور پانیوں سے منوّر مقام دیتا ہے - ۹ - (رگوید ۱۰ - ۱۴) ؂

وہ ریاضت کا پُتلا جو رفاہِ عام میں سب سے پہلے اپنی قربانی کرتا
ہے - یم کہلاتا ہے - وہ بادشاہ ہے - اور لوگ جو اُس کی تقلید کرتے ہیں
وہ پِتر ہیں - ریاضت اور محبّت کی راہیں مختلف ہیں - لیکن سب کی
منزلِ مقصود ایک ہے - یہی دُنیا جس میں پانی اور کرنوں کی کھیل ہو رہی
ہے - نور کا گھر ہے - پرمیشور نے یہ گھر امیر و غریب سب کے لئے یکساں

प्रेहि प्रेहि पथिभिः पूर्व्येभिर्यत्रा नः पूर्वे पितरः परेयुः ।
उभा राजाना स्वधया मदन्ता यमं पश्यासि वरुणं च देवम् ॥७॥
संगच्छस्व पितृभिः संयमेनेष्टापूर्तेन परमे व्योमन् ।
हित्वायावद्यं पुनरस्तमेहि संगच्छस्व तन्वा सुवर्चाः ॥ ८ ॥
अपेत वीत वि च सर्पतातोऽस्मा एतं पितरो लोकमक्रन् ।
अहोभिरद्भिरक्तुभिर्व्यक्तं यमो ददात्यवसानमस्मै ॥९

ऋ. १०. १४.

آراستہ کر دیا۔ یہی دولت اصلی دولت ہے۔ اس سے مستفید ہو کر مختلف طریقوں سے خدمت خلق کرنا انسانی زندگی کی منزل مقصود ہے وید فرماتا

سُورج کی تین لطیف طاقتیں ہیں۔ دو (حرارت اور روشنی) ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک (بجلی) پوشیدگی کے عالم میں ہے۔ وہ دوسری قوتوں کو دبا لیتی ہیں۔ عالم بقا کے معاملات کا حصر (دارومدار) اسی (طاقت) پر ہے۔ جیسے رتھ کا پہیہ کیل پر۔ اس مضمون کو وہ زبان کھولے جسے علم ہے ؛

(رگ وید ۱۔ ۳۵۔ ۶) ؛

یہاں حرارت۔ روشنی اور بجلی کو دیوہ کہا ہے ؛

مولینا اعتراض فرماتے ہیں :۔

عالم برزخ کے وجود سے آریہ سماج کیوں انکار کرتی ہے۔ جب کہ ویدوں کے صاف و صریح ارشادات مندرجہ صفحہ ۴۶۔ ۴۷۔ اور عام ہندو عقیدہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ یا وہ کون سے وید منتر ہیں۔ کہ جنہوں نے سوامی دیانند کو مجبور کر دیا۔ کہ وہ اس عقیدہ کو ستیارتھ (پرکاش) طبع اول میں مان کر پھر اس سے انکار کر دیں ؛

حوالہ جات کی تشریح اوپر کر دی گئی ہے۔ عام ہندو عقیدہ تو آپ کے خیال میں اجتماع ضدین ہے۔ تو کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ ہندوؤں کے دو متضاد عقائد آریہ سماج کے سر مڑھیں ؛ مولینا ! زیر بحث وید ہے ؛

ستیارتھ پرکاش (کتاب کا نام پورا لکھ دیا کریں۔ تو کچھ آپ کا ہرج

तिस्रा द्यावः सवितुर्द्वाउपस्थाँ एका यमस्य भुवने विराषाट् ।
आणिं न रथ्यममृताधितस्थुरिह ब्रवीतु यउतच्चिकेतत् ॥
ऋ. १. ३५ ६.

تو نہیں ؟) کے طبع اوّل کی طرف آپ پھر پھر اشارہ فرماتے ہیں۔ اِسے رشی نے ردّ فرما دیا تھا۔ کیونکہ اس میں کا تبوں اور طابعوں کا تصرف شامل ہو گیا تھا۔ مگر آپ نے اس کا حوالہ تو تحریر فرمایا نہیں۔ بے حوالہ اعتراض تو یوں بھی قابل غور نہیں ہوتا۔ پھر ایسی کتاب کا جس کا متکفل آریہ سماج نہیں۔

مولینا کو مزید اعتراض یہ ہے :-

۲۲- لفظ پتر کے جو معنی (مردہ بزرگوں کی ارواح) ہم نے از روئے لغت صفحہ ۲۷-۲۸ پر بیان کئے ہیں۔ اس کے برخلاف تمہارے پاس کون سے حوالہ جات ہیں۔ کہ جن میں لفظ پتر کے معنی زندہ باپ دادے اور پتری شرادھ اور پتری ترپن کے معنی دنیا میں بقید حیات باپ دادوں کی خاطر تواضع کرنا ہے ؏

لفظ لغت سے آپ کی مراد غالباً نرکت سے ہے۔ اس کے حوالہ مندرجہ صفحہ ۲۸ میں تو مرنے کا ذکر ہی نہیں۔ زندہ باپ دادا کو پتر کہتے ہیں۔ اس کے لئے سند مانگنا ایسا ہی ہے۔ جیسے اردو میں مستعمل لفظ باپ دادا کے معنے زندہ باپ دادا کرنے کے لئے لغت کا حوالہ چاہنا۔ پتر کے معنی ہیں بزرگ۔ مرے ہوئے ہوں چاہے زندہ۔ وید میں جن پتروں کی خدمت کا ذکر ہے۔ وہ خدمت کے انداز سے ہی زندہ معلوم ہوتے ہیں۔ وید میں تو آیا ہے۔ کہ بزرگوں کو ادب سے بٹھاؤ۔ انہیں کھلاؤ۔ پلاؤ۔ یہ سلوک زندہ پتروں سے ہی ممکن ہے۔ مرے کو کیسے کھلائیں پلائیں؟ مروّجہ طریقہ برہمن کو کھلانے کا ہے۔ مگر وید کے جتنے بھی منتروں کا آپ نے حوالہ دیا۔ اور ہم نے ان کی تشریح کی۔ ان میں کہیں بھی یہ نہیں کہا۔ کہ پتروں کو قائم مقاموں کے ذریعہ کھلاؤ۔ جب قائم مقاموں کا ذکر ہی نہیں۔ تو

خواہ مخواہ انہیں وید میں مذکور کیسے سمجھ لیا جائے؟ اس کا ذکر کا رو وید میں دکھا دیجیئے۔ تبھی آپ برحق ہو سکیں گے۔ یہاں تو انہیں آسنوں پر بٹھانا۔ اُن کے آگے دوزانو ہونا۔ اُن سے اُپدیش لینا صاف مذکور ہے۔ پھر ان پتروں کو مرا ہُوا کیسے مان لیں؟ ہندو گھروں میں پِتا باپ کو کہا جاتا ہے۔ پترہ اُس کی جمع ہے۔ جس کے معنی ہیں باپ دادا۔ دیگر بزرگوں کو بھی ان الفاظ سے بلانے کا رواج ہے۔ سنسکرت میں اس لفظ کا استعمال اس معنی میں عام ہے۔ پھر بھی منوسمرتی کی سند اُوپر دے دی گئی ہے۔ کیونکہ روئے سخن ایک ایسے مولانا صاحب سے ہے۔ جنہیں یہ بھی بتانے کی ضرورت ہے۔ کہ باپ کے معنی زندہ باپ بھی ہو سکتے ہیں:۔

مولانا نے کچھ ایسا اعتراض بھی فرمائے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

۲۳۔ بقید حیات اِس زمین پر رہنے والے بزرگوں کو کیا حسب الحکم شت پتھ اور منوسمرتی مندرجہ صفحہ ۲۸ آریہ سماج مہینہ مہینہ بھر کے بعد ہلال کی نمود کے بعد ہی کچھ کھانا دیتی ہے؟ اگر پِتر ہمارے زندہ باپ دادے ہیں۔ تو اُن کا دن چوبیس گھنٹے کی بجائے ۳۰ دن کا کس طرح ہوتا ہے؟ برہدارنیاکا (مولانا نے یہی ہجا کیا ہے) اُپنشد کے حوالہ مندرجہ صفحہ ۲۹ کہ "انسانوں کے سو لطف کے برابر پتروں کا ایک لطف ہوتا ہے" سے کیا یہ روزِ روشن کی طرح ظاہر نہیں کہ پتر اِس دُنیا کے انسانوں کے علاوہ ہیں؟

روزانہ تواضع کا حکم منوسمرتی کے حوالہ سے اُوپر درج کیا جا چکا ہے ماہواری دعوت اعزازی ہے ایک مہینے کو پتروں کا دن کہنا علم نجوم کی اصطلاح ہے۔ ساری سرشٹی کی مدت کو برہما کا دن کہا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک اصطلاح ہے۔ عام انسانوں کے سو لطف کے برابر ان مرتاض بزرگوں

کا ایک رُوحانی لطف ہے۔ جو زندہ ہیں۔ اُن کا مرا ہُوا ہونا روزِ روشن کی طرح روشن کیسے ہُوا؟

۲۴۔ منتر مندرجہ صفحہ ۳۲ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ پتر مُردوں کی ارواح کا نام ہے۔ جو مرنے، جلائے جانے، دفن ہونے وغیرہ کے بعد بنتے ہیں

اِس منتر میں "وہ" مصدر کا استعمال ہوا ہے۔ اس مصدر کے دو مفعول ہوتے ہیں۔ ایک مفعول پتر ہے۔ دوسرا جلائی ہوئی، نہ جلائی ہوئی وغیرہ پتروں کے پاس جلائی ہوئی، نہ جلائی ہوئی، دبائی ہوئی، اور کھودی ہوئی کھانے کی چیزیں لانے کا حکم ہے۔ آپ نے غلطی سے دو جدا مفعولوں کو صفت موصوف فرض کر لیا ہے۔ یہاں مرے ہوئے پتروں کا ذکر نہیں ہے۔ پتر تو زندہ ہی ہیں ؀

۲۵۔ منو کے شلوک مندرجہ صفحہ ۳۲-۳۴ سے پتر یگیہ یعنی شرادھ اور ترپن (مُردہ ارواح کی فاتحہ خوانی) کے متعلق ہدایات صاف طور پر موجود ہیں۔ اگر آپ اِن حوالہ جات کو مُستند مانتے ہیں۔ تو ان کا جواب دیں؟

اِس اعتراض کا جواب آپ کی "اگر" نے پہلے ہی دے رکھا ہے۔ اِس لئے اور جواب عرض نہیں کیا گیا۔ ہم انہیں مُستند نہیں مانتے ؀

۲۶۔ اگر آپ ان شلوکوں کو منوسمرتی میں تحریف مانتے ہیں تو بتلائیے کس زمانے میں، کس نے اور کیوں تحریف کی؟ اور کیا اس وقت منوسمرتی کا ایک ہی نُسخہ ہندوستان بھر میں موجود تھا کہ جس میں تحریف کر دی گئی؟

آریہ سماج سوتہ پرمان تو وید ہی کو مانتا ہے۔ دیگر کُتب وید کے مطابق ہوں تو قابلِ تسلیم ہیں ورنہ نہیں۔ منوسمرتی کے اِس حصہ کو وید کے مُطابق ثابت فرمائیے تب اس کا ذمہ دار آریہ سماج کو قرار دیجئے ؀

اِس طویل بحث کے بعد مولینٰا اصل موضوع پر آتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں :۔

سُورگ لوک بطور LOCATIVE CASE (مفعول فیہ) میں اس کا استعمال ایک خاص مقام بتلا رہا ہے (ویدوں کا بہشت صفحہ ۱۴۸) ؛

عبارت جلدی میں بے ترتیب سی ہو گئی ہے مولینٰا کا مطلب غالباً یہ ہوگا کہ چونکہ ویدوں میں سُورگ لوک ہیں، ایسا کہا جاتا ہے اِس لئے سُورگ کوئی خاص مقام ہے۔کوئی کہے "عالم طفلی میں"، کیا اِس کے معنی یہ ہونگے۔ کہ طفلی کوئی مقام ہے؟ کوئی کہے "عالم راحت میں" تو راحت کوئی خاص مقام ہوگا؟ لفظ مقام کے معنی وہی لفظی جو مولینٰا لیتے ہیں ؛

مولینٰا نے کسی ڈکشنری سے چند ایک مرکبات جن میں لفظ سُورگ آتا ہے۔ نقل فرمائے ہیں۔لکھا ہے :۔

"سُورگ گمن - سورگتی - سورگ آروہن - سُورگ جانے ۔۔۔۔۔ مرنے یا سُورگ پر چڑھنے کو کہتے ہیں"۔

"سُورگ گت - سورگ گامی - سُورگ آروڑھ سورگیہ - سُورگ اوکس - سُورگ واسی - سورگ گت - سورگیہ - سُورگ میں گئے ہوئے - سُورگ میں چڑھے ہوئے - سُورگ حاصل کرنے اور سُورگ میں رہنے والے اور مرے ہوئے

کو کہتے ہیں"؛

"سورگ ودھو اور سورگیہ ودھو۔ سورگ کی عورتوں۔ حوروں اور اپسراؤں کو کہتے ہیں"

سورگ پتی۔ سورگ بھرتا۔ سورگ لوکیش۔ سورگ کے مالک یعنی اندر دیوتا کے نام ہیں"

"سورگ دوار سورگ کے دروازے کو کہتے ہیں"

"سورگ پر سورگ کی خواہش رکھنے والے کو کہتے ہیں"

(ویدوں کا بہشت صفحہ ۴۹ و ۵۰)؛

گتی کے لغوی معنی ہیں جانا۔ لیکن اصطلاح میں اُس کے معنی حالت کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اُردو کا لفظ "گت" سنسکرت لفظ "گتی" کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ یہ تو سنسکرت زبان کا محاورہ ہی ہے۔ کہ اس میں کسی حالت کا محل بننے کو "اس حالت کو جانا" لکھا جاتا ہے "سُکھ پایا" کہنا ہو۔ تو کہیں گے "سُکھ کو گیا"۔ یہی حالت "چڑھنے" کی ہے۔ گینتا میں آیا ہے "یوگ آروڑھ" جس کے لفظی معنی ہیں "یوگ پر چڑھا ہوا" حضرت مولانا تو شاید یوگ کو بھی اپنے مطلب کا ایک مقام یا کسی درخت کی چوٹی قرار دے دینگے! حالانکہ اس مرکب لفظ کے معنی ہیں کامل یوگی۔ سورگ[1] کے اصلی معنی ہیں "سُکھ پانا۔ آدھی کرن میں جس مقام میں سُکھ ملے۔ اُسے سورگ ہی کہیں گے۔ جس حالت میں سُکھ ملے۔ اُسے بھی۔ سورگ ودھو کسی سُکھی خانہ دار کی بیوی کو کہا جاسکتا ہے

[1] سو کے معنی ہیں سُکھ۔ گ گم مصدر کا ہے۔ جس کے معنی ہیں گتی مولانا نے نہ جانے کس سند کی بنیاد پر سو کے معنی سُکھ کرکے اس میں لج مصدر لگایا ہے۔ یہ اشتقاق کسی اور زبان کا ہو تو ہو سنسکرت کا نہیں؛

سُورگ یتی سُکھی خانہ دار کو کہتے ہیں۔ اندر بھی اس کا نام ہے۔ سُورگ دوار سُکھ کا دروازہ ہے۔ اُردو میں بھی سُکھ کا دروازہ کھل گیا" ایسا کہنے کا دستور ہے۔ تو کیا یہاں بھی سُکھ کے معنی کسی گھر یا مکان کے ہیں؟

عام لغات سے فارغ ہو کر مولانا نے نرکت کی طرف رجوع فرمایا ہے۔ نرکت میں سُورگ کے مترادف الفاظ ناک۔ دیوہ۔ سکرتسیہ لوک دیئے ہیں ناک، کے معنی نرو کت کارنے کئے ہیں:-

"اس عالم میں پہنچنے والے کو کچھ بھی دکھ نہیں ہوتا" (نرکت ۲-۱۴)

مولینا نے عالم کی جگہ لفظ مقام استعمال کیا ہے۔ نرکت کا لفظ ہے لوک۔ اور لوک کے معنی مولینا عالم تسلیم کر چکے ہیں۔ مقام ہونے نہ ہونے پر بحث ہے۔ اس لئے ہم یہ لفظ ترک کئے دیتے ہیں۔ مقام کے معنی وہی جو آپ لیتے ہیں ؂

پھر تحریر فرمایا ہے۔

"لفظ دیوہ کے معنی بھی سُکھ کے ہیں۔ چنانچہ نرکت کہتا ہے۔

"دیوہ سُکھ کا نام ہے" (دیدوں کا بہشت صفحہ ۵۱) ؂؂؂

مولینا! یہ حوالہ آپ نے کیا سمجھ کر نقل فرمایا؟ یہاں دیوہ صاف سُکھ کو کہا گیا ہے۔ یہاں تو مقام کا ذکر ہی نہیں۔ کیا سُکھ بھی ایک خاص مقام ہے؟ یا یہ ایک کیفیت ہے؟ یہاں تو نرکت حضور کا قطعاً ساتھ دیتا معلوم نہیں ہوتا؂

नवा अमुं लोकं जग्मुषे किंचनाकम् न वा अमुंलोक गतवते किञ्चनासुखम् । निरुक्त. २, १४.

अथर्वो: कमिति सुख नाम । निरुक्त. २. १४.

سکرتسیہ کے معنی کئے ہیں۔

"سو بمعنے اچھا اور آرام دہ اور کرت بمعنی بنایا گیا"

مولینا! سکرت کے معنی یہاں ہیں نیک عمل۔ کارِ ثواب۔ عالم ثواب کو سکرتسیہ لوگ کہتے ہیں "اچھا یا آرام دہ بنایا ہوا" یہاں بے معنی ہے نرکت کا مندرجہ ذیل قول ہے تو درست مگر آپ کے کس کام کا؟ لکھا ہے کہ جو نیک اعمال والے لوگ ہوتے ہیں۔ وہی وہاں جاتے ہیں (نرکت ۲/۱۴) غالباً جاتے ہیں" سے آپ نے مقام کا قیاس فرما لیا ہوگا۔ مگر نرکت تو اوپر کہہ چکا ہے۔ کہ دیوہ 'سکھ' کا نام ہے۔ جو نیک اعمال کرتے ہیں وہ اسی سکھ میں جاتے ہیں۔ انہیں راحت کی حالت محسوس ہوتی ہے۔ سورگ سکھ کا مقام بھی ہو سکتا ہے۔ مگر مقام ہی کی خصوصیت نہیں حالت۔ موقعہ سب اس لفظ کے وسیع مفہوم میں آجاتے ہیں ؛

نرکت کے اِن حوالوں کے بعد مولانا نے منوسمرتی اور وید کے چند محاوروں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ وہ محاورات یہ ہیں :-

"سورگ کو جاتا ہے"۔ "سورگ سے[a] گر جاتا ہے"۔ "اوپر بلند مقام کو جانا

पुण्यकृतो ह्येव तत्र गच्छन्ति । निरुक्त. २. १४.

[a] اِس حوالے کے بعد مولینا نے خطوط وحدانی میں لکھا ہے (یعنی وہاں نہیں پہنچ سکتا) شائد اس خوف سے کہ کہیں منو کے قول کے مطابق سورگ میں رہنا غیر ابدی نہ ہو جائے۔ بھلا جس سورگ سے گرنا ہے وہ ابدی کیسے ہوا؟ اِسی خیال سے آپ نے "غیر فانی بہشت کی خواہش کرتا ہوا" بھی نقل فرما دیا ہے۔ اس حوالے میں نہ مفعول فیہ ہے نہ جانا اور چڑھنا ہے۔ بحث سے غیر متعلق قول (بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰۶ پر)

ہے "اوپر بلند مقام کو جاتا ہے" "غیر فانی بہشت کی خواہش کرتا ہوا" عالم بقا کو جاتا ہے" (منو) ؛

"ہم بہشت میں (وید کے لفظوں میں عالم نجات میں) جائیں" "مجھے اوپر بہشت میں (وید کے لفظوں میں عالم نجات میں) لے جائے گا" "دور تم بلند جگہ اعلیٰ سورگ میں اس کو جانو"۔ "ہم بہشت (وید کے لفظوں میں عالم ثواب) میں جائیں۔ اس کو بہشت پر چڑھا" (وید کے لفظوں میں اسے عالم راحت پہ چڑھا") — (وید) ؛

یہ حوالہ جات اتھروید کے ہیں۔ ان میں "سکرتسیہ لوک" "پرم دیوہ" اور "ناک" یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں جنکے معنی ہم نے اوپر لکھ دیئے ہیں ؛

اس سے مولینا نے نتیجہ یہ نکالا ہے :۔

"سورگ ایک خاص مقام ہے" ؛

مولینا! جانے اور چڑھنے کی وجہ سے تو نہیں سنسکرت میں

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰۵ کہ مرنے کو لانا بھئے مکتی ابدی ہے یا غیرابدی؟ یہ ایک جُدا بحث ہے۔ جملہ معترضہ میں اس پر غور نہیں کیا جاسکتا "اکشے سورگ" جس کے معنی آپ نے "غیر فانی بہشت" کئے ہیں۔ حین حیات کے اس سکھ کو بھی کہا جاتا ہے۔ جو جب تک قائم رہے اُس میں زوال نہ آئے۔ کوئی خانہ دار لگاتار راحت کی زندگی بسر کر رہا ہو۔ کہتے ہیں اسے اکشے سورگ مل گیا ہے بڑے خزانے کو "اکشے ندھی" کہتے ہیں۔ اس طرح کے اقوال بھی منو ہی کے درج فرمانا ظاہر کرتا ہے۔ کہ دید میں آپ کو ابدی مکتی کا انکار نہیں ملا ؛

اِن افعال کی مفعول یا مفعول فیہ کوائف بھی ہوتی ہیں۔ جن کی مثالیں ہم اُوپر دے چکے ہیں۔ صفحہ ۵۳ پر ایک نئی دلیل مولانا نے یہ دی ہے :-

دُکھ سے قطعی طور پر پاک زندگی ملنے ..... کا بھی ذکر ہے۔

سورگ یا ناک، مکتی کو بھی کہتے ہیں۔ اور وہ ایسی ہی کیفیت ہے۔ لیکن سورگ کے معنے فقط مکتی نہیں۔ یوں بھی سکھ بذاتِ خود دُکھ سے پاک رہتا ہے۔ دُکھ سے پاک حالت جس قدر عرصہ رہے۔ وہ سورگ ہوگی۔ ویوہ ہوگی۔ ناک ہوگی۔ یہ سب مترادف ہی تو ہیں۔

ب۔ سورگ کا حصول بعد مرگ ہوگا....... عام محاورۂ کلام میں بھی سورگ باشی یا سورگ واسی مُردہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ؛

مولینا! آپ بحث تو دید کی کر رہے تھے۔ اُتر آئے عام محاورے پر۔ ہاں وید کا کوئی حوالہ درج فرمانے کے بعد عام محاورے کو بھی اس کی تائید میں پیش کر دیتے۔ تو ہرج نہ تھا۔ مگر آپ نے تو دید سے دور ہی دور رہ کر اتنا بڑا دعوےٰ فقط محاورے کی بنیاد پر کر دیا۔ یہ محاورہ ایسا ہی ہے۔ جیسے عربی میں مرے ہوئے کو مرحوم کہا جاتا ہے۔ کیا اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ جیتے پر رحم نہیں ہوتا ؟ یہ فقط اصطلاح کی بات ہے۔ مر کر کوئی سکھ یا دُکھ میں تو اپنے اعمال کے مطابق جائے گا۔ لیکن ہم اسے سورگ واسی یا مرحوم ہی کہیں گے ؛

ج۔ سورگ اس دُنیا دار العمل کے خلاف دوسرے مقام میں ہے۔ کیونکہ اس کو نیک لوگوں کی صرف جزا کی جگہ بتلایا گیا ہے۔ اس میں عمل اور دُکھ منقطع ہو جاتے ہیں ؛

اس میں کوئی حوالہ ؟ آپ نے خود سورگ کا ایک مترادف لکھا ہے۔

سکرت سمے یوگ جس کے معنی ہیں۔ نیک اعمال کا عالم۔ یہ شہادت آپ کے منشائ کے عین خلاف ہے۔ مخالف کو موافق سمجھ بیٹھنا عجب بھولا پن ہے ٭

مولینا فرماتے ہیں :-

اعتراض ۳۰۔ لفظ سورگ (بہشت) کی بحث جو صفحہ ۴۸-۵۴ پر کی گئی۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے بتلاؤ۔ کہ یہ لفظ کسی فعل اور کیفیت کا نام ہے۔ یا کسی جگہ کا؟

حضرت! کسی کیفیت کا نام ہے۔ آپ نے نرکت کے حوالہ سے خود تحریر فرمایا ہے۔ دیوہ سکھ کا نام ہے۔ اور لفظ دیوہ سورگ کا مترادف ہے اب تک جو آپ نے دیوہ کے معنے آسمان ہی آسمان یا کہیں کہیں خلا کئے ہیں۔ کیا یہ خیال فرمایا کہ سکھ انہیں دو طبقات میں ہوتا ہے؟ پرتھوی کو آپ نے ان سے الگ دار العمل قرار دیا ہے۔ کیا اس سے مراد یہ ہے۔ کہ پرتھوی پر سکھ ہوتا ہی نہیں؟ آپ نے نرکت کے اس قول سے خواہ مخواہ اغماض عارفانہ برتا۔ ورنہ اتنی لمبی بحث کی تکلیف اٹھاتے ہی کیوں ؟

پکی ہوئی لکڑی

طبعی عمر۔ موت کی سینکڑوں صورتیں۔ سایۂ خدا

جناب مولینا کا خیال ہے کہ
موت وید کے رشیوں کے نزدیک ایک خوف ناک چیز تھی۔ کہ جس سے
بچنے کے لئے وہ اکثر دعائیں مانگتے نظر آتے ہیں۔ (دید دل کا ہشت
صفحہ ۱۰)؛

جناب مولینا سب سے پہلے وید میں بیان کردہ موت کا تصوّر اپنی
آنکھوں کے سامنے رکھ لیں۔ تو وید کی پرارتھناؤں اور اُپدیشوں کی غرض
وغایت ان کے اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے گی۔ جسم سے رُوح کا تعلق
اگر طبعی طور پر چھوٹے تو وید اس کو بُرا نہیں مانتا۔ جسم ذروں کے انتصال
کا نتیجہ ہے۔ اس کی کچھ مدت بالیدگی ہوتی رہتی ہے۔ اس کے بعد ایک زمانہ
آتا ہے۔ جب اس میں انہزال کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ وقت پاکر جسم
جو ایک مادی چیز ہے۔ اور ذرّوں سے مرکب ہے۔ یہ ضعیف ہو جاتا ہے
اور بالآخر آدمی کے کام کا نہیں رہتا۔ وید کی نظر میں انسان کی اوسط عمر سو
سال ہے۔ وید کا پیرو معمولی طور پر اس قدر عمر تو پاتا چاہتا ہی ہے۔ ہو سکے
تو اس سے بھی لمبی عمر حاصل کرنے کی کوشش کریگا۔ یہ کوشش افراد کی

طرف سے بھی ہوگی۔ اور اقوام کی طرف سے بھی۔ اس وقت بھی تمام مہذب اقوام اپنے افراد کی اوسط عمر کی درازی کی ہر ممکن کوشش کرتی ہیں۔ سرکار کی طرف سے ایسے وسائل اختیار کیئے جاتے ہیں۔ جن کا نتیجہ لوگوں کی صحت اور عمر کی درازی ہو۔ مثلاً صفائی۔ ہسپتالیں۔ بیماریوں کا انسداد صحت عامہ کے تحفظ کے متعلق ہدایات اور قواعد کی اشاعت۔ عوام میں علمِ حفظانِ صحت کی تعمیم وغیرہ۔ وید کا پڑھنے والا اس جذبہ کی تحریک مندرجہ ذیل منتر سے پاتا ہے۔ یہ اس منتر کی روزانہ عبادت کا حصّہ ہے

ہم سو سال زندہ رہیں۔ سو سال سُنیں۔ سو سال بولیں۔ سو سال صحیح وسالم غیر محتاج اور آزاد رہیں۔ صرف سو سال ہی نہیں۔ بلکہ اس سے زیادہ۔ (یجروید ۳۶-۲۴) ؛

اس منتر میں ہر جگہ صیغہ جمع کا استعمال اس بات کا شاہد ہے۔ کہ یہ پرارتھنا کسی فردِ واحد کی اپنے لئے نہیں۔ بلکہ کسی جماعت کے لئے ہے۔ وہ جماعت کوئی واحد قوم بھی ہو سکتی ہے۔ اور جمیع جماعتِ انسان بھی۔ دُعا کا مضمون بھی جہاں درازیٔ عمر ہے۔ وہاں اس عمر میں اعضاء و حواس کی طاقت اور ہر طرح کی آزادی اور بے احتیاجی کی قائمی بھی مطلوب ہے کیسی قدرتی اور خوش آیند دُعا ہے ؛

اس نعمت کے حصول کا ذریعہ وید نے خود فرمایا ہے :-

برہمچریہ اور ضبط کی زندگی سے عارفوں نے موت کو جیت لیا ہے۔

जीवेम शरदः शत ँ शृणुयाम शरदः शतं प्रब्रवाम शरदः शतमदीनाः स्याम शरदः शतम् । भूयश्च शरदः शतात् ।

यजु. ३६. २४.

(اتھروید ۱۱-۵-۱۹)

اگر انسان عیش و عشرت میں منہمک نہ ہو جائے۔ بلکہ تمام حواس کا ضبط رکھے۔ تو بیماری اُس کے نزدیک نہیں پھٹکتی۔ جسم جلدی کمزور نہیں ہوتا۔ اور اُس کی موت پر فتح ہو جاتی ہے۔ موت پر فتح پا لینے کا خیال کیا موت سے ڈرنے کا نتیجہ ہے؟ جس نے موت سے جنگ ٹھانی ہے۔ وہ موت کو چیلنج دیگا۔ یا اُس سے بھاگ جائیگا؟ کسی اخلاقی لڑائی (دھرم یدھ) میں موت ہو ایسی موت وید کے پیرو کو ہمیشہ عزیز ہے۔ چنانچہ کہا ہے:-

جو شجاع میدان جنگ میں جان ہتھیلی پہ رکھکر لڑتے ہیں۔ یا جو ہزاروں کا دان دے ڈالتے ہیں۔ اُن میں اس بندے کا بھی شمار ہو۔

(اتھروید ۱۸-۲-۱۷)

اس پہ ارتھنا کے بعد بھی کوئی وید کے رشیوں کو موت سے خوف زدہ کہے۔ تو وہ واقعی اور نہیں تو خیال اور قول کا بہادر ضرور ہے۔ سوال ہوتا ہے کہ وید کے پیرو کو ڈرنا کس موت سے سکھایا گیا ہے؟ ایک تو بے وقت کی، چھوٹی عمر کی، موت سے۔ دوسرے اخلاقی۔ ذہنی یا رُوحانی موت سے قبل از وقت مرنے سے بچنے کے کچھ ایک وسائل خود مولیٰنا کے دئیے ہوئے حوالوں میں ملتے ہیں۔

اے موت! دور ہو جا۔ اس راستے پہ چلی جا۔ جو تیرا اپنا ہے۔ عارفوں کے راستہ سے وہ راستہ دور ہے۔ تجھ سے میں اس طرح کلام کرتا ہوں

ब्रह्मचर्येण तपसा देवा मृत्युमपाघ्नत। अथर्ववेद. ११. ५ १९.
ये युध्यन्ते प्रधनेषु शूरासो ये तनूत्यजः। ये वा सहस्रदक्षिणास्तांश्चिदेवापि गच्छतात्। अथर्व. १८. २. १७.

جیسے کسی دیکھ رہے ہیں - اور سُن رہے ہیں - نہ ہمارے بچّوں کو مار نہ ہمارے
بہادروں کو - (رگ وید ۱۰ — ۱۸ — ۱) :

موت کا راستہ حکمت اور عرفان کے راستے سے دُور ہے۔
عارف موت پر فتح پاتا ہے - یعنی وہ اسے تکلیف نہیں دیتی - بچوں کو
موت نہ آئے - یہ احتیاط والدین کو کرنی چاہیئے - بہادروں کو موت
آتی ہی نہیں - اس منتر میں قابل غور ایک اور بات بھی ہے - وہ یہ کہ منتر
پڑھنے والا موت سے ہم کلام ہوتا ہے - یہ قوتِ ارادی کو مضبوط کرنے
کا نہایت کامیاب طریقہ ہے - وہ سمجھتا ہے - موت اس کی دھمکی کو
سُنتی ہے - اُس کے عزم بالجزم کو دیکھتی ہے - اور اُس کے زبردست
ارادے کے زیر ہو جاتی ہے - انداز شاعرانہ ہے - مگر اس کا اثر علم الاذہان
کے ماہر خوب سمجھ سکتے ہیں - کیا یہ موت سے ہمکلام بھی موت سے خوف
زدہ ہے ؟

رگ وید ۱۰ - ۴۸ - ۵ کا حوالہ تو مولینا نے نہ جانے کیا دیکھ کر دیا
ہے - اس میں پرمیشور کہتا ہے :-

میں اِندر (تمام انعام کا مالک) کبھی ہارتا نہیں - میری دولت کوئی نہیں
چھین سکتا - میں کبھی موت سے زیر نہیں ہوتا - اسے بھگتی کے
رس میں مست رہنے والو! مجھ سے دھن مانگو - میری دوستی میں

परं मृत्यो अनुपरेहि पन्थां यस्ते स्व इतरो देवयानात्। चक्षुष्मते
शृण्वते ते ब्रवीमि मा नः प्रजां रीरिषो मोत वीरान्।
अहामन्द्रो न परा जिग्ये इद्धनं न मृत्यवेऽवतस्थे कदाचन।
सोममिन्मा सुन्वन्तो याचता वसु न मे पूरवः सख्ये रिषाथन

نقص نہ آنے دو۔ (رگ وید ۱۰ - ۴۸ - ۵) ❖

وید کے اِن منتروں پر مولینا کا اعتراض یہ ہے :-

اعتراض ۱۴ - وید منتروں میں سو سال عمر پانے کے لئے جو بکثرت دعائیں رِشیوں نے مانگی ہیں۔ کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ (الف) وید شروع دُنیا کی کتاب نہیں۔ کیونکہ منوسمرتی، اور دیگر مستند حوالہ جات بتلاتے ہیں۔ کہ اُن کی عمر ست جگ (دُنیا کے پہلے دور) میں چار سو برس کی ہوتی تھی۔ جنہیں چار سو کی عمر ملتی تھی۔ اُنہوں نے سو کی کیوں مانگی ؟

براہِ نوازش منوسمرتی کے شلوک اور دیگر مستند حوالہ جات جن میں اوسط عمر چار سو سال بتائی گئی ہو۔ درج فرما کر اُن کی تائید میں وید کی سند لائیے تب آپ کی بات پر غور ہو سکے گا۔ آپ یہ تو جانتے ہی ہونگے۔ کہ منو نے وید کو شروع دنیا کی کتاب مانا ہے :-

پرمیشور نے ابتدائے عالم میں وید کے لفظوں سے سب چیزوں کے جدا جدا نام اور کام اور جدا جدا انضباط قائم کئے۔ منوسمرتی ادھیائے ۱۔ شلوک ۲۱ ❖

اِسی حقیقت کا بیان قرآن شریف میں موجود ہے :-

وعلم آدم الاسماء کلھا . . . . . سکھائے آدم کو سب نام . . . .

१ सर्वेषां तु नामानि कर्माणि च पृथक् पृथक् ।
वेदशब्देभ्य एवादौ पृथक् संस्थाश्च निर्ममे ॥ मनु. १. २१.

مولانا کے اعتراض کا دوسرا حصہ حسب ذیل ہے :-

(ب) کیا اس سے ان کی دنیا پرستی ثابت نہیں ہوتی - کہ وہ خدا سے ملنے کی بجائے دنیا سے ملا رہنا زیادہ محبوب رکھتے تھے - اور اگر یہ کہا جائے - کہ وہ نیک اعمال بجالانے کے لئے لمبی عمر مانگتے تھے - تو کیا سو سال سے کم یا زیادہ میں نجات حاصل کرنے کے لئے کافی اعمال نہیں ہو سکتے - اگر نہیں ہو سکتے - تو سوامی دیانند جی کی بھی مکتی یقیناً نہ ہوئی ہوگی - کیونکہ انہوں نے اس سے قریباً نصف عمر پائی -

آپ کے اس سوال سے معلوم ہوتا ہے - کہ آپ مکتی اور موت کو مترادف یا کم از کم لازم ملزوم ضرور سمجھتے ہیں - ہمارے مذہب میں خدا سے ملنا عین حیات ہی میں ممکن ہے - اس کے لئے اعمال کے عرصہ کی کوئی میعاد مقرر نہیں - بلکہ خلوص باطن کی ضرورت ہے - خلوص میسر آجائے تو پرماتما کے درشن ہو جاتے ہیں اور مکتی ہو جاتی ہے - اس کے بعد بھی انسان زندہ رہتا ہے - اور پرانے جنموں کے اعمال کے مطابق سکھ اور دکھ اس پر آتے ہیں - لیکن وہ ان سے متزلزل نہیں ہوتا - وہ اپنے آپ کو کلیتاً پرماتما کی مرضی پر چھوڑ دیتا ہے - اور رفاہ عام کا کام کرتا چلا جاتا ہے جب تک جسم قائم ہے - اس کی صحت برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ہے - یہی درازی عمر کی کوشش یا تمنا ہے - یہ کوشش کرنا ہر فرد بشر کا فرض ہے - ہاں اگر پرانے اعمال کے پھل کے طور پر جسم طبعی عمر سے پہلے انحطاط پذیر ہو جائے - یا کوئی ایسا واقعہ ہو جائے - جس سے رشتہ حیات جلدی منقطع ہو جائے تو وہ راضی برضا اس جسم کو چھوڑ دیتا ہے - اور خوش خوش عالم بقا کے - جس میں وہ داخل تو پہلے ہی ہو چکا ہے - مزے لیتا ہے - اسی کو موت پر فتح

پانا کہتے ہیں۔ زندگی نیک اعمال کا موقع ہے۔ اس کو اس غرض سے استعمال کرتے رہیں۔ تو یہی راہِ تسلیم ہے۔ نجات پانے سے پہلے بھی نیک عمل کرنے چاہئیں۔ اور اس کے بعد بھی ؎

اتھرو وید ۸-۸-۱ میں کہا ہے :-

پیسنے والا پرمیشور جو قادر ہے۔ بہادر ہے اور تمام مقامات کو گڑھ یا چھید کر اُن کے اندر گھسا ہوا ہے پیسے۔ جس سے ہم ہزار طرح کے بداندیشوں کی افواج کو مار ڈالیں ؎ *

یہاں لفظ بداندیش کسی خاص گروہ کے دشمنوں کے لئے استعمال نہیں ہُوا۔ بلکہ اُن لوگوں کے لئے جو طبعاً دشمن ہیں ؎

نیش کژدم نہ از پئے کین است مُقتضائے طبیعتش این است

پرمیشور کی چکی پیستی ہے۔ اور بہت مہین پیستی ہے۔ ایشور کی مخلوق کے دشمنوں کے خلاف عزمِ جنگ کرتے ہوئے بھی وید کا معتقد پرمیشور کی چکی کا پاٹ ہی بنتا ہے۔ یہ اس پرارتھنا کی خوبی ہے۔ یہاں دشمن بُرے جذبات بھی ہو سکتے ہیں۔ اُن کا قلع قمع کرنا ہر مقلد وید کا فرض ہے۔ بھگت ایشور کا نام لے اور ان جذبات کو ہر طرح نیست و نابود کرنے کی کوشش کرے۔ ایسے لوگوں اور ایسے جذبات کے لئے ہی آگے چل کر کہا ہے :-

میں انہیں موت کے حوالے کرتا ہوں۔ موت کے پھندوں سے یہ جکڑے ہوئے ہیں۔ موت کے جو پاپوں کو کاٹ دینے والے وسائل ہیں ان سب (بداندیشوں) کو باندھ کر میں اُن کے حوالے کرتا ہوں۔

---

* इन्द्रो मन्थतुमन्थिता शक्रः शूरः पुरन्दरः । यथा ह नाम सेना अमित्राणां सहस्रशः । अ. ८. ८. १.

اتھروید ۸-۸-۱۰ ٭

یہاں موت کے وسائل کو پاپیوں کے کاٹنے والا کہا ہے۔اِس سے ظاہر ہے کہ اِن منتروں میں موت پاپ کی چاہی گئی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے۔کہ پاپ یا پاپی خود بخود موت کے پھندے میں جکڑا ہوا ہے۔پاپ کے مارنے کو پاپ ہی مہابلی ہوتا ہے۔تعزیر پر نعینات انسان کا ہاتھ تو اس میں فقط ایک ذریعہ کا کام دے جاتا ہے۔ ورنہ پرمیشور کی چکی نے اسے پہلے ہی پیس رکھا ہے۔اب اگر پرارتھنا کرنیوالے نے موت کا شکار اپنے پاپیوں کو بنا رکھا ہے تو۔اور اگر کوئی اِنسان یا انسانوں کی جماعت اپنے کبیرہ گناہوں کی وجہ سے پرماتما کے قہر کی زد میں آتی ہے تو۔یہاں مُدعا ہے اُن کے پاپوں کا مٹانا۔اگر وہ جماعت پاپوں سے خود بخود آزاد ہو جائے۔تو بطور پاپی کے اس کی موت ہو گئی۔اصلاح یافتہ کی حالت میں اب اُس کی نئی زندگی ہوگی۔ اور اگر کوئی فرد یا جماعت ایسی ہے۔کہ وہ ملت انسان کی دُشمنی کو چھوڑ ہی نہیں سکتی۔ تو جو سزا اُس کے پاپ کا ہوگا۔ وہی اُس کا اپنا بھی ہوگا۔یہاں قابل غور یہ نکتہ ہے۔کہ گناہ بذاتِ خود ایک موت ہے۔اور وہ موت گناہگار کو جکڑے رہتی ہے ٭

مولانا فرماتے ہیں :-

اعتراض ۱۵- ویدوں کے رشی اپنے دشمنوں کے لئے ہدایت کی بجائے اُن کی موت کیوں مانگتے تھے۔کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔کہ وہ غیر اقوام کو اپنے اندر شامل نہیں کرتے تھے ٭

مولانا نقل "اپنے" وید کے حفظ کا ترجمہ ہے ؟ ہم اوپر ظاہر کر چکے

मृत्यवेऽमून् प्रयच्छामिमृत्युपाशैरमी सिताः ।
मृत्योर्ये अघला दूतास्तेभ्य एनान् प्रति नयामि बध्वा ॥
अ. ८. ८. १०.

ہیں۔ کہ یہاں دشمن تعزیر کرنے والوں کے اپنے نہیں۔ بلکہ جمیع قوم انسان کے ہیں۔ جن کی طبیعت میں خدا واسطے کے بیر کا جبلی مادہ موجود ہے منتر میں لفظ "موت" کے ساتھ "پاپوں کو کاٹنے والا" اسم صفت موجود ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ موت پاپ کا مقصود ہے۔ چاہے وہ ہدایت سے ہو یا تعزیر سے۔ خواہ مخواہ کسی کو تکلیف دینے سے وید منع کرتا ہے

بے گناہ کا مارنا یقیناً خوف ناک ہے۔ اتھروید ۱۰-۱-۲۹-

لیکن تعزیر کے طور پر خوف خدا دل میں رکھتے ہوئے، پرمیشور کے انصاف کا وسیلہ بننے کی حد تک یعنی اپنی ذاتی غرض یا غصے کا شائبہ مٹا کر ایسا کرنے میں پاپ نہیں۔ مولینا! جو منتر کی خوبی ہے۔ وہی آپ کو نقص معلوم ہو رہی ہے۔ ذرا التعزیر کے کام پر تعینات حاکم کے ان جذبات پر غور فرمایئے۔

رہی غیر اقوام کی بات۔ خود قرآن شریف میں لکھا ہے:-

کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیِّیْنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ مع الکتاب۔ بقر ع ۲۶

تحقیق انسان ایک قوم ہے۔ پس اللہ نے خوشخبری دینے والے۔ اور ڈرانے والے نبی معہ کتاب کے بھیجے۔

وہ کتاب جس کے ساتھ بہت سے (دو سے زیادہ) نبی (رشی) وارد ہوئے۔ وہ وید ہی تو ہے۔ اس کتاب کے نازل ہونے کے وقت تمام انسان ایک قوم تھے۔ آپ کو شدھی پر اعتراض ہے۔ لیکن وید فرماتا ہے:-

१ अनागो हत्या वै भीमा । अ. १०. १. २९.

"سارے عالم کو آریہ بناؤ"[1] رگ وید

کیا یہ اعتراض قتل کافر یا قتل مرتد کا جواب ہیں؟

اے سورج کی کرنو (یا قانون قدرت پر چلنے والے عارفو!) ہم میں سے جو
انسان موت کے بھائی بند بن رہے ہوں - اُن کی عمر زندگی کے لئے لمبی
کیجئے - (رگ وید ۸-۱۸-۲۲)[2]

سُورج کی کرنوں سے دُور رہنے والے - اندھیرے مکانات ہیں -
تاریک خیالات ہیں - غم و اندوہ کے حالات میں رہنے والے لوگ موت
کے بھائی بند ہیں - اُن کا علاج ہے - سُورج کی کرنوں کی نزدیکی - کھُلی
ہوا اور رُوحانی فضا اُن کے لئے تریاق ہیں - قانون قدرت کے پابند
رہنے والے اہل عرفان کی صحبت ایسے لوگوں کے لئے اکسیر ہے ÷

اتھرو وید میں کہا ہے :-

نور اور حرارت کا منبع پرمیشور مجھے ہر طرف سے محفوظ رکھے - طلوع ہوتا
ہُوا آفتاب (مادی یا غیر فانی) موت کے پھندوں کو توڑ دے - پو پھٹی کا
نور ... اور نہ ہلنے والے پہاڑ مجھ میں ہزاروں سانس ڈالیں ÷

(اتھروید ۱۷-۱-۳)

صبح کو جاگنا - طلوع ہوتے ہوئے سُورج کی روشنی میں پھرنا - پہاڑی

---

[1] कृण्वन्तो विश्वमार्यम् । ऋ. ९. ६३. ५.

[2] ये चिद्धि मृत्यु बन्धव आदित्या मनवस्मसि। प्र सू न आयुर्जीवसे तिरेतन । ऋ. ८. १८. २२.

अग्निर्मा गोप्ता परिपातु विश्वत उद्यन्त्सूर्यो नुदतां मृत्युपाशान् ।
व्युच्छन्ती रुषसः पर्वता ध्रुवाः सहस्रं प्राणा मय्यायन्ताम् ॥

مقامات کی سیر۔ یہ سب طریقے موت کو دُور بھگانے اور زندگی کو حاصل کرنے کے ہیں۔ایسے وقتوں اور موقعوں کی عبادت اور پرانایام جسم و جان دونوں کو تازگی بخشنے والے ہیں۔عارف کا ایک ایک سانس نئی زندگی لاتا ہے ؞

جو بے شمار موتیں اور ستیاناس کرنے والی ایسی باتیں یا لوگ ہیں جن کو پیچھے چھوڑ دینا لازم ہے۔اُن سے تجھے اہل عرفان۔تمام ملت کے انسان کے ایک "لذت و سرور کے منبع" پر میشور کی کرپا سے چھڑا دیں۔

(اتھرو وید ۸۔۔۲۔۲۷)

اس منتر میں ایک شتم (لفظی ترجمہ ۱۰۱) سے مراد ہم نے بے شمار لی ہے۔ یہ وید کا محاورہ ہے۔"شتم" یا ایک شتم" بے شمار کے معنوں میں آتا ہے۔انگریزی زبان میں بھی اتفاقاً یہی محاورہ رائج ہے۔وہاں بھی کہتے ہیں۔HUNDRED AND ONE THINGS جس کے لفظی معنی تو ہیں ایک سو ایک چیزیں۔ لیکن مجازی معنی بے شمار کے ہیں۔ان بے شمار موتوں کے ساتھ ستیاناس کرنے والی باتوں یا لوگوں کا ذکر ہوا ہے جو جذبات۔اعمال، خیالات، صحبتی ساتھی سب کے لئے یکساں مستعمل ہوتا ہے۔یہ موتیں صاف طور پر اخلاقی ہیں۔ان سے بچنے کا اُپدیش وید کو کرنا ہی ہوا۔جسمانی موتیں ہزار طرح کی ہو سکتی ہیں۔ذہنی اور روحانی موتوں کی بھی کئی صورتیں ہیں ؞

اُے بیری! یہ بندہ تیری طرف بڑھے۔جو سے اور سینکڑوں موتیں "

ये मृत्यव एकशतं या नाष्ट्रा अतितार्य्याः। मुञ्चन्तु तस्मात्त्वां देवा अग्ने वैश्वानरादधि ॥ अ. ८. २. २७

مارنے پائیں ۔ (اتھروید ۲ - ۲۸ - ۱) ۔

ہم نے یہاں شتم کے معنی سینکڑوں کئے ہیں۔ لفظی معنی ہیں سو۔ پرارتھنا یہ ہے۔ کہ پیری سے پہلے موت نہ آئے۔ طبعی موت تو آئے گی ہی۔ اس سے بچنے کی مقلد وید کی تمنا نہیں ۔

رحمت کے پرتو! جو آسمان میں ہو۔ جو زمین پر ہو۔ جو نباتات میں اور حیوانات میں ہو۔ اس بندہ کے لئے عالم پیری کا میں جینے کا سامان کرو۔ دیگر سینکڑوں موتوں سے یہ بچ جائے۔ (اتھروید ۱ - ۳۰ - ۳)

زمین و آسمان میں، نباتات، جمادات اور حیوانات میں ہر جگہ رحمٰن پرمیشور کی رحمت کے پرتو ہیں۔ انسان اُن سے جائز طور پر فائدہ اُٹھائے۔ تو عمر طبعی تک جیتے گا ہی ۔

میں موت کی بندش سے ایسے چھوٹ جاؤں جیسے ککڑی بیل سے چھوٹتی ہے۔ پر عالم بقا سے نہ چھوٹوں۔ (رگ وید ۷ - ۵۹ - ۱۲)

جب ککڑی پک جاتی ہے تو وہ اپنے آپ بیل سے الگ ہو جاتی ہے اسی طرح وید کا پیرو کہتا ہے۔ میں دُنیا کے ساتھ اُس وقت تک وابستگی رکھوں۔ جب تک میرا روحانی مدعا اس سے پورا نہیں ہو جاتا۔ جسم ایک بیل ہے۔ اس وقت تک اس کے ساتھ علاقہ بنا رہے۔ اور [illegible]

तुभ्यमेव जरिमन् वर्धतामयं मेममन्ये मृत्यवो हिंसिषुशतं ये ।

ये देवा दिविष्ठ ये पृथिव्यां ये अन्तरिक्ष ओषधीषु पशुष्व: पुस्वन्तः । ते कृणुत जरसमायुरस्मै शतमन्यान् परिवृणक्तु मृत्यून् ॥ अ. १. ३०. ३.

उर्वारुकमिव बन्धनान्मृत्योर्मुक्षीय मामृतात् ॥ ऋ. ७. ५९. १२.

جب تک رُوحانی پختگی نہیں آتی - جب یہ مُدعا پُورا ہو جائے - تبھی اس سے الگ ہوں - کیسی عمدہ تمثیل ہے - رُوحانی پختگی کے بعد اجسام کا علاقہ خواہ مخواہ چھُوٹ جائے گا - ہم حیران ہیں - ان پرارتھناؤں میں مولیسنا کو خوف کی بُو کہاں سے آ گئی ؟

اِس منتر پر مولیسنا کا خاص اعتراض ہے :-

۱۶ - کیا منتر مندرجہ صفحہ ۱۱ - کہ جس میں ابدی زندگی کے لئے دُعا مانگی گئی ہے - آریہ سماج کی میعادی مکتی کی نجات کی تردید اور اسلامی عقیدہ کی تائید نہیں کرتا ؟

"مکتی کی نجات" غلط چھپ گیا معلوم ہوتا ہے - آئندہ طبع میں اصلاح طلب ہے ؟

اُوپر عرض کیا جا چکا ہے - کہ موت پر فتح پانے یا موت سے بچنے کے معنی ہیں - موت کی تکلیف سے بچنا - ورنہ جسمانی موت تو نجات یافتہ یعنی جیون مکت کی بھی ہو گی ہی - موت کی تکلیف سے دو طرح کے آدمی بچ سکتے ہیں - ایک پرماتما کے معتقد - دُوسرے بے پرواہ - اگر آپ سٹوئک لوگوں کے عقائد کا مُطالعہ کریں - تو آپ کو معلوم ہو کہ وہ اپنی زندگی کا مقصد فقط ریاضت سمجھتے ہیں - اپنے جسم کو ایسا بے حِس بنا لینا کہ سُکھ دُکھ کی تمیز نہ رہے - یہ اُن کے مذہب کی غرض و غایت ہے - مکتی یا پرماتما کے درشن کی رُوحانی لذت اُن کے پیش نظر نہیں - اُن کا مقصد منفی ہے - لذاتِ جسمانی سے اُوپر اُٹھ کر دُنیاوی رنج و راحت کے تموجات سے بچ جانا - بس یہی اُن لوگوں کو مطلوب ہے - برخلاف اِس کے ویدکا پیرو پرارتھنا کرتا ہے - کہ میں موت سے یعنی عالمِ فنا کی تکالیف سے تو بچ جاؤں - لیکن ساتھ ہی کہیں مکتی کی مثبت لذات سے

بھی محسـ ـ ـروم نہ ہو جاؤں۔ یہاں عالمِ نجات کے با انتہا یا بے انتہا ہونے کا توسوال ہی نہیں۔ بعد کے بودھوں کا منتہائے مقصود بھی فقط فنا ہوگیا تھا۔ اُن کا نروان بھی کوئی مثبت کیفیت نہ تھی۔ بلکہ ہستی کی محض نفی تھی۔ وید اِن خیالات کا ازالہ کرتا ہے۔ ہاں آپ نے منتر کا ترجمہ کیا ہے:-

ابدیت سے کبھی نہ چھوٹوں ...... ویدوں کا بہشت صفحہ ۸

مولینا! چھاتی پر ہاتھ رکھ کر کہنا۔ "کبھی" کس لفظ کے معنی ہیں؟ منتر تو کہتا ہے۔ موت سے چھوٹوں۔ مُکتی سے نہیں ؛

اعتراض تو جو مرضی آئے وضع فرمایئے۔ لیکن وید کا مدعا بھی اپنے تخیل سے فرض کر لینا یہ کہاں کی بحث ہے؟

چھاندوگیہ ۸-۶-۱۶- اور کٹھ اُپنشد ۲-۶-۱۶ ایں ایک منتر آیا ہے ہردے پدم کی سینکڑوں لفظی ترجمہ ایک سو ایک ناڑیاں ہیں۔ ان میں سے ایک دماغ کی طرف نکلی ہے۔ اگر اس سے پران نکلے۔ تو انسان موت کو عبور کر لیتا ہے۔ دوسری ناڑیوں سے نکلنے پر انتشار ہوتا ہے ؛

اُپنشدوں میں یوگیوں کے تجربے قلم بند ہیں۔ عارفوں کا قول ہے کہ یوگی کے پران دماغ کی طرف سے نکلا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ کہ اس کی مشق ہمیشہ پرانوں کو اوپر چڑھانے کی رہتی ہے۔ جس کے پران ایسے نکلیں۔ وہ مُکت ہو جاتا ہے۔ یہاں بھی ایک سو ایک ناڑی کے معنی ہیں بے شمار ناڑیاں۔ اِس سے موت کی اقسام کی توضیح مراد نہیں۔ ہاں! عارفوں کی موت کا ڈھنگ

हातं चैथा च हृदयस्य नाड्यस्तासां मूर्धानमभिनिः सृतेका।
तथोर्ध्वमायन्तं निमृत्युमेति विष्वङन्या उत्क्रमणे भवन्ति॥
छान्द. ८. ६. १६. कंठ २. ६. १६.

ضد در بیان کیا ہے۔ وہ اپنے پرانوں کو اوپر چڑھا کر اپنی مرضی سے باھر نکال دیتے ہیں۔ جب اُنہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس جسم سے جس قدر کام لینا مطلوب تھا۔ وہ پورا ہو گیا۔ اب یہ جسم اس قابل نہیں۔ کہ اس سے روح مستفید ہو۔ وہ اس سے پکی ہوئی ککڑی کی طرح الگ ہو جاتے ہیں۔ اور عالم بقا کی راہ لیتے ہیں ÷

مولینا فرماتے ہیں:-

اعتراض ۱۷۔ موت کی سو یا ایک سو ایک اقسام کہ جن کا ذکر ویدمنتر مندرجہ صفحہ ۱۱ و ۱۲ پر کیا گیا ہے۔ کون کون سی ہیں۔ اور کسی میڈیکل سند نے اس کو تسلیم کیا ہے۔ اور اگر اس کے متعلق اُپنشدوں کی تشریح مندرجہ صفحہ ۱۲ درست ہے۔ تو بتلاؤ۔ کہ ویدوں کے رشی عارفانہ موت یا خدا سے ملا دینے والی موت سے بھی کیوں گھبراتے تھے۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں کہ خدا کے ساتھ ان کا عشق تو کیا۔ معمولی محبت بھی نہ تھی۔ یا اُن کے دل میں ویدک نجات کی کوئی قدر نہ تھی۔ بلکہ وہ اس دنیوی زندگی کو اس پر ترجیح دیتے تھے ÷

موت کی اقسام بے شمار ہیں۔ جسمانی۔ اخلاقی۔ ذہنی روحانی۔ یہ چار بڑی قسمیں ہیں۔ پھر ان کی سینکڑوں صورتیں ہیں۔ اس میں میڈیکل سند کی کیا ضرورت ہے؟ عام مشاہدہ ہی اس کا شاہد ہے۔ اُپنشدوں نے جس خاص موت کا ذکر کیا ہے۔ وہ خدا کے ملنے میں علت نہیں۔ بلکہ وصل خدا اس کی علت ہے۔ ہم نے اوپر عرض کیا تھا۔ کہ نجات تو جیتے جی ہو لیتی ہے۔ جیون مکت کی موت اس ڈھنگ سے ہوتی ہے۔ جس کا ذکر اُپنشد میں ہوا۔ اسے اس موت کی استدعا کی ضرورت نہیں ÷

ویدک کا پیرو کیسی موت چاہتا ہے؟ دیکھئے شمشان میں جب لاش کو

جلا رہے ہوتے ہیں۔ تو ان منتروں کا پاٹھ کیا جاتا ہے:۔

جو پہلے حق کی اشاعت کرتے رہے۔ حق کی اشاعت سے مشہور ہوئے

حق کی ترقی کا باعث ہوئے۔ ایسے مرتاض۔ ریاضت کے باعث معروف

رشیوں میں اے عالم کا انضباط کرنے والے پرمیشور! یہ بندہ شامل ہو

جو عبادت کے جلال کے باعث نہ دبنے والے عارف۔ عبادت

کے ذریعہ عالم نور میں داخل ہوئے۔ جنہوں نے عبادت کا کمال کر دکھلایا

اُن میں یہ بندہ شامل ہو ٭

جو شجاع دھرم یدھ (کسی اخلاقی جنگ) میں لڑتے ہیں۔ اور جسم کو چھوڑتے

ہیں۔ یا جو ہزاروں کا مال سخاوت میں لُٹا دیتے ہیں۔ اُن میں یہ بندہ

شامل ہو ٭ (اتھرو وید ۱۸-۲-۱۵ تا ۱۷) ٭

مطلب یہ کہ اگر برہمن ہے۔ تو ریاضت اور عبادت سے۔ کھشتری ہے

تو پرماتما کے راستے میں جان لڑانے سے اور ویش ہے تو اپنی پونجی کا خیر

کے نذر کرنے سے جیون مکت ہوتا ہے۔ اس حالت کو پہنچنے کی تمنا وید

کے پیرو کو ہے۔ اس حالت میں موت آئے تو وہ زیبا ہو کر آتی ہے۔ اس

ये चित्पूर्व ऋतसाता ऋतजाता ऋतावृध. । ऋषीन् तपस्वतो यम तपोजां अपि गच्छतात् ॥ १५

तपसा ये अनाधृष्यास्तपसा ये स्वर्ययुः । तपो ये चक्रिरे मह स्तांश्चिदेवापि गच्छतात् ॥ १६

ये युध्यन्ते प्रधनेषु शूरासो ये तनूत्यजः । ये वा सहस्रदक्षिणास्तांश्चिदेवापि गच्छतात् । अ. १८. २.

موت کی لذّت رشی ویانند سے پُوچھیے - اُپنشد میں کہا ہے :-
موت جس کے لیے سالن ہے - مُربّہ یا چٹنی ہے ؛
خود وید فرماتا ہے :-
جو روحانیّت بخشنے والا - جو طاقت دینے والا ہے جس کی مرضی کو تمام
عارف سر آنکھوں پر لیتے ہیں - حیات اور نجات جس کا سایہ ہیں -
اس نور و سرور کے مخزن کی ہم خلوص سے عبادت کریں - (رگوید)
وید کے پیرو کا حیات و ممات کے متعلق یہ جذبہ حیطۂ غور میں لائیے
اور فرمائیے یہاں عشق خدا کا کمال ہے یا نہیں - راضی برضا کیلئے نجات
ہی خدا کا سایہ ہے اور ممات بھی ؛

मृत्युर्यस्यापसेचनम् ।

य आत्मदा बलदा यस्य विश्व उपासत प्रशिषं यस्य देवाः
यस्यच्छायाऽमृतं यस्य मृत्युः कस्मै देवाय हविषा विधेम

ऋ. १०. १२१.

رُوح کی قبر

عالمِ مادی میں انہماک

وید کے چند ایک منتروں میں مولانا کو قبر کے عذاب کا ذکر معلوم ہوتا ہے۔ جہاں زمین کا ذکر آیا۔ مولانا سمجھے قبر کی طرف اشارہ ہے کوئی کھودنے کا ذکر ؟ کھودنے کے اوزاروں کا ذکر ؟ چلو قبر کے لئے ہی وید کی کوئی اصطلاح ؟ پرتھوی (زمین) دراصل مادی دُنیا کی قائم مقام ہے۔ کہیں کہیں پرتھوی۔ انترکش اور دیوہ اِن تین لوکوں سے مراد تین آشرم بھی لئے جاتے ہیں۔ برہمچریہ میں تو ودیا رتھی) گورو۔ گورُوکل نام کی ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ گرہست میں آکر وہ گویا پرتھوی لوک میں قدم رکھتا ہے۔ وہ مادی دُنیا کے عیش و آرام سے مُستفید ہوتا ہے۔ اِس کے بعد بان پرستھ میں جاتا ہوا وہ گویا انترکش میں داخل ہوتا ہے۔ انترکش اُس کا اپنا باطن ہے۔ چونکہ اس کا زیادہ وقت پرماتما کے گیان دھیان میں گذرتا ہے۔ اس لئے وہ انترکش یعنی باطن کی دُنیا میں رہنے والا کہلاتا ہے۔ اپنے خاص کُنبے۔ قبیلے سے تعلق قطع کر کے وہ اب دُنیا کا باپ بن گیا ہے۔ اس کے لئے خاص اصطلاح ہے۔ پتر یعنے بزرگ۔ جہاں ایسے بزرگ رہتے ہیں۔ اسے پتری لوک سمجھتے ہیں۔ اِس آشرم سے فارغ ہو کر اگر سنیاسی ہو سکے۔ تو وہ گویا

دیوہ لوک میں پہنچ گیا۔ یہ عالمِ نور ہے۔ جو کسی کو حاصل ہوتا ہے۔ بھگوا
لباس علامت ہے جگمگا رہی روشنی کی۔ اس باب میں ہمارا واسطہ
زیادہ تر پرتھوی سے ہے۔ یہ مادی زندگی کا نشان (آپ لکشن) ہے۔
جس کا زیادہ اختلاط عالمِ خانہ داری میں ہوتا ہے ؞

فرمایا ہے :-

اے نورِ حسن علیٰ نور! اس بندے کو تنفس اور بصارت سے پیوستہ
طاقتور جسم کے ساتھ وابستہ رکھ۔ تو موت سے بچانے کے انداز
جانتا ہے۔ یہ بندہ نہ تو یہاں سے جائے۔ نہ ہی مادی دنیا
میں ڈیرہ ڈال کے بیٹھ جائے ؞ (اتھرو ۵-۳۰-۱۴) ؞

مولانا فرماتے ہیں :-

اور نہ قبر میں رہنے دے ؞

وید کے لفظ ہیں "بھومی کو گھر نہ بنا لے" یہ وید کی خاص اصطلاح
ہے۔ ایک اور جگہ پرارتھنا کی ہے :-

اے نورانی راجہ! اے محبوب پرمیشور! میں مٹی کے گھر میں نہ رہ
جاؤں۔ اے محافظِ حقیقی! کرم کر! کرم کر! (رگ وید ۷-۸۹-۱)
مادی دنیا کو استعارۃً مٹی کا گھر کہا ہے۔ مطلب یہ کہ اس میں
مستغرق نہ رہوں۔ اتھروید کے اس اوپر لکھے منتر میں استدعا

प्राणेनाग्ने चक्षुषा सं सृजेमं समीरय तन्वा ३ संबलेन । वेत्था-
मृतस्य मा नु गान्मा नु भूमिगृहो भुवत । अ. ५. ३०. १४.

मो षु वरुण मृन्मयं गृहं राजन्नहं गमम् । मृळा सुक्षत्र मृळय ।
ऋ ७. ८९. १.

کی ہے۔ کہ یہ بندہ (یعنی پرارتھنا کرنے والا) نہ تو دُنیا سے بالکل ہٹ جائے۔ اور اُسی میں ڈیرہ ڈال کے بیٹھ جائے۔ دُنیا میں رہے۔ لیکن اُس کا ہو کر نہ رہے۔ وہ راہِ بقا کا سالک ہے۔ جس کے نشیب و فراز کو پرمیشور جانتا ہے۔ اِس لئے پرمیشور ہی سے توفیق چاہی ہے کہ میری آنکھیں اس مادی دُنیا کی چکا چوندھ میں اپنی رُوحانی روشنی کھو نہ بیٹھیں۔ دُنیا میں انہماک بھی تو موت ہے۔ اس سے بچا رہوں +

دُنیا کو درخت سے بھی تشبیہہ دی ہے۔ مشہور منتر ہے :-

دو اہلِ عمل جو ایک دُوسرے کے دوست ہیں۔ اور باہم گرہ پیوستہ ہیں۔ ایک ہی درخت (مادی دُنیا) سے وابستہ ہیں۔ ایک اپنے کئے کا لذیذ پھل کھاتا ہے۔ دوسرا بے کھائے نگران ہوتا ہے۔

(رگ وید ۱۔ ۱۶۴)

اسی درخت کی مثال کو مدنظر رکھکر کہا ہے :-

اے شجر دُنیا! یہ بندہ جو تجھ میں موجود ہے۔ اسے واپس کر دے (اپنے میں منہمک نہ کر) تاکہ منضبط پرمیشور کی قربت میں یہ اُن کاموں پاکیزہ میں مشغول ہو کر رہے۔ (اتھرو وید ۱۸۔ ۳۔ ۷۰) +

شجر جسم کو بھی کہا گیا ہے۔ اشو تھ کی تشبیہ جسم کے لئے بہت عام ہے۔ وید فرماتا ہے :-

द्वा सुपर्णा सयुजा सखाया समानं वृक्षं परिषस्वजाते ।
तयोरन्यः पिप्पलं स्वाद्वत्त्यनश्नन्नन्योऽभिचाकशीति ।

ऋ. १. १६४.

पुनर्देहि वनस्पते य एष निहितस्त्वयि । यथा यमस्य सादन आसातै विदथा वदन् ॥ अ. १८. ३. ७०.

(اے انسان!) نہ تجھے (جسم کا) شجر دبائے۔ نہ دوستی عالم محسوسات
(اتھروید ۱۸-۲-۲۵)

اے پُر جلال مرتاض! شانتی سے ریاضت کر۔ حد سے زیادہ ریاضت مت کر۔ اپنے جسم کو جلا نہ دے۔ تیرا نور بنوں میں ہو۔ تیرا جلال زمین پر پھیلے۔ (اتھروید ۱۸-۲-۳۶)

مولینا فرماتے ہیں :-

"مردہ جلاتے وقت اِن منتروں کا پڑھنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس وقت بھی جسم کے ساتھ رُوح کا تعلّق کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ ورنہ آگ اور زمین سے یہ دُعائیں فضول ہیں" (دیدوں کا بہشت صفحہ ۸)

شاعرانہ انداز سے دُنیائے دنی کو مخاطب کر دیا ہے۔ اِس خطاب کو آئین سے دُعا قرار دینا مولانا کا اپنا تخیل ہے۔ مُردہ جلاتے وقت بیراگ کے یہ خیالات دل میں قدرتاً اُٹھتے ہیں۔ انسان دُنیا سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ لاش تو بے جان پڑی ہے۔ اُسے جلایا بھی جا رہا ہے۔ آگ سے لاکھ منت سماجت کرو۔ وہ اُسے جلا کر ہی چھوڑے گی۔ قبر ہو تو محض کہنے سُننے سے اس کا بوجھ بھی ہلکا ہونے سے رہا۔ تو کیا اس صُورت میں بقول آپ دُعائیں فضول نہ ہونگی۔ درحقیقت دیکھنے والوں کے دل میں عبرت کا جذبہ پیدا کرنا مقصود ہے۔ مرے ہوئے بھائی کے جسم کو جلتا دیکھ کر اہل بصیرت کے دل میں اپنے جسم اور دُنیاوی تعلّقات سے گو نہ کنارہ کشی کا جذبہ پیدا ہوتا ہی ہے۔ وید اس حالت میں سبق دیتا ہے۔ کہ بھائی

मा त्वा वृक्षः सं बाधिष्ट मा देवी पृथिवी मही । अ. १८. २. २५.

शं तप माति तपो अग्ने मा तन्वं तपः । वनेषु शुष्मो अस्तु ते पृथिव्यामस्तु यद्धरः ॥ १८. २. ३६.

نہ وِیراگ ہی حد سے بڑھا ہے۔ نہ دُنیاوی لذات کے تموّج میں کلیتاً ڈوب جا۔
مولینا عادی ہیں۔ اِس خیال کے کہ مُردہ قبر ہیں پڑا رہتا ہے۔
جسم میں روح مقید رہتی ہے۔ کہیں قبر کا بوجھ اس پر زیادہ بھاری نہ ہو جائے
جگہ خالی چھوڑتے ہیں۔ اسے اسامی کے سپرد کرتے ہیں۔ وہی خیالات
یہ وید سے بھی وابستہ کرتے ہیں۔ اور پھر آپ کا رُدِ سخن آریہ سماج
کی طرف ہے اِیہ مُردے کو دبانا۔ اِسے روز قیامت تک لاشے ہیں محفوظ
سمجھنا۔ وہاں منکر نکیر سے ہمکلامی کا تصور وغیرہ کچھ معقول، عتقادات تو
ہیں نہیں۔ بجائے اس کے کہ اپنے عقیدے کو معقول بنائیں۔ دُوسروں کو
اپنے توہمات میں شریک کرنا چاہتے ہیں۔ یہ مولینا کی رفاقت کی خواہش۔
قابل قدر ضرور ہے۔ مگر وید پر زبردستی ہے۔ لاش کے جلنے پر اکھٹے ہوئے
لوگ وید کا کلام عبرت التزام اپنی زبانوں پر لاتے ہیں۔

(اے انسان!) تو آج دیکھتا ہے۔ شاید کل طبقہ نور میں اس سُورج
کو نہ دیکھے گا۔ اے عالم خاکی! جیسے ماں بچے کو لپیٹتی ہے۔ ایسے
ہی اس بندے کو (مجھ کو) ہر طرف سے محفوظ کر لے۔ (اتھروید
۱۸ - ۲ - ۵۰)

اس عالم پیری میں یہ لمحہ ہے۔ شاید دوسرا لمحہ نہ ہو۔ دوسرے جنم کی
کیفیت (کن ہے) اور ہو۔ اے عالم خاکی! جیسے بیوی خاوند کا پردہ بن
جاتی ہے۔ ایسے ہی تو اس انسان کا پردہ بن (اتھرو ۱۸ - ۲ - ۵۱)

इदमिद्वा उ नापरं दिवि पश्यसि सूर्यम् । माता पुत्रं यथा सिचाभ्येनं भूम ऊर्णुहि ॥ ५०

इदमिद्वा उ नापरं जरस्यन्यदितो परम् । जाया पतिमिव वाससाभ्येनं भूम ऊर्णुहि ॥ ५१

پرمیشور فرماتا ہے :-

میں تجھے عالم خاکی میں ایسا ڈھانپتا ہوں۔ جیسے ماں کے کپڑے

میں بچے کو ڈھانپا جاتا ہے۔ جیوں کے لئے جو رحمت ہے۔ وہ مجھ

میں (میری بیا) ہے۔ جو عالم برزگی کا توشہ ہے۔ وہ تیرا اپنا ہے۔

(اتھرو وید - ۱۸ - ۲ - ۵۲) :

انسان عمل کرتا ہے۔ اس کا پھل اسے دنیاوی زندگی کے درجات کی

صورت میں حاصل ہوتا ہے۔ تمام جیووں کے لئے جو نعمتیں عام ہیں۔ وہ

پرمیشور کی رحمت کا ہی پھل ہیں۔ درحقیقت انسان کے نیک اعمال کا ہاتھ

رحمت رحمانی اپنے ہاتھ میں لے کر اس کا بیڑا پار کر لی ہے :

رگ وید میں بھی فرمایا ہے :-

۱۰- پرکرتی ماتا کے پاس جا۔ اس کی وسعت بہت بڑی، بہت

بسیط ہے۔ تیرا بھلا کرنے والی ہے۔ تارکوں کے لئے اون کی طرح

نرم سدا جوان ہے۔ یہ تجھے پاپ کی زد سے بچائے :

۱۱- اے عالم خاکی مجھے بلند کر۔ دبا نہیں۔ اس بندے کو خوش

آمدید کہ۔ اس کی اچھی آؤ بھگت کر :

अभि त्वोर्णोमि पृथिव्या मातुर्वस्त्रेण भद्रया। जीवेषु भद्रं तन्मयि स्वधा पितृषु सा त्वयि ॥ ५२

अ. १८. २.

उपसर्प मातरं भूमिमेतामुरुव्यचसं पृथिवीं सुशेवाम्। ऊर्णम्रदाः युवतिर्दक्षिणावत एषा त्वा पातु निर्ऋतेरुपस्थात्।

ऋ. १०. १८. १०

उच्छ्वञ्चस्व पृथिवि मा निबाधथाः सूपायनास्मै भव सूपवञ्चना। माता पुत्रं यथा सिचाभ्येनं भूम ऊर्णुहि। ११

۱۲- اونچا بڑھانے والا عالم خاکی تیرے لئے رحمت ہو- ہزاروں نعمتیں تیرے پاس آئیں- تیرا گھر ہمیشہ گھی ٹپکاتا رہے- اس بندے کے لئے یہاں پناہیں ہی پناہیں ہوں ؛

۱۳- (ایشور فرماتا ہے) اس بسیط عالم کو تیرے چاروں طرف اُٹھاتا ہوں- (انسان کہتا ہے) اس ڈھیلے کا امین ہونے سے مجھے نقصان نہ ہو- اس عمارت کو بزرگ لوگ اُٹھائے رہیں ؛

انضباط دینے والا پرمیشور تیرے مسکن کو منضبط کرے (رگوید ۱۰-۱۸)

تیرھویں منتر میں مادی نعمتوں کو ڈھیلا کہا ہے- سنسکرت میں ایک مشہور شلوک ہے- جس میں پرائے دھن کو مٹی کا ڈھیلا سمجھنا خوش نظری سمجھا گیا ہے- مطلب یہ ہے- کہ انسان اِس قصر خاکی میں رہے تو سہی لیکن اس کو روح کی قبر نہ بنالے- مگر مولینا کو توان منتروں میں قبریں ہی قبریں کھدتی نظر آرہی ہیں- اپنے اپنے ادراک کی رسائی ہے- ہم نے اوپر بھی عرض کیا تھا -کہ وید میں تو قبر کے لئے کوئی لفظ ہی موجود نہیں- پھر یہ کیسے مانا جائے- کہ وید میں قبر بنانے کا حکم یا ذکر ہے ؛

مولینا کا اعتراض حسب ذیل ہے :-

۱۸- منتر مندرجہ صفحہ ۱۴- کیا مُردہ کو آگ میں جلاتے وقت عذاب محسوس کرتے یا- روح کے جسم میں تعلق ہو جانے پر دلالت نہیں کرتے

उच्छ्वञ्चमाना पृथिवी सु तिष्ठतु सहस्रं मित उप हि श्रयन्ताम् ।
ते गृहासो घृतश्चुतो भवन्तु विश्वाहास्मै शरणाः सन्त्वत्र ॥
उत्ते स्तभ्नामि पृथिवीं त्वत्परीमं लोगं निदधन्मो अहं रिषम् ।
एतां स्थूणां पितरो धारयन्तु तेऽत्रा यमः सादना ते मिनोतु ॥
—ऋ. १०. १८.

اور صفحہ ۱۵ کے منتر مُردوں کے دفن کرنے قبر بنانے اور خصوصاً
مُسلمانوں جیسی لحد والی قبر بنانے اور عام عقیدہ عذاب قبر کی
تصدیق نہیں کرتے۔ جبکہ مُردہ کو دھرتی ماتا کے سپرد کرنے کی مثال بچہ کو
ماں کے سپرد کرنے کی دی گئی ہے۔ تو کیا یہ محبّت آمیز اشارہ مُردہ جلانے
کی نسبت دفن کی فضیلت ظاہر نہیں کر رہا ؛

مولینا کی کتاب کے صفحہ ۱۴ تا ۱۶ کے منتر کتاب ہذا کے صفحہ ۱۲ تا ۱۳ پر درج ہوئے ہیں
اُن میں تو نہ قبر کا عذاب مذکور ہے نہ آگ کا۔ مولینا نے اپنے اسلامی عقائد
کے زیر اثر خواہ مخواہ زمین کو قبر اور درخت کو آگ تصوّر کر لیا ہے۔ وید کی تفسیر اگر
کوئی گورکن کرنے بیٹھے۔ تو مولینا کا ترجمہ اُس کے بڑے کام آئیگا۔ زمین کو جو
عالم مادی کی قائم مقام ہے۔ ماں کہنے سے غرض یہ ہے۔ کہ انسان معصوم
بچے کی طرح دُنیا میں زندگی بسر کرے۔ بیوی سے تعلّق یگیہ کا ہونا ہے بیوی
خاوند کا پردہ ہے۔ عالم مادی کو بیوی سمجھنا یعنی اس سے یگیہ کے طریقے سے
جس کی تشریح اُوپر ہو چکی ہے۔ متمتع ہونا جائز ہے۔ ہاں اُسے فریفتہ نہیں
بنانا چاہیئے۔ بال برہمچاری یا سنیاسی دُنیا کو ماں سمجھتا ہے۔ گرہست کرم
مارگ کا راہی اس سے شادی کرتا ہے۔ وید کی نظر میں عشرات دنیوی میں
انہماک بُرا ہے۔ اس سے منع کیا ہے ؛

میں اس خاک کے گھر میں ہی رہ نہ ہو جاؤں ۔ رگ وید
یہ بندہ اس عالم خاکی میں ڈیرہ نہ ڈال لے ۔ اتھر وید

نرک

گناہ خود دوزخ ہے

نرک کے لغوی معنی ہیں نیچے جانا۔ عالم تنزل۔ وید میں آیا ہے :-

۱- اے مقدس بزرگو! آج میری طرف راغب ہو۔ میں دل سے ڈرتا ہوا آپ کی خدمت میں آتا ہوں۔ ہمیں ناش کرنے والے (گناہ کے) بھیڑئیے سے اور قعر تنزل سے بچاؤ۔ دیجر وید ۳۳- (۵۱) ۔

۲- پاپیوں جھوٹوں۔ بے وفاؤں نے اس گہرے (تنزل کے) مقام کو پیدا کیا ہے۔ (رگوید ۴- ۵ - ۵) ؛

یعنی گراوٹ گنہگاروں کی اپنی کرتوت ہے۔ اس سے زیادہ نرک کے کسی خاص مقام ہونے کی کیا تردید ہو سکتی ہے ؟

اے رحمت و جلال! پاپی کے گرد پاپ ایسا جوش مارے۔ جیسے آگ میں دیگ (رگ وید ۷ - ۱۰۴ - ۱۲) ؛

अर्वाञ्चो अद्या भवता यजत्रा आ वो हार्दि भयमानो व्ययेयम्
त्राध्वं नो देवा निजुरो वृकस्य त्राध्वं कर्त्तादवपदो यजत्राः ॥
य. ३३. ५१.

पापासः सन्तो अनृता असत्या इदं पदमजनता गभीरम् ।
ऋ. ४. ५. ५.

इन्द्रासोमा समघशंसमभ्यघं तपुर्ययस्तु चरुरग्निवाँ इव ।

خود پاپ دوزخ کی آگ ہے۔ اس پر بھی اگر کوئی نرک کو خاص مقام بتلائے۔ تو بقولِ شاعر

ع بریں عقل و ہمت بباید گریست

۳۔ اے رحمت و جلال! بدکاروں کو اتھاہ۔ تاریک گڑھے میں ڈال دو۔ یہاں تک کہ ایسا ایک بھی پھر سر نہ اٹھا سکے۔ تمہارا پُرزور قہرآن کی شکست کے لئے ہو۔ ۳۔

۴۔ اے رحمت اور جلال کی طاقتو! گنہگار پر زمین و آسمان سے تیز قہر کا گھیرا ڈالو ۔ . . . . ۴۔

۵۔ اے رحمت اور قدرت! آسمان سے سُلگتی ہوئی آگ سے تپے ہوئے مضبوط بجروں کا گھیرا باندھ دو۔ لالچیوں کو قعرِ تنزل میں گرا دو۔ وہ چپ چپ اس حالت کو پہنچ جائیں ۔ ۵۔

۶۔ جو بھل کی بات کرنے والے پر پھبتیاں اُڑاتے ہیں۔ جو بھلے آدمیوں کو اپنی طاقت سے متہم کرتے ہیں۔ انہیں پرمیشور کی قدرت گناہ کے حوالے کرے۔ یعنی دُکھ کی گود میں بٹھائے۔ ۶ ۔

इन्द्रासोमा दुष्कृतो वव्रे अन्तरनारम्भणे तमसि प्रविध्यतम् ।
यथा नातः पुनरेकश्चनोदयत् तद्वामस्तु सहसे मन्युमच्छवः
इन्द्रासोमा वर्तयतं दिवो वधं सं पृथिव्या अघशंसाय तर्हणम् ॥

ऋ. ७. १०४. ४.

इन्द्रासोमा वर्तयतं दिवस्पर्यग्नितप्तेभिर्युवमश्म हन्मभिः ।
तपुर्वधेभिरजरेभिरत्रिणो नि पर्शाने विध्यतं यन्तु निस्वरम् ॥
ये पाकशंसं विहरन्त एवैर्ये वा भद्रं दूषयन्ति स्वधाभिः ।
अहये वा तान्प्रददातु सोम आ वा दधातु निर्ऋतेरुपस्थे ॥ ॥६

اِس منتر میں 'اہی'، اور 'رِتی'، یہ دو لفظ مستعمل ہوئے ہیں۔ اِن دونوں کے بمعنی گناہ بھی ہیں۔ اور نرک یا گناہ کی سزا بھی۔ انہیں کے حوالہ پرماتما کی قدرت انہیں کرتی ہے۔ سزا کا کیسا عمدہ تصوّر ہے۔ پاپی کے مارنے کو پاپ مہابلی ہے +

نرکن ۱۔ ۱۰ میں "نرک" لفظ کا اشتقاق دو طرح سے بتلایا گیا ہے
نی ۔ ری ۔ ک نیچے جانا۔ ن ۔ ی ک ۔ عدم راحت ﴿

ایک جگہ تادھت پریوگ (اضافی صورت) نارک استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی ہیں نرک کا۔ مولینا فرماتے ہیں۔ یہ لفظ عربی لفظ 'نار' سے بنا ہے۔ جس کے معنی آگ ہیں۔ تو کیا مولینا کا یہ خیال ہے۔ کہ دوزخ کا تصوّر وید میں قرآن کی سرزمین سے آیا ہے۔ وید حضرت مولینا کی اس عنایت کا نہایت مشکور ہے۔ نرک بمعنی تنزل یا رنج۔ خالص ویدک خیال ہے۔ اور نارک بمعنی نارِ جسمانی کا کوئی خاص طبقہ ابھی عربی سے حضرت مولینا لائے ہیں۔ ویدک عقیدے میں اس کی گنجائش ہی نہیں۔ اس لئے شکریہ کے ساتھ واپس ﴿

۱۱۔ وہ اپنے جسم اور اولاد کا دشمن ہو۔ تینوں لوکوں میں وہ نیچا دیکھے اُس کی شہرت مرجھا جائے۔ اے دیوتاؤ! جو ہمیں دن کو یا رات کو آزار دیتا ہے ﴿ ۱۱۔

۱۲۔ دانا آدمی کو اشارہ کافی ہے۔ سچا اور جھوٹا کلام ایک دوسرے کے رقیب ہیں۔ ان میں سے جو سچا اور سادہ سخن ہے۔ اسے پرمیشور

परः सो अस्तु तन्वा तना च तिस्रः पृथिवीरधो अस्तु विश्वाः ।
प्रति शुष्यतु यशो अस्य देवा यो नो दिवा दिप्सति यश्च नक्तम्॥११

کی رحمت محفوظ کرتی ہے - اور جھوٹے کلام کو ہلاک - ۱۲-

۱۳- پرمیشور کی رحمت پاپ کو بڑھوا نہیں دیتی - اس جنگ جو کی جو جھوٹ کو آسرا دیتا ہے ہمت نہیں بڑھاتی - شیطان کو مارتی ہے جھوٹے کا ناش کرتی ہے - یہ دونو اس پرجلال پھندے میں جکڑے ہوئے (بے خبر) سوتے ہیں - ۱۳-

۲۴- اے جلال ربانی! ساحر مرد اور طلسم سے ہلاکت پھیلانے والی عورت کا ناس کر - وہ (مرد اور عورتیں) جن کا کھیل عوام کا ہلاک کرنا ہے - اُن کی گردنیں اُڑ جائیں - وہ سُورج کو اوپر چڑھتا نہ دیکھ سکیں + ۲۴ ÷

۱۷- جو عورت رات کو اُلّو کی طرح پھرتی ہے - جسم کو چھپائے ہوئے عوام کی بد اندیشی کرتی ہوئی - وہ پرماتما کی مہربانی سے اتھاہ گڑھوں میں جا پڑے - ناصح اپنے کلام کے اثر سے شیطانوں (کی شیطنت) کو ہلاک کریں ÷ - ۱۷ -

सुविज्ञानं चिकितुषे जनाय सच्चासच्च वचसी पस्पृधाते ।
तयोर्यत् सत्यं यतरदृजीयस्तदित् सोमोऽवति हन्त्यासत् ॥१२
न वा उ सोमो वृजिनं हिनोति न क्षत्रियं मिथुया धारयन्तम् ।
हन्ति रक्षो हन्त्यासद्वदन्तमुभाविन्द्रस्य प्रसितौ शयाते ॥१३
इन्द्र जहि पुमांसं यातुधानमुतस्त्रियं मायया शाशदानाम् ।
विग्रीवासो मूरदेवा ऋदन्तु मा ते दृशन्त्सूर्यमुच्चरन्तम् ॥२४
प्र याजिगाति स्वर्गलेव नक्तमप द्रुहा तन्वं गूहमाना ।
वव्रॉं अनन्ताँ अव सा पदीष्ट ग्रावाणो घ्नन्तु रक्षस उपब्दैः ॥१७

۱۹- آسمان سے پتھروں کی بارش کر۔ اے جلال ربانی! جسے رحمت
نے حوصلہ دیا ہے۔ اُسے عبرت دے۔ آگے پیچھے۔ نیچے اور اُوپر
سے شیطان پر مصیبت کا پہاڑ گرا ÷ ۱۹-

اُوپر کے چھ منتروں میں ایشور اپنی دو طاقتوں جلال اور رحمت کو
حکم دیتا ہے۔ کہ پاپی کے ساتھ کیسا سلوک کرو۔ گناہ بھیڑیا ہے (یجر وید ۳۳
۵)۔ گناہ گار اپنی گراوٹ کا گڑھا آپ کھودتا ہے۔ (رگ وید ۴-۵-۵)
خود گناہ دوزخ کی آگ ہے۔ (رگ وید ۷-۱۰۴-۲)۔ گنہگار پر زمین
آسمان قہر برساتے ہیں۔ (۴) وہ چپ چاپ قعر تنزل میں جا پڑتا ہے
(۵)، پاپی کے مارنے کو پاپ مہابلی ہے۔ (۹)، گناہگار کا اپنا جسم اور
اولاد تک اُس کا ساتھ نہیں دیتے۔ وہ خود اُن کا دشمن بنتا ہے۔ (۱۱)
جھوٹے پر رحمت جھوٹ کو بڑھاوا دیتا ہے۔ موذی اور جھوٹا پرمیشور
کے جلال کے پھندے میں بے خبر سوتے ہیں۔ ۱۳ ÷
یہ ہے وید کا بیان کردہ نرک ÷

प्र वर्तय दिवो अश्मानमिन्द्र सोमशितं मघवन्त्सं शिशाधि ।
प्राक्तादपाक्तादधरादुदक्तादभि जहि रक्षसः पर्वतेन ॥१९
ऋ. ७. १०४.

برہمن کی گائے

ویدک علم ادب کے جاننے والوں کو معلوم ہے۔ کہ برہمن کے معنی اِن کتب میں کسی خاص ذات کا آدمی نہیں۔ بلکہ ایسا شخص ہے۔ جو عالم تو ہے مگر اُس نے اپنا علم پرمیشور اور اُس کی مخلوق کے لئے وقف کر دیا ہے عبادت ہی جس کی دولت ہے۔ خدمتِ خلق ہی جس کا سرمایہ ہے ریاضت جس کی عشرت ہے۔ سادگی جس کا زیور ہے۔ صداقت جس کی بادشاہت ہے۔ اور خوفِ خدا جس کی شجاعت ہے۔ ایسے شخص کے لئے وید فرماتا ہے۔

جو برہمن پر تھو کتے ہیں۔ جو اس پر ٹیکس لگاتے ہیں۔ وے خون کی ندی میں بال کھاتے ہوئے دن کاٹتے ہیں (اتھروید ۵-۱۹-۱۳)

یعنی اُن کی عاقبت خراب ہوتی ہے۔ برہمن کی تحقیر کرنا اور اُس پر ٹیکس لگا کر اُس کی پونجی خزانہ سرکار میں لانا۔ گویا خون کی ندی بہانا۔ اور اُس میں بالوں کو کھاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ کسی ولی اللہ کا پیسہ راجا کے لئے حرام ہے۔ اُسے تکلیف نہیں دینی چاہئے ؛

جو برہمن کو خوردنی (لقمہ تر) مانتا ہے وہ زہر ہلاہل پیتا ہے۔ (اتھروید ۵-۱۸-۴)

ये ब्राह्मणं प्रत्यष्ठीवन् येवाऽस्मिन् शुल्कमीषिरे ।
अस्नस्तेमध्ये कुल्यायाः केशान् खादन्त आसते ।। अ. ५. १९. ३.
यो ब्राह्मणं मन्यते अन्नमेव स विषस्य पिवति तैमातस्य ।

راج کے متعلق وید نے ایک خوبصورت استعارے کا استعمال کیا ہے۔ ملک ایک گائے ہے۔ راجہ اُس کا امانت دار ہے۔ برہمن اس گائے کے مالک ہیں۔ ایسے اولیاء اللہ جنہوں نے غریب رہنے کا عہد کیا ہے۔ جو گذارہ شکمی کے سوا اور دھن اپنے پاس آنے ہی نہیں دیتے۔ ملک دراصل اُن کا ہے۔ وہ رعایا کے محافظ ہیں۔ جب چاہیں وہ راجہ کو برطرف کر سکتے ہیں۔ راجہ ظلم کر رہا ہو تو برہمن اُسے راج سے علیحدہ کر دیں۔ اگر ایسے موقعے پر راجہ گدی چھوڑنے سے انکار کرے۔ تو اُس کا حشر بُرا ہوگا۔

وید فرماتا ہے:۔

برہمن کو زبان بنا کر دیوتاؤں نے گائے مانگی۔ دینے سے انکار کرنے سے وہ خطاکار، ان سب کا غصہ سہیڑتا ہے ؛

(اتھرووید ۱۲-۴-۲۰)

جو انسان اپنی زندگی رفاہِ عام کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ وہ سب دیوتا ہیں۔ وہ برہمن جو اپنا علم۔ وہ کشتری جو اپنی شجاعت۔ وہ ویش جو اپنا دھن رفاہِ عام میں لگاتا ہے۔ وہ دیوتا ہے۔ دراصل انسانی زندگی ایک یگیہ ہے۔ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق سب کو اس میں آہوتی ڈالنی چاہئے۔ سلطنت ایسے لوگوں کی مِلک ہے۔ اگر راجہ سلطنت کے حق سے اُن لوگوں کو محروم کرتا ہے۔ تو وہ چور ہے۔ وید نے اُسے "مانُش" کہا ہے۔ دیو نہیں۔ جب لفظ "منشیہ" دیو کے مقابلے میں آئے۔ تو اس کے معنی ہوتے ہیں خطاکار۔ برہمن فنافی القوم لوگوں کا قائم مقام ہوتا ہے

देवा वशामयाचन् मुखं कृत्वा ब्राह्मणम् । तेषां सर्वेषामददद्धेडं न्येति मानुषः ॥ अ. १२. ४. २०.

پھر کہا ہے :-

ملک راجہ کی ماں ہے - پہلے سے ہی یہ نظام ایسا ہی رہا ہے - یہ گائے جو براہمنوں کو دی جاتی ہے - وہ درحقیقت (اس کا) دینا نہیں ہے - کیونکہ برہمن کی اپنی غرض اس کے لینے میں کچھ ہے ہی نہیں

جیسے گھی چمچوں میں ڈالا ہؤا انہیں آگ کی طرف لے جاتا ہے - اسی طرح ملک برہمن کے حوالے کرتا ہؤا (راجہ) اسے (گویہ) کی آگ یا پرمیشور کی نذر کرتا ہے - ۳۴ -

قانون کی حکومت میں ملک نذر کرنے والے کی ساری خواہشیں پوری ہوتا ہے - اور اگر مانگنے پر نذر کرنے سے انکار کرے - تو (اس کا نتیجہ) عالم دوزخ کہا جاتا ہے - ۳۶ *

مطلب یہ کہ ایسی حالت میں بغاوت ہو جاتی ہے *

جو دشمن سے راہ و رسم بڑھاتا ہے - اور دوست کے آزار کے درپے ہے

جو عمر سے بڑا ہو لیکن ہو بیوقوف اسے چھوٹا کہتے ہیں - (اتھر ۲۰-۱۲۸-۲)

بزرگی بعقل است نہ بسال *

वशा माता राजन्यस्य तथा संभूतमग्रशः । यस्या आहुरनर्पणं यद् ब्रह्मभ्यः प्रदीयते ॥ ३३.

यथाज्यं प्रगृहीतमालुम्पेत् स्रुचो अग्नये । एवाह ब्रह्मभ्यो वशामग्नय आ वृश्चते ददत् ॥ ३४.

सर्वान् कामान् यमराज्ये वशा प्रददुषे दुहे । अथाहुर्नारकं लोकं निरुन्धानस्य याचिताम् ॥ ३६.

यो जाम्या अप्रथयस्तद् यत् सखायं दुधूर्षति ।
ज्येष्ठो यदप्रचेतास्तदाहुरधरागिति ॥ अ. २०. १२८ २. ॥

محبّت کے جادو سے پست کئے ہوئے میرے دشمن ساتھیوں سمیت بے حرکتی کے عالم میں پہنچ گئے۔ وہ قعر پستی میں جائیں گے ہی ؞

(اتھروید ۱۰ - ۳ - ۹)

۵ زباں کھولیں گے مجھ پر بدزباں کیا بدشعاری سے
کہ میں نے خاک بھر دی اُنکے منہ میں خاکساری سے

لالچ - ایذا اور ساحری (مکاری) ان کا مقام نیچے ہو - (اتھروید ۲ - ۱۴/۳)
یعنی سوسائٹی میں ان عیبوں والوں کی عزّت نہ ہو ؞

اے عیب فانی! تو نہیں رہے گا۔ نہیں مریگا۔ مت ڈر۔ وہاں نہ مرتے ہیں۔ نہ تنزل کی تاریکی میں جاتے ہیں۔ تاہم وہاں گائے۔ گھوڑا انسان اور حیوان زندہ ہو جاتا ہے۔ جہاں یگیہ کیا جاتا ہے۔ جو زندگی کے لئے راحت کی فصیل ہے۔ (اتھروید ۸ - ۲ - ۲۴ تا ۲۵) ؞

یگیہ خدا کے واسطے کے کام کو کہتے ہیں۔ جہاں فنا فی اللہ لوگ رہتے ہیں۔ وہاں انسان تو انسان۔ حیوان بھی گویا نئی زندگی پاتے ہیں۔ عبادت اور

वरणेन प्रव्यथिता भ्रातृव्या मे सबन्धवः । असूर्तं रजोऽप्यगुस्ते यन्त्वधमं तमः ॥ अ. १०, ३. ९.

असौ यो अधराद्गृहस्तत्र सन्त्वराय्यः । तत्र सेदिन्र्युच्यतुसर्वाश्च यातुधान्यः ॥ अ. २, १४. ३.

सोऽरिष्ट न मरिष्यसि न मरिष्यसि मा बिभेः । न वै तत्र म्रियन्ते नो यन्त्यधमं तमः ॥ ८. २. २४.

सर्वो वै तत्र जीवति गौरश्वः पुरुष पशुः । यत्रेदं ब्रह्म क्रियते परिधि जीवनाय कम् ॥ अ. २५. ८. २.

نسیات کا کرۂ ہوائی ذی شعور۔ غیر ذی شعور سب پر اپنا روحانی اثر ڈالتا ہے
مولانا نے ان منتروں کے کچھ ایسے معنے کئے ہیں۔ جو نہ لغت کی رُو سے درست ہیں۔ نہ گرامر کی رُو سے۔ مثلاً اتھرووید ۲۰-۱۲۸-۲ کا ترجمہ کیا ہے :-

بیوقوف جو بڑے کی تحقیر کرتا ہے۔ نچلے عالم میں ہے ؛

منتر میں، بیوقوف اور بڑا صفت موصوف ہیں۔ اتھروید ۲-۲۸-۲۴ کے کسی حصہ کا ترجمہ کیا ہے ؛

اسفل ترین تاریک مقام میں مت جا۔

ہم نے ۲۴ ویں اور ۲۵ ویں دونو سالم منتروں کا ترجمہ عرض کر دیا ہے۔ تنزل کی تاریکی کا ذکر تو ۲۴ ویں منتر میں ہے۔ لیکن امر کا صیغہ وہاں ہے ہی نہیں۔ اتھروید ۱۰-۳-۹ میں لفظ ورن آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں محبت۔ مولانا نے ورن لکھا ہے ؛

مولانا فرماتے ہیں :-

۲۰- اگر نرک آپ کے خیال کے مطابق اس دنیا میں ہے۔ تو بتلائیے کہ حسب تصریحات وید منتر مندرجہ صفحہ ۱ تا ۲۵- اس دنیا میں وہ اسفل ترین مقام کون سا ہے۔ کہ جس کو پاتال ہماری نسبت سے نہایت گہرا کنواں اور اشد تاریک مقام کہ جہاں سے کبھی بھی واپس نہ آئے۔ کہا گیا ہے۔ اور پھر اس میں بھالے۔ گرز۔ خوفناک سانپ۔ آگ کے ابد تک جلنے والے شعلے۔ اندر دیو کی ہتھکڑیاں۔ جبری شکنجے موجود ہیں۔ خون کی ندی میں کھانے کے لئے بال اور خوفناک سانپ کا پینے کے لئے زہر ہے ...... مگر ان صاف اور صریح حوالہ جات

تاویل ہو سکتی ہے۔ تو بائبل اور دیگر کتب مذاہب کے اس قسم کے حوالجات کی کیوں تاویل نہیں ہو سکتی۔ اگر ان کی بھی ہو سکتی ہے تو پھر ستیارتھ سملاس ۱۳-۱۴ وغیرہ میں دیانند نے غیر مذاہب کے اس عقیدہ پر اعتراضات کیوں کئے؟ جبکہ اُن کے گھر میں یہ سب کچھ موجود تھا ۔

ویدوں کی تصریحات اپنا مطلب خود بتاتی ہیں - جیسا اُوپر ظاہر ہو چکا ہے۔ اہل ادراک اِن کے متعلق کسی غلط فہمی میں نہیں پڑ سکتا۔ وید میں متذکرہ نرک ہے ہی دُنیا میں۔ وہ دیگر کسی خاص مقام کا نام ہو ہی نہیں سکتا۔ مولانا سے اتنی عرض ضرور ہے۔ کہ براہِ نوازش وید کے وہ الفاظ بتائیں۔ جن کے معنے انھوں نے "ابد تک جلنے والا"۔ "جہاں سے کبھی واپس نہ آئے" کیا ہے۔ وید کا دوزخ پاپ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے جب تک رُوح پر پاپ کا اثر موجود ہے۔ تبھی تک وہ خود دوزخ ہے۔ اس دوزخ کی تعمیر پاپ سے ہی ہوئی ہے۔ پاپ ہی آگ جلاتا ہے۔ اور پاپ ہی اپنا آپ کنوآں کھودتا ہے بائبل اور دیگر کتب مذہبی یعنی قرآن شریف کے اقوال کی تاویل ان کتب کے اپنے پیروؤں کا کام ہے۔ مگر پہلے آپ رشی دیانند کی تقلید میں دوزخ کا وقوع اسی دُنیا میں ماننے تو سہی۔ ویدوں کے اس عقیدے کے قائل تو ہو جئے کہ معصیت کا عالم ہی جہنم ہے۔ جو موت کے بعد کسی دوسرے طبقے میں نہیں۔ بلکہ موجودہ اور آئندہ زندگیوں میں۔ اِس عالم محسوسات ہی میں رُوحانی، ذہنی اور جسمانی تکالیف کی صُورت میں وارد ہوتا ہے۔ اِس کے بعد تاویل کا سوال پیش ہو گا۔ ورنہ اعتراضات کا موقعہ تو جیسے آپ نے خود تسلیم فرمایا ہے۔ ہے ہی

اعتراض نمبر ۳۴ -

سوامی دیانند اور آریہ سماج کا خیال ہے - کہ دنیا کی ابتدائی آبادی ملک
تبت میں ہوئی - آیا اس کا کوئی ثبوت کسی مستند ہندو شاستر میں ہے؟ اگر
ہے تو حوالہ دیا جاتا ہے - اور اگر نہیں تو یہ جھوٹ کیوں تراشا گیا؟ لفظ تروشٹپ
کے معنی سوامی جی نے "تبت" کس لغت کی بنا پر کئے ہیں؟

لفظ "تروشٹپ" مولانا کی بحث میں کیسے آپڑا؟ وید میں لکھا تھا "وشٹپ"
جس کے معنی ہیں "مقام" - تروشٹپ لفظ وید میں ہے ہی کہاں؟ دنیا کی
ابتدائی آبادی کہاں ہوئی؟ اس سوال کا سورگ کی بحث سے تعلق ہی کیا؟
لیکن مولینا ہیں کہ متعلق غیر متعلق سب طرح کے سوال گھڑتے ہی جاتے
ہیں - رشی دیانند کے نظریہ دربارہ آبادی اولین کے متعلق تحقیقات کرنی
منظور ہو تو رشی دیانند نے جہاں یہ نظریہ پیش کیا ہے وہاں دیکھئے - اگر
رشی دیانند نے کوئی حوالہ تحریر کیا ہو - تو اسے ڈھونڈھ لیجئے - ورنہ رشی کا
اپنا خیال قیاس فرمائیے - دیگر اہل الرائے اس بارے میں اپنی رائے پیش کر رہے
ہیں - رشی نے بھی اپنی رائے پیش کر دی - وہ رائے معقول بھی ہے - اور
اس پر الگ بحث بھی کی جا سکتی ہے - اس پر آپ اتنے گرم کیوں ہوئے؟
کہ ایک حقانیت کے پتلے پر جھوٹ تراشنے کی تہمت لگا دی - رشی کا
خیال ہے - کہ لفظ "تروشٹپ" بگڑ کر تبت بن گیا ہے - یہ سوال فلالوجی

کا ہے۔ اس پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیے۔ دشنام دہی سے مطلب؟ جب سے "تروشٹپ" کے معنے سورگ لئے گئے ہیں۔ سورگ کی تلاش کوہ ہمالیہ کے اُس پار کیجاتی رہی ہے۔ مہابھارت میں مذکور پانڈوں کا سفر ہی ملاحظہ فرمالیجئے۔ کوہ ہمالیہ کے پار تبت ہی تو ہے۔ وہاں تروشٹپ کی تلاش صاف اشارہ ہے اس بات کا کہ تروشٹپ سے مراد تبت ہے۔ آپ بہ لفظ "تبت" کا کوئی اور مخرج تجویز فرما دیجئے۔ تب آپ کا حق ہوگا۔ کہ رشی کی فلالوجی پر حرف رکھیں۔ آپ خواہ مخواہ ناراض کیوں ہو گئے؟

اعتراض۔ جب تمام لغت نویس تروشٹپ کے معنے بہشت بیان کرتے ہیں۔ تو کیوں نہ مان لیا جاوے کہ پہلی انسانی خلق بہشت میں ہوئی تھی

کیا ان لغت نویسوں نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "پہلی انسانی خلق" تروشٹپ میں ہوئی تھی؟ معنی تو آپ نے لئے دوسرے لغت نویسوں سے اور نظریہ لے لیا رشی دیانند کا۔ اس بھان متی کے کنبے سے آپ کو کیا حاصل؟ کہتے ہی ہیں

تعجب رہ مصنف نیکو کنند بیاں

رشی کا نظریہ لیا ہے۔ تو معنی بھی رشی کے قبول فرمائیے۔ اور جو معنے دیگر لغت نویسوں کے قبول ہوئے ہوں۔ تو نظریہ بھی اُنہیں کا منظور ہو۔ بھلا مولینا! وہ وید کا حوالہ کہاں ہے۔ جس کی تائید میں ان لغت نویسوں کا اذکار حلقۂ تحریر میں آیا ہے؟ آپ اپنے اس ابتدائی قول کو یاد فرمائیے۔ کہ آپ بحث ویدوں ہی پر کرینگے۔ اور اس کی تائید میں دوسری کتب کے حوالجات پیش کریں گے ❊

پرمیشور فرماتا ہے :-

تُو نے لالچ کو نیست و نابود کر دیا ہے۔ راحت کو حاصل کیا ہے۔ مبارک کارِ ثواب کے عالم میں پہنچ گیا ہے۔ پس میں تجھے موروثی پاپ جس سے تیرے مُتعلقین بدنام ہیں یعنے دشمنی، اور (اُس کی) اذیت کے کمندسے آزاد کرتا ہوں۔ تجھے اپنے علم کے عطیّہ کے ذریعہ بیگناہ بناتا ہوں۔ زمین و آسمان دونوں تیرے لئے برکت کا باعث ہوں۔

(اتھروید ۲-۲-۱-۷) پ۴

بُرے خاندان میں پیدا ہو کر بھی اِنسان اپنے آپ کو نیک بنالے۔ تو پرماتما اُس پہ اپنی رحمت کا سایہ ڈال کر بدبخت کو بھی نیک بخت بنا دیتے ہیں ؛

جس راستے سے عارف نجات کے وسیلے جسم کو چھوڑ کر عالم راحت میں

अहा अरातिमविदः स्योनमप्यभूर्भद्रे सुकृतस्य लोके। एवाहं त्वां क्षेत्रियान्निर्ऋत्या जामिशंसाद्द्रुहो मुञ्चामि वरुणस्य पाशात्। अनागसं ब्रह्मणा त्वा कृणोमि शिवे ते द्यावापृथिवी उभे स्ताम्।

अ. २. १०. ७.

پہنچتے ہیں۔ اسی سے شہرت کے خواہش مند، یگیہ کے برت سے، ریاضت کے ذریعے، کارِ ثواب کے عالم میں پہنچیں (اتھروید ۴-۱۱-۶) مہ

یہاں جسم کو صاف نجات کا وسیلہ کہا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ نجات کی ابتدا جیتے جی ہوتی ہے +

نورانی۔ نیک قوت والے عظیم آتما کو گھی اور دودھ کے ساتھ مستعد کرتا ہوں۔ اس سے میں روحانی ترقی کی منزلیں طے کرتا ہوا کارِ ثواب کے اعلیٰ عالم راحت میں پہنچ جاؤں۔ (اتھروید ۴-۱۴-۶) مہ

گھی اور دودھ کا استعمال آتما کو یگیہ کے لئے مستعد کرنے کی غرض سے ہی کرنا چاہیئے ع

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است

کسی گذشتہ باب میں یگیہ کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے بتایا تھا کہ غریب سے غریب کو بھی اس فرض کی ادائیگی کا موقعہ دینے کے لئے وید چاول کے بھات کی آہوتی دینے کا ارشاد فرماتا ہے۔ کھانے سے پہلے ہر ایک خانہ دار کو پہلے دوسروں کو کھلا لینا چاہیئے۔ یگیہ کے کنڈ میں کسی خوردنی چیز کا ڈالنا اپنے طعام کا حصہ دار تمام اُن ذی روحوں کو بنانا ہے۔ جو ہوا کے سہارے جیتے ہیں۔ اودن اسی یگیہ کے بھات کو کہا جاتا ہے۔ اصطلاح میں اودن پکانے کے معنے ہیں یگیہ کرنا۔ مہر

ये देवाः स्वरारुहुर्हित्वा शरीरममृतस्य नाभिम् । तेन गेष्म सुकृतस्य लोकं घर्मस्य व्रतेन तपसा यशस्यवः ॥ अ. ४. ११. ६.

अजमनज्मि पयसा घृतेन दिव्यं सुपर्णं पयसं बृहन्तम् । तेन गेष्म सुकृतस्य लोकं स्वरारोहन्तो अभिनाकमुत्तमम् ॥ अ. ४. १४. ६.

ایک وہ کام جو رفاہ عام اور عالم کے قوام کو مدنظر رکھ کر کیا جائے۔ یگیہ ہے۔ شادی پتری رن اتارنے کی غرض سے کی جائے۔ اور اس کا مقصد شہوت رانی نہیں۔ بلکہ ایک مقدّس فرض کی تکمیل ہو تو وہ بھی ایک یگیہ ہے۔ گرہست کا ذکر کرتے ہوئے وید فرماتا ہے:-

جو توسیع جنس کا یگیہ کرتے ہیں۔ (لفظی معنی ہیں توسیع جنس کا بھات پکاتے ہیں) ضبط نفس اُن کی قوتِ مردمی کو کم نہیں ہونے دیتا۔ ایسا آدمی خانہ دار ہوکر خانہ داری کے فرائض کو خوش اسلوبی سے ادا کرتا ہے (لفظی معنی رتھ کا سوار ہوکر رتھ کا سفر کرتا ہے)۔ اور طاقت پرواز سے عالم نور کی سیر کرتا ہے۔ (اتھرو ۴-۳۴-۴) ؛ ۵۵

وید کے محاورے میں رتھ خانہ داری کے عالم کو کہتے ہیں۔ یہاں پرواز سے مراد روحانی اُڑان ہے۔ اسی سوکت کے پہلے منتر میں وید کے منتروں کو یگیہ کے پر کہا گیا ہے ؛

یگیوں میں یہ وسیع اور عظیم یگیہ ہے۔ توسیع جنس کا یگیہ کرکے انسان سورگ میں داخل ہوتا ہے۔ (۴-۳۴-۵) ۵۵

میں اس توسیع جنس کے یگیہ کو۔ دنیا میں حاصل کردہ سورگ کو برہمنوں پر منحصر کرتا ہوں۔ میرا یہ یگیہ زائل نہ ہو۔ اپنے آپ کو قائم رکھنے کی طاقت سے سرسبز رہے۔ یہ میری سب صورتیں اختیار کرنیوالی

विष्टारिणमोदनं ते पचन्ति नैनान् यमः परिमुष्णाति रेतः ।
रथी ह भूत्वा रथयान ईयते पक्षी ह भूत्वा ति दिवः समेति ॥

अ. ४. ३४. ४.

एष यज्ञानां विततो वहिष्ठो विष्टारिणं पक्त्वा दिवमाविवेश ॥

अ. ४. ३४. ५.

کام دھین بنی رہے ۔ (34-34-8) ؛

عالمِ خانہ داری کو سب سے بڑا یگیہ کہا ہے ۔ کیونکہ اُسی پر جنس کا قائم رہنا منحصر ہے ۔ یوں تو ہر یگیہ کے پروہت (پیشوا) برہمن ہی ہوتے ہیں مگر خانہ داری کا کوئی غرض فنا فی اللہ عارفوں کی مدد اور پیشوائی کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا ۔ اگر عالمِ خانہ داری میں ضبطِ نفس کا انضباط رکھا جائے تو نسلیں بنی رہتی ہیں ۔ اور مُرادیں مانگنے سے پہلے پوری ہو جاتی ہیں ۔ طاقت مردمی (ویریہ) فی الواقع کیمیا ہے ۔ یہی وہ طاقت ہے ۔ جس کا ضبط ہر طرح کی جسمانی ۔ ذہنی ۔ رُوحانی کوشش کو کامیاب بناتا ہے ؛

جو موقعے اور محل کو مدِّنظر رکھ کر بندھے ہوئے کی حفاظت کرنے میں (والی) امداد دیتا ہے ۔ وہ اِس عالمِ راحت کی طرف ترقی کرتا ہے جس میں طاقت ور کمزور پر ٹیکس نہیں لگاتا ۔ (ہر 3-29-3) ؛

یہاں لفظ لوک کا استعمال موقعے اور محل کے لئے ہُوا ہے ۔ کسی کی حفاظت کرنے میں موقعے اور محل کو ضرور دھیان میں رکھنا چاہئے ۔ دُنیا کی وہ حالت واقعی عالمِ راحت ہو گی ۔ جب طاقت ور کمزوروں سے جبراً محصول نہ لیا کریں گے ۔ بے غرض امداد کا جذبہ بڑھانا اس حالت کی طرف قدم بڑھانا ہی تو ہے ؛

اے آتما ! تو اہلِ ثواب کے عالم کی طرف ترقی کر ۔ طاقت ور اہلِ شعور

इसमोदनं निदधे ब्राह्मणेषु विष्टारिणं लोकजितं स्वर्गम्। स मे मा क्षेष्ट स्वधया पिन्वमानो विश्वरूपा धेनुः कामदुघा मे अस्तु। अ.४।३४।८

यो ददाति शितिपादमविं लोकेन संमितम्।
स नाकमभ्यारोहति यत्र शुल्को न क्रियते अबलेन बलीयसे।
—अ.३।२९।३

کی طرح تمام مشکلات کو عبور کرکے پانچوں حواس پرماتما کی نذر کئے ہوئے!
نذر کرنے والے کو اطمینان سے بھر دیں ٭ (اتھرووید ۹ - ۵ - ۹)

سخاوت کرنے والے اعلیٰ عالم نور کو حاصل کرتے ہیں۔ گھوڑا دینے والے
جلال کے ساتھ قائم رہتے ہیں۔ انوار معرفت کی اشاعت کرنے والے
نجات حاصل کرتے ہیں۔ روئی دینے والوں کی آئندہ بخت اعمر دراز
ہوتی ہے ٭ (رگوید ۱۰ - ۱۰۷ - ۲)٭

برہمن رُوحانی علوم کا دان دیتا ہے۔ کھشتری گھوڑے وغیرہ کا۔ جو
شجاعت کی علامت ہے۔ دُوسرے لوگ روٹی کپڑا دے سکتے ہیں ٭

آتما پانچوں حواس کے ساتھ نذر کیا ہُوا گناہ کو روک کر عالم راحت میں
جاتا ہے۔ اس سے ہم نُور کے عالموں کو حاصل کریں (اتھرو ۹ - ۵ - ۱۸)

(اے عورت اور مرد!) اس کا آغاز کرو۔ اور اچھی طرح سے نبھاؤ۔ اس عالم
(خانہ داری) سے اہل اخلاص عہدہ بر آ ہوتے ہیں۔ جو تم نے پکی ہوئی
آہوتی آگ میں ڈالی ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے اے بیوی اور
خاوند! مل کر کوشش کرو۔ (اتھرووید ۶ - ۱۲۲ - ۳) ٭

अजा रोह सुकृतां यत्र लोकः शरभो न चत्तोऽति दुर्गाण्येषः।
पञ्चौदनो ब्रह्मणे दीयमानः स दातारं तृप्त्या तर्पयाति ॥अ.६.५.६

उच्चा दिवि दक्षिणावन्तो अस्थुर्ये अश्वदाः सह ते सूर्येण ।ऋ.१०।१०७।२
हिरण्यदा अमृतत्वं भजन्ते वासोदाः सोम प्रतिरन्त आयुः।

अजः पक्वः स्वर्गे लोके दधाति पञ्चौदनो निर्ऋतिं बाधमानः।
तेन लोकान् सूर्यवतो जयेम ॥ अ. ९. ५. १८

अन्वारभेथामनुसंरभेथामेतं लोकं श्रद्दधानाः सचन्ते ।
यद्वां पक्वं परिविष्टमग्नौ तस्य गुप्तये दम्पती संश्रयेथाम् ॥
अ. ६. १२२. ३.

شادی کے وقت دولہا اور دُلہن یگیہ کرتے ہیں۔ یہ گویا گرہست کے فرائض سرگرمی سے ادا کرنے کا عہد ہوتا ہے۔ خانہ داری کے فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اخلاص کی بھی ضرورت ہے۔ اور باہمی اتفاق اور محبت کی بھی۔ اس منتر میں لکھا ہے "اس لوک کو" مولفنا نے ترجمہ کیا ہے۔ "اُس بہشت کو" اس لوک کے معنی تو یہی دُنیا ہے۔ اس عالم خانہ داری کو سورگ کہا ہے۔ مگر وہ ہے یہیں۔ "انیم ادکم"۔

عالم خانہ داری سے فارغ ہو کر کوئی شخص بان پرستھ یا سنیاس لیتا ہے۔ وہ سب مال و دولت دان کر دیتا ہے۔ مگر ایسا کرنا ممکن تبھی ہو سکتا ہے جب گرہستی کی حالت میں بھی یہ ترک کا رجحان رہا ہو۔ اور خانہ دار نے اپنے آپ کو اس دولت کا امین سمجھا ہو۔ ایسے اشخاص کا مبارک جذبہ وید میں اس طرح مرقوم ہے:-

یہ میرا نور ہے۔ یہ کھیت (عالم عمل) سے پکا ہوا زریں امرت پھل میرا ہے۔ یہ کام دھین میری ہے۔ میں اس دولت کا برہمنوں کو امین بناتا ہوں۔ بزرگوں میں جانے کا راستہ اختیار کر رہا ہوں۔

(اتھروید ۱۱-۱-۲۸)

تجربات عالم سے فائدہ اٹھا کر۔ اور روحانی مشاغل کو قائم رکھکر کوئی شخص تارک الدنیا ہو تو اُسے مال و دولت رفاہِ عام کے کام میں لگا دینی چاہیے۔ برہمن ایسی دولت کے امین ہوتے ہیں۔ منتر میں برہمنوں کو امین بنانے کو کہا ہے۔ دے دینے کو نہیں۔ اسی منتر میں سورگ کا راستہ کی صفت کے

इदं मे ज्योतिरमृतं हिरण्यं पक्वं क्षेत्रात् कामदुघा म एषा ।
इदं धनं निदधे ब्राह्मणेषु कृण्व पन्थां पितृषु यः स्वर्गः ॥
अ. ११. १. २८

طور پر آیا ہے۔ سوہ کے معنی نور یا راحت سورگ کے معنے جانا یعنی
راہ نور۔ یہاں سورگ کو کوئی خاص طبقہ کیسے بنایا جائے گا۔؟

مولینا کا اعتراض

اعتراض نمبر ۱۳۶۔ برہمنوں کو کھیر کھلانے۔ خیرات وغیرہ سے بہشت کس طرح مل جاتا ہے؟ (صفحہ ۶۵ - ۶۶)؛

کھیر کھلانے والوں سے پوچھئے۔ وید میں اس بات کا ذکر ہی کہاں ہے؟ وید کا کوئی لفظ یا فقرہ ایسا بتائیے۔ جس میں برہمنوں کو کھیر کھلانے کا دُور کا ہی اشارہ ہو؟ ہاں کسی سناتنی دوست سے چھیڑ پر طبیعت آمادہ ہو تو اور بات ہے۔

اے روحانیت کے شعلے! تجھے روشن کیا گیا ہے ریاضتوں سے روشن ہو۔ اے علیم! مقدس انوار کے شیتلوں کو یہاں لا۔ اے علیم کل! انہیں ہم یگیہ کی دعوت دیں۔ اس بندے کو عالم راحت (کے زینے) پر چڑھا۔

(اتھرو وید ۱۱ - ۱ - ۳)؛

یہاں چڑھانا یا چڑھنا ویسا ہی ہے۔ جیسے گیتا میں یوگ آرودھ ہونا۔ ایک یوگی سب اطراف میں نظر ڈال کر کہتا ہے:۔

اے پورب کی سمت تو منور ہے۔ نورانی برہمچاری تیرے مالک ہیں۔ منبع نور پرمیشور مصیبتوں کے دار کو دُور کرنے والا ہے۔ تر ورت ستوم (سام وید کا ایک گان ہے) تجھے زمین پر سنبھالے رکھے۔ ازلی پرمیشور کے گیت تجھے قائم رکھیں۔ رتھنتر سام (ایک اور گان ہے) تجھے خلا

अग्ने जनिष्ठा महते वीर्याय ब्रह्मौदनाय पक्तवे जातवेदः ।
सप्त ऋषयो भूतकृतस्ते त्वाजीजनन्नस्यै रयिं सर्ववीरं नियच्छ ॥
— अ. ११. १. ३.

میں سہارا دے۔ ازلی رشی تجھے عارفوں میں عمرنان کی عظیم برکت دیں۔ انضباط رکھنے والا سب کا مالک اور وہ (حمد و ثنا کے گیت اور رشی) بالاتفاق عالم راحت کے تخت پر نور کے عالم میں جگہ کرنے والے کو اقامت پذیر کریں۔ (یجروید ۱۵–۱۰) ※

اسی طرح دیگر اطراف کو بھی مخاطب کیا گیا ہے۔ جو شخص خود پرمیشور کے دھیان میں مستغرق ہے۔ اسے تمام اطراف سے ویدوں کے منتر اور رشیوں کی صدائیں سنائی دے رہی ہیں۔ اس کی نظر میں وہی تمام موجودات کو سہارا دے کر سنبھالے ہوئے ہیں۔ درحقیقت راجا اور پرجا سب کا فرض اسی انداز سے زندگی بسر کرنا ہے ※

ہم دونوں (راجا اور پرجا) چاروں نعمتوں (دھرم۔ ارتھ۔ کام اور موکش) کو پھیلائیں۔ عالم راحت میں (جمیع خلائق) کو ڈھک دیں۔ سکھ برسانے والا عارف جو طاقت بخشتا ہے۔ طاقت بخشے۔ (یجروید ۲۳–۲۰) ※

یہ ان منتروں میں سے ایک ہے۔ جن کا مہیدھر کا کیا ہوا غلط ترجمہ رشی

राज्ञ्यसि प्राची दिग्वसवस्ते देवा अधिपतयो ऽग्निर्हेतीनां प्रतिधर्ता त्रिवृत्त्वा स्तोमः पृथिव्या ँ श्रयत्वाज्यमुक्थमव्यथायै स्तभ्नातु रथन्तर ँ साम प्रतिष्ठित्या अन्तरिक्ष ऋषयस्त्वा प्रथमजा देवेषु दिवो मात्रया वरिम्णा प्रथन्तु विधर्त्ता चायमधिपतिश्च ते त्वा सर्वे संविदाना नाकस्य पृष्ठे स्वर्गे लोके यजमानं च सादयन्तु ॥ य. १५. १०.

ता उभौ चतुरः पदः सम्प्रसारयाव स्वर्गे लोके प्रोर्णुवाथां वृषा वाजी रेतोधा रेतो दधातु य. २३. २०.

[...]انا نے رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا میں نقل فرما کر اس کی تردید شت پتھ برہمن کے حوالے سے کی تھی - اور اپنی صحیح تفسیر جس کی بنیاد بھی وہی شت پتھ برہمن تھا - وہیں درج فرما دی تھی - اب مولینا مخاطب تو آریہ سماجیوں ہی کو کر رہے ہیں - ان کے سامنے مہیدھر کا ترجمہ رکھنے کی کیا ضرورت تھی ؟ اسی ترجمہ کو انگریزی کا جامہ پہناتے ہوئے گرفتھ صاحب نے اس کے آگے کے چند فقروں کو حذف کر دیا ہے - اس لئے کہ مہیدھر نے ان کا رکیک مطلب بیان کیا ہے - مولینا نے گرفتھ صاحب کا وہ حاشیہ نقل کر دیا ہے - اور ترجمہ کے لئے بھی مہیدھر کا آسرا جا لیا ہے - آخر یہ کیوں ؟ رشی کی تفسیر پر بحث ہی کر لیتے - وہ غلط ثابت ہوتی - تب کسی دوسری تفسیر کا سہارا لیتے - منتر میں لفظ آئے ہیں " چترو پدہ " - مولینا ترجمہ فرماتے ہیں " اپنے چاروں پاؤں " - " اپنے " کس لفظ کا ترجمہ ہے - سنسکرت میں چار پدارتھ مشہور ہیں - پدارتھ کے معنی ہیں پد = حاصل کرنے کے لائق - ارتھ = چیز - وید نے پدارتھ کی جگہ " پدہ " لکھ دیا - یعنی لفظ چیز کو محذوف کر دیا - معنی وہی رہے مضمون راجا پر جا سکا ہے - شت پتھ ۱۳ - ۲ - ۹ کے دیکھنے سے یہ صاف ظاہر ہے - راجا پرجا کے حاصل کرنے لائق یہی چار نعمتیں ہیں - شت پتھ ۱۱ - ۲ - ۷ - ۳۳ - میں میزان اعمال کا ذکر آیا ہے - لکھا ہے :-

انسان جو نیک عمل کرتا ہے - وہ یگیہ کی ویدی کے اندر (یگیہ میں شامل) ہے - اور جو برا کام کرتا ہے - وہ ویدی کے باہر ہے (یگیہ میں شامل نہیں) . . . . پرلوک میں اسے میزان پر بٹھاتے ہیں - جو پلڑا بھاری ہوگا - اس کے مطابق اس کی حالت ہوگی - چاہے وہ نیک اعمال کا ہو یا برے اعمال کا - جو اس حقیقت سے واقف

ہے۔ وہ اسی زندگی میں میزان پر بیٹھ جاتا ہے۔ وہ دوسری زندگی میں
میزان پر بیٹھنے سے بچ جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے نیک اعمال جاری
ہوتے ہیں۔ بُرے اعمال نہیں +

شت پتھ کے اس قول پر کسی حاشیے کی ضرورت نہیں +

اِن حوالہ جات کے اِندراج کے بعد مولینا لکھتے ہیں :-

"مگر یہ نیک و بد اعمال وید اور دھرم شاستر سے معلوم ہوتا ہے کہ
سب کے لئے یکساں نہیں۔ بلکہ برہمن کو بہشت میں لے جانے والے
اعمال اور ہیں اور چھتری کے اور۔ ویش کے اور۔ عورت کے اور اور
شودر کے اور" (ویدوں کا بہشت صـ۱۷)

دُنیا میں اعمال کی تقسیم تو استعداد اور حالات اور مواقع کے لحاظ سے
ہوتی ہی ہے۔ آخر تمام قوم انسانی ایک ہی دھندا تو نہیں کرتی۔ پڑھانے
اور یگیہ کرانے والے اور لوگ ہیں۔ ملک کی حفاظت کرنے والے اور۔ تجارت
اور زراعت کرنے والی ایک اور جماعت ہے۔ اور ان میں سے کسی کام کے
ناقابل۔ فقط خدمت کے لائق ایک اور طبقہ ہے۔ مردوں کی طرح ہی تقسیم
عورتوں کے لئے بھی ہے۔ وید کی خوبی تو اس میں ہے۔ کہ اعمال کے اِس
اِختلاف کے رہتے ہوئے بھی سورگ کا دروازہ سب کے لئے کھلا ہے
اِس کے لئے خلوص قلبی شرط ہے۔ جو کسی بھی مفید کام کو دیانت داری سے

......तुलायाँ स यत्साधु करोति तदन्तवैद्यथ यदसाधु तद्वहिवेदि
ह वा अमुष्मिंल्लोक आदधति यतरद्यंस्यति तदन्वेष्यति यदि
साधु वासाधु वेत्यथ य एवं वेदास्मिन्हैव लोके तुलामारोहत्य-
मुष्मिंल्लोके तुलाधानं मुच्यते साधुकृत्या हैवास्य यच्छति न
पापकृत्या । शतपथ ११. ४. २. ७. ३३.

(انسان) یگیہ کے طور پر انجام دیتا ہے۔ وہ عالم راحت کا حقدار ہے۔ اس کا یہہ (لوک) اور پرلوک سدھر جائیں گے۔ اسی بات کو مدنظر رکھ کر وید فرماتا ہے:-
وید کی اشاعت کے لئے برہمن۔ حکومت (مصیبت زدہ کی حفاظت) کے لئے کھشتری۔ بیوپار کے لئے ویش۔ محنت کے لئے شودر ...

(یجروید ۳۰-۵)

شری کرشن نے اسی خیال سے ارجن کو کہا تھا:-
اپنے دھرم کو نظر میں رکھ کر بھی تجھے کانپنا نہیں چاہئے۔ دھرم یدھ کے سوا کھشتری کے لئے اور ثواب نہیں ہے۔ ۳۱-
یہ سورگ کا دروازہ قسمت سے کھلا ملا ہے۔ اے ارجن! خوش نصیب کشتری ایسے جنگ (کا موقعہ) حاصل کرتے ہیں۔ ۳۲-
مارا گیا تو (دوسرے جنم میں) عالم راحت کو حاصل کرے گا۔ جیت گیا تو راج کے مزے لوٹیگا۔ اس لئے اے کنتی کے لعل جنگ کا پکا ارادہ کرکے اٹھ۔ ۳۷ (گیتا ادھیائے ۲)

ब्रह्मणे ब्राह्मणं क्षत्राय राजन्यं मरुद्भ्यो वैश्यं तपसे शूद्रम्......
य. ३०. ५.

स्वधर्ममपि चावेक्ष्य न विकम्पितुमर्हसि ।
धर्म्याद्धि युद्धाच्छ्रेयोऽन्यत्क्षत्रियस्य न विद्यते ॥ ३१
यदृच्छया चोपपन्नं स्वर्गद्वारमपावृतम् ।
सुखिनः क्षत्रियाः पार्थ लभन्ते युद्धमीदृशम् ॥ ३२
हतो वा प्राप्स्यसि स्वर्गं जित्वा वा भोक्ष्यसे महीम् ।
तस्मादुत्तिष्ठ कौन्तेय युद्धाय कृतनिश्चयः ॥ ३७ गीता अ. २.

اپنا فرض ناقص بھی ہو۔ تو بھی دوسرے کے اچھے ادا کئے گئے فرض سے برتر ہے جو فطرتاً لازم آئے وہ فرض ادا کرتا ہوا انسان گناہ کی زد میں نہیں آتا۔ ۴۷۔

انسان اپنے طبعی فرض کو چاہے وہ ناقص ہو۔ اے کنتی کے لعل! ترک نہ کرے۔ اعمال کو نقص لازم ہے۔ جیسے آگ کو دھواں۔ ۴۸

(ادھیائے ۱۸)

مطلب یہ کہ جس کی طبع کا رجحان برہمن بننے کی طرف ہو۔ اُسے برہمن بنایا جائے۔ جس کی فطرت کا رجوع کھشتری بننے کی طرف ہو۔ اُسے کھشتری علیٰ ہذا القیاس ویشیہ اور شودر۔ اور جب ایک دفعہ فرض مقرر ہو گیا۔ تو موقعہ پڑنے پر کسی کو اُس سے مُنہ نہیں موڑنا چاہیئے۔ جیسے ارجن میدان جنگ میں ہی لڑنے کے فرض سے پہلو تہی کر رہا تھا۔

مولینا نے اپنی کتاب کے صفحہ اول پر "فہرست مضامین" کے عنوان کے نیچے ایک نوٹ تحریر فرمایا ہے۔ ہم نہیں جانتے۔ وہاں اس نوٹ کا کیا موقعہ ہے۔ تاہم وہ نوٹ ہے قابل غور۔ فرماتے ہیں:۔

نوٹ۔ اس کتاب کے تمام حوالہ جات ویدوں میں سے دیئے گئے ہیں۔ دوسری کتابوں کو صرف تائید میں پیش کیا گیا ہے۔

صفحہ ۴۷ پر منوسمرتی کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں:۔

श्रेयान् स्वधर्मो विगुणः परधर्मात्स्वनुष्ठितात् ।
स्वभावनियतं कर्म कुर्वन्नाप्नोति किल्बिषम् ॥ ४७
सहजं कर्म कौन्तेय सदोषमपि न त्यजेत् ।
सर्वारम्भा हि दोषेण धूमेनाग्निरिवावृताः ॥ ४८ गीता अ. १४.

پس دھرم شاستر کی رو سے عورت کو بہشت حاصل کرنے کے لئے علم
عبادت اور دوسرے اعمال بجا لانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اُس
کو صرف خاوند کی خدمت سے ہی بہشت کو حاصل کرنا چاہئے!!

(ویدوں کا بہشت صفحہ ۷۴)؛

مولینا! کیا واقعی یہ منو کا شلوک جو آپ کی اس تحریر کے اُوپر درج ہے۔ وید کی تائید میں دیا گیا ہے۔ وہ وید کا منتر کہاں ہے۔ جس میں عورتوں کو "علم۔ عبادت، اور دوسرے اعمال بجا لانے کی" اجازت نہ دی گئی ہو آپ کیا جانتے ہیں کہ آریہ سماج منوسمرتی یا دیگر انسانی تصنیفات کو اسی صورت میں مستند مانتا ہے۔ جب وہ وید کے مطابق ہوں۔ اسی خیال سے آپ نے کتاب کے شروع ہی میں مندرجہ بالا نوٹ تحریر فرما دیا۔ پھر کتاب کے بیچ میں کیا وہ بات یاد نہیں رہی؟ یا قرآن مجید کا مندرجہ ذیل قول یاد آ گیا۔ اور اپنا پہلا قول خیال سے اُتر گیا؟

جنات عدن یدخلونھا ومن صلح من اٰبائھم وازواجھم وذریتھم؛ (سورہ رعد آئت ۲۳)

ہمیشہ رہنے والے باغ۔ ان میں وہ داخل ہوں گے۔ اور وہ جو نیک عمل کرتے ہیں۔ اُن کے باپ دادوں میں سے اور اُن کی بیویاں اور اُن کی اولاد۔

اس آیت پر مولانا محمد علی اپنی انگریزی تفسیر کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:-

یہ صاف بیان اس بات کا ہے۔ کہ عورتیں فقط اپنے اعمال کی وجہ سے ہی بہشت کی برکت کا لطف نہ اُٹھائیں گی۔ بلکہ اُن کے خاوندوں کی نیکی بھی اُنہیں ان لذات کا مستحق بنائے گی۔

مولینا کا اعتراض - ۳۸ - ذات پات کی بنا پر وید شاستر

کا حصول بہشت کے علیحدہ علیحدہ اصول مقرر کرنا کیا نسل انسانی کے گلے پر چھری پھیرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا اس وحشیانہ تعلیم سے بڑھکر کوئی ظالمانہ تعلیم ہو سکتی ہے؟

مولینا! آپ کے نقل کردہ حوالہ جات کا مدعا تو خود آپ کے لفظوں میں یہ ہے۔ کہ ہر شغل کا آدمی اپنے ہی پیشے میں رہکر بھی سورگ کا حقدار ہے۔ یہ بات "وحشیانہ" یا "ظالمانہ" کیوں کر ہو گئی؟ آخر اس میں جھنجھلانے کی بات ہی کیا تھی؟ کیا وید کا قصور یہی ہے۔ کہ اُس پر آپ کو اعتراض کا موقعہ نہیں؟ ابھی اعتراض نہیں سوجھا۔ نہ سہی۔ پھر کبھی اور کتاب تحریر فرما لیجئے گا۔ آپے سے باہر ہونا آپ کی شان کے شایاں نہیں۔ ویدوں میں نہ ہوئی ذات پات۔ اس میں آپ کا ہرج ہی کیا ہے؟

اعتراض ۱۳۵ - بہشت اور زمین کا جڑنا صلہ ۶۲-۶۴ پر مستند کتابوں کی بنا پر بیان کیا گیا ہے۔ اس کو آریہ سماج تسلیم کرتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں کرتی۔ اور اگر کرتی ہے۔ تو بتلائیے۔ کہ یہ معقول ہے۔ یا نامعقول امر ہے؛

مولینا! اپنے ابتدائی قول کو یاد فرمائیے۔ وید کا حوالہ تحریر کیجئے اور پھر جواب کے لئے تقاضا ہو۔ آریہ سماج دوسری کتب کے بیانات تسلیم کرنے کا متکفل اسی وقت ہے۔ جب وہ وید کے مطابق ہوں؛

اعتراض ۱۳۶ - آخرت میں وزن اعمال اور کراماً کاتبین وغیرہ کے متعلق جو حوالہ جات پیش کئے گئے۔ آریہ سماج ان کو کیوں نہیں مانتی؟

مولینا! یہ "ویدوں کا بہشت" ہے۔ یا دیگر کتب کا؟ جواب استعارةً عرض کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہاں بحث تو ویدوں کی ہے؛

عالمِ محسوسات بذاتِ خود نہ بُرا ہے۔ نہ بھلا۔ رہی یہ بات کہ اِنسان اِس عالم سے فائدہ اُٹھائے گا یا نقصان؟ یہ خود انسان کی باطنی حالت پر منحصر ہے۔ وید نے دو طرح کے اِنسان مانے ہیں۔ ایک دیوتا۔ ان کے لئے اعمالِ حسنہ کا موقعہ ہے۔ موہ۔ لوبھ۔ اہنکار وغیرہ رہزن بنکر اُن سے اس موقعہ کو چھین نہیں سکتے۔ چنانچہ وید میں کہا ہے:۔

یہ عالم دیوتاؤں کی نہایت عزیز چیز ہے۔ اسے وہ ہارتے نہیں اے اِنسان! دیوتاؤں کی تقلید کے لئے تو جنم پاتا اور موت کے لئے مقسوم کیا جاتا ہے۔ سو تجھے ہم بیدار کرتے ہیں بڑھاپے سے پہلے مر یہ نہیں۔ (اتھرووید ۵۔ ۳۰۔ ۱۷)۔

مطلب یہ کہ زندگی نہایت قیمتی چیز ہے۔ تو دیوتاؤں کی طرح رہ۔ یہی تیرے اس دُنیا میں آنے اور حیات و ممات کی قیود میں پڑنے کا مدعا ہے۔ پوری عمرِ طبعی حاصل کر۔ مگر اپنی زندگی کے حقیقی مقصد کو فراموش نہ کر۔ یہ زندگی گناہوں کے ہاتھ لٹا دینے کی چیز نہیں۔

اِس کے برخلاف ایک اور جماعت دسیوں یعنی سیاہ کاروں

अयं लोकः प्रियतमो देवानामपराजितः । यस्मैत्वमिह मृत्यवे दिष्टः पुरुष जज्ञिषे । स च त्वानु ह्वयामसि मा पुरा जरसो मृथाः ॥

अ० ५।३०।१७

کی ہے۔ اُن کے لئے بھی یہی دنیا ہے۔ مگر وہ اس سے مستفید ہو کر اسے اپنی بندش کا موجب بناتے ہیں۔ جہاں روحانیت کے متلاشیوں کو یہاں راحت نصیب ہوتی ہے۔ وہاں شیطان اپنی کرتوتوں کی وجہ سے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ لاکھ کوشش کریں۔ اس جزا و سزا کے جال سے بچ نہیں سکتے۔ وید فرماتا ہے :-

"اے ذوالجلال قدیر! تیری طاقتیں بے حساب ہیں تیری عظمت بے انتہا ہے۔ تیرا جال بڑا ہے۔ اس سے تو جو قوی ہے۔ سینکڑوں۔ اور ہزاروں۔ اربوں۔ کھربوں۔ دسیوں (شیطانوں) کو نیچا دکھایا کرتا ہے (جیسے) فوج کے زور سے۔ ۷۔"

(پرماتما فرماتا ہے) یہ عالم (مجھ) عظیم قدرت والے کا عظیم جال ہے۔ اس جادو کے جال کی تاریکی سے میں ان سب کو نیچا دکھاتا ہوں۔ ۸۔

(اتھروید ۸-۸)

ایک ہی عالم کی دو متضاد صورتیں ہونی چاہیں حیرت ضرور ہے۔ مگر کھری سچی بات ہے۔ گنہگار اسی دنیا میں اپنی بندشوں کا سامان پیدا کرتے جاتے ہیں۔ عارف اسی کے جائز استعمال سے معرفت کے اعلیٰ درجات کی طرف بڑھتے ہیں۔ جن سبزہ زاروں میں لِدلا اپنا ہوش کھو لے! اپنا ناموس برباد کرتے جاتے ہیں۔ وہیں بقول سعدی ؎

बृहत्ते जालं बृहत इंद्रशूर सहस्रार्धस्य शतवीर्यस्य । तेन शतं सहस्र-मयुतं न्यर्बुदं जघान शक्रो दस्यूनामभिधाय सेनया । ७ ।
अयं लोको जालमासीच्छक्रस्य महतो महान् । तेनाहमिन्द्रजाले-नामूंस्तमसाभि दधामि सर्वान् । ८ । अथर्ववेद. ८. ८.

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار   ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

یہ سب اپنے اعمال کا اثر ہے۔ پرماتما کے نزدیک ذرے ذرے کی گنتی ہو چکی ہے۔ اِنسان کا بھی چھوٹے سے چھوٹا عمل محاسبِ قدرت کے حساب میں آ رہا ہے۔ جملہ کوائف جو انسان پر گذرتے ہیں۔ اس کے اپنے اعمال کی پیدا کردہ ہیں۔ پرمیشور کے قانون اٹل ہیں۔ وہ عمل کرنیوالے کو اُس کی ہر حرکت کا ثمر اپنے آپ دے دیتے ہیں۔ اس عالم میں دیں کسی بعد کے عالم میں دیں۔ آواگون کے چکر میں دیں۔ یا عالم نجات میں۔ دیں گے ضرور۔ وید فرماتا ہے:۔

تقدّس مآب عارف اور غیر متزلزل مرتاض محاسبِ قُدرت کی نظر میں ہیں۔ یہ عالم۔ اور اعلیٰ ترین عالم۔ سب برکت اور پاکیزگی کے عالم اور اُن کے پاکیزہ درجات۔ یہ سب عالم اپنے زیر رکھ کر وہ عظیم مقدس محاسب انتہائے تقدیس کے ساتھ عمل فرما ہے۔ اتھروید ۱۹-۵۴-۶-۴

یہاں ایک عالم نہیں متعدد عالموں کا ذکر کر دیا ہے۔ جیسے نیکی کے درجات ہیں۔ ویسے ہی اُس کے ثمر کے بھی درجات ہیں۔ اعلیٰ ترین عالم نجات کا ہے۔ کس کی قسمت کون سا عالم کیا جاتا ہے۔ یہ وہ پاک محاسب جانتا ہے۔ اور اس پاک فرض کو نہایت پاکیزگی کے ساتھ ادا فرما رہا ہے یہ وہ عدل کی کُرسی ہے۔ جس کی نقل انسان اُتارتا ہے۔ مگر اُتار نہیں سکتا۔

مولینا نے اس منتر کا ایک ہی ٹکڑا لے لیا ہے۔ "یہ عالم اور وہ اعلےٰ

कालेयमङ्गिरा देवोथर्वा चाधितिष्ठतः । इमं च लोकं परमं च लोकं पुण्यांश्च लोकान् विधृतीश्च पुण्याः । सर्वाँल्लोकानभिजित्य ब्रह्मणा कालः स ईयते परमो नु देवः॥   अ. १९. ५४. ५.

عالم"۔ اِس سے غالباً انہیں ثابت یہ کرنا تھا۔ کہ سوَرگ اس زمین سے پرے ہے۔ مگر یہاں عالموں کی انتہا ہی نہیں۔ یہ کوائف ہیں۔ جو عمل کی جزا کے طور پر انسان پر گذرتی ہیں۔ عالمِ نجات کے متعلق وید فرماتا ہے:۔

جہاں لگاتار روشنی ہے۔ جس عالم میں راحت (ہی راحت) ہے۔ اے پوتر کرنے والے! مجھے اس مُکتی کے بے نقص عالم میں قائم کیجئے۔ اے منبع قدرت! میری رُوح پر سب طرف سے سرور کی بارش کر ـــــ ۷۔

جہاں نور، علیٰ نور پرمیشور راج کرتا ہے۔ جہاں نور کی انتہا ہے۔ جہاں وہ اعلیٰ ترین تحصیلات ہوتی ہیں۔ اُس عالم میں مجھے نجات بخش۔ اے منبع قدرت! میری رُوح پر سب طرف سے سرور کی بارش کر ـــــ ۸۔

جہاں حسبِ خواہش پھرنا ہے۔ اعلیٰ (رُوحانی) نور اور اعلیٰ (روحانی) سرور کے عالم ہیں۔ جہاں کے کوائف تمام تر نورانی ہیں۔ مجھے اس عالم میں نجات بخش۔ اے منبع نور! اِس رُوح پر سب طرف سے سرور کی بارش کر ـــــ ۹۔

جہاں اہلِ ذوق۔ انتہائے ذوق میں مست ہیں۔ جہاں بنائے وجود میں استقرار ہے۔ جہاں اپنی حقیقت میں محویت اور سیری ہے

यत्र ज्योतिरजस्रं यस्मिल्लोके स्वर्हितम् । तस्मिन्मां धेहि पवमाना-
मृते लोके अक्षित इन्द्रायेन्दो परिस्रव । ऋ. ९. ११३.७.

यत्र राजा वैवस्वतो यत्रावरोधनं दिवः । यत्रामूर्यह्वतीरापस्तत्र
माममृतं कृधीन्द्राय ... ... । ८

यत्रानुकासं चरणं त्रिनाके त्रिदिवे दिवः । लोकायत्र ज्योतिष्म-
न्तस्तत्र ... ... । ९

اُس عالم میں مجھے نجات بخش - اے منبع نور! اس رُوح پر سب طرف سے سرور برسا ـــــ ۱۰ -

جہاں سرور ہیں - احظاظ ہیں - لذات ہیں - اعلیٰ محویات ہیں - جہاں اہلِ ذوق کی تمنائیں پہلے سے حاصل ہیں - اس عالم میں مجھے نجات بخش - اے منبع نُور و سرور! اس رُوح پر سب طرف سے سرور برسا ـــــ ۱۱ - (رگ وید ۹ - ۱۱۳) ؛ ۵

نجات کے حصول کا راز اپنے آپ کو پرماتما کے لئے وقف کر دینے میں ہے - وید فرماتا ہے :-

ازلی رُوح ایک متجلی وجود ہے - ازلی رُوح کو نور کہتے ہیں - اس ازلی رُوح کو جیتے جی پرماتما کے نذر کرنے کی چیز کہا گیا ہے - اسی عالم میں مخلص انسان کی نذر کی ہوئی یہ ازلی رُوح تمام تاریکیوں کو دور کر دیتی ہے - (اتھروید ۹ - ۵ - ۷) ؎

جان دی - دی ہوئی اُسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا

راہِ تسلیم ہی نجات کی اصلی راہ ہے ؛

کُشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

यत्र कामा निकामाश्च यत्र ब्रध्नस्य विष्टपम्। स्वधा च यत्र तृप्तिश्च तत्र ··· ।१०

यत्रानन्दाश्च मोदाश्च मुदः प्रमुद आसते। कामस्य यत्राप्ताः कामास्तत्र ··· ॥११

ऋ. ९. ११३.

अजो अग्निरजमु ज्योतिराहुरजं जीवता ब्रह्मणे देयमाहुः। अजस्तमांस्यप हन्ति दूरमस्मिंल्लोके श्रद्दधानेन दत्तः।

अ. ६. ५. ७.

آگے چل کر فرمایا ہے :-

اے بندگو! یہ تمہارا اعلیٰ نورانی نذر ہے۔ جو پانچوں حواس کے ساتھ آتما
کا پرماتما کی نذر کرنا ہے۔ اسی عالم میں مخلص انسان کا نذر کیا ہوا ازلی
آتما تمام تاریکیوں کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ (اتھروید ۹-۵-۱۱) ٭

نجات کا یہ عالم مرنے کے بعد نہیں۔ اسی زندگی میں حاصل ہوتا ہے
پہلے منتر میں کہا۔ جیتے جی ہی اپنی جان پرمیشور کی نذر کرنی چاہیئے۔ دوسرے
منتر میں اس ارشاد کا اعادہ کیا اور فرمایا۔ خلوص سے نذر کیا ہوا آتما
تاریکیوں کو "اسی عالم میں" زائل کر دیتا ہے۔ جہاں انسان فنا فی اللہ ہوا
وہیں اسے نجات کا سرور حاصل ہو گیا ٭

برہمن کی گائے کا مضمون کسی گذشتہ باب میں آچکا ہے۔ گائے زمین
یا ملک ہے۔ جس کے مالک سب دیوتا لوگ ہیں۔ یعنی وہ براہمن جنہوں نے اپنا
علم۔ وہ کشتری جنہوں نے اپنی طاقت۔ وہ ویش جنہوں نے اپنی دولت
وہ شودر جنہوں نے اپنی خدمت پرماتما کی نذر کر دی ہے۔ انہیں دیوتاؤں
کا قائم مقام کوئی اعلیٰ درجہ کا برہمن (فنا فی اللہ عالم) ہوتا ہے۔ وہ ان
دیوتاؤں کا مطالبہ راجہ کے سامنے رکھتا ہے۔ راجہ اس گائے کا امین ہے۔
وید فرماتا ہے۔

برہمن کی گائے کھائی ہوئی اس اور اُس دونو عالموں سے اس شخص کو محروم
کر دیتی ہے۔ جو برہمن کو آزار دیتا ہے۔ (اتھروید ۱۲-۵-۳۸) ٭

एतद्वो ज्योतिः पितरस्तृतीयं पञ्चौदनं ब्रह्मणेऽजं ददाति । अजस्तमां-
स्यप हन्ति ···· । अ. ९. ५. ११.

अशिता लोकाच्छिनत्ति ब्रह्मगवी ब्रह्मज्यमस्माच्चामुष्माच्च ॥ अ. १२. ५. ३८.

یعنی اگر راجہ سلطنت کے کام میں خیانت کرے۔ اور جب رعایا کا
قائم مقام اُس کے سامنے رعایا کا مطالبہ رکھے۔ تو اُسے وہ آزار پہنچائے تو
اُس کا یہ جنم اور دُوسرا جنم دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔ سنسکرت تو کیا عوام کی
زبان میں بھی دوسرے جنم کو پرلوک کہتے ہیں۔ مولانا نے شاید یہاں دو
لوکوں کا ذکر آنے سے سمجھا ہے۔ کہ ایک لوک تو یہ دُنیا ہے۔ اور دوسرا
لوک کوئی اور طبقہ۔ سو بیٹا! مرنے سے پہلے کی حالت یعنی اس زندگی کو اِہ لوک
اور مرنے کے بعد کی حالت کو جس کی صورت یا تو دوسرا جنم ہے یا مکتی پرلوک
کہتے ہیں۔ یہ ہندی اور سنسکرت دونوں زبانوں کا مُشترکہ محاورہ ہے۔ جو ویدہی
کے ارشادات پر مبنی ہے۔ وید کا کلام معجز التزام دھیان دینے کے قابل
ہے۔ فرمایا ہے :-

(پرمیشور) خود ہی کو لے کر اُس عالم (دوسرے جنم) میں ایذا رسیدہ کے
حوالہ کر دیتا ہے۔ (اتھروید ۱۲-۵-۵۷)

یہ عقیدہ تو اس قدر عام ہے۔ کہ بالکل اسی مضمون کا تکرار شہر و
دیہات کے رہنے والے سبھی ویدک دھرمی بات بات میں کرتے پائے
جاتے ہیں۔

آتما (نذر کیا ہوا) نذر کرنے والے کو تیسرے (روحانی) نور کے عالم میں۔
تیسرے (روحانی) سرور کے عالم میں یعنی سرور کی چوٹی پر پہنچا دیتا ہے
پانچوں حواس کے ساتھ پرماتما کی نذر کیا ہوا آتما تمام اشکال
کو اختیار کرنیوالی کام دھینو ہے۔ (اتھروید ۹-۵-۱۰)

आदाय जीतं जीताय लोकेऽमुष्मिन् प्रयच्छसि ॥ अ. १२. ५. ५७.
अजस्त्रिनाके त्रिदिवे त्रिपृष्ठे नाकस्य पृष्ठे ददिवांसं दधाति ।
पञ्चौदनो ब्रह्मणे दीयमानो विश्वरूपा धेनुः कामदुघास्येका ।
अ. ९. ५. १०

روحانی نور کو ترِدِو اور روحانی سرور کو ترناک کہا جاتا ہے۔ نور ایک
تو جسمانی ہے۔ دوسرا ذہنی اور تیسرا روحانی یعنی آدھی بھونک ۔ آدھی
دیوک اور ادھیاتمک ۔ علیٰ ہٰذا القیاس سرور۔ نجات تیسرا یعنی روحانی نور و
سرور رہتا ہے :-

رگ وید میں آیا ہے۔

اس ذوالجلال پرمیشور نے سحروں کو گویا اچھی بگیہ کرنے والی گھروالیاں
بنایا۔ سورج میں روشنی قائم کی۔ اس نے تین روشنیوں میں تین طاقتیں
رکھیں۔ سہ گانہ مخلوقات کے بیچ میں عالم غیب میں غیر فانی ہو کر رہا
(رگ وید ۶-۴۴-۲۳)

چنتشپاد پرمیشور کی عظمت کے چار پہلوؤں کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے۔
معرفت کا پہلا درجہ اس عالم مشاہدہ میں پرمیشور کو دیکھنا ہے۔ دوسرا
قدم عالم تخیل میں پرمیشور کی زیارت ہے۔ تیسرا درجہ مراقبے کا ہے اور
چوتھا یعنی "تریتی" کا اقبال ہے۔ وید پہلے تین درجوں کے متعلق
فرماتا ہے :-

یہ اس کی عظیم قدرت کو روشن کرتے ہیں۔ انسان ماں باپ کا سہارا (جسم)
قدرت حاصل کرنے کو لیتا ہے۔ پرماتما کا پتر مکاشفات کی ترقی کے
ساتھ پرمیشور کی پہلی دوسری اور تیسری عظمت کا جلوہ اخذ کرتا ہے (رگ ۱-۱۵۵-۳)

अयमकृणोदुषसः सुपत्नीरयं सूर्ये अदधाज्ज्योतिरन्तः ।
अयं त्रिधातु दिवि रोचनेषु त्रितेषु विन्दद्मृतं निगूळ्हम् ।
ऋ. ६. ४४. २३.

ता ईं वर्धन्ति मह्यस्य पौंस्यं नि मातरा नयति रेतसे भुजे ।
दधाति पुत्रोऽवरं परं पितुर्नाम तृतीयमधि रोचने दिवः ॥
ऋ. १।१५५।३

اِنسان دیدۂ باطن کے قدم مکاشفہ میں اُٹھاتا ہے۔ تیسرے قدم کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چرند اور پرند اس عالم کو کہاں پہنچ سکتے ہیں۔ (رگ وید ۱-۵۵-۵) ؞

عالمِ مشاہدہ اور عالمِ تخیل تو چرندوں اور پرندوں کے لئے بھی ہے۔ لیکن مراقبہ فقط اِنسان کا حصہ ہے ؞

ہزار باڑھوں والے (روحانیت کے) عالم میں بے اختیار۔ خلائق سے پُر۔ چاروں سمتیں، روشنی کی حفاظت میں قائم۔ نُور ٹپکاتی ٹپکاتی آبِ بقا بطور تحفہ لاتی ہیں۔ (رگ وید ۹-۷۴-۱) ؞

زبانِ حقیقت شہد کے سخن منہ پر لاتی ہے۔ ایسے کلام کا مالک ناقابلِ ہزیمت متکلم ہوتا ہے۔ (پرمیشور کا) پسر پرمیشور اور اُس کی قدرت کی خفیہ تجلی کو اخذ کرتا ہے۔ یہ اثر مکاشفات کی ترقی کا ہوتا ہے ؞ (رگ وید ۹-۷۵-۳) ؞

اِس منتر میں پرمیشور اور اس کی قدرت کو اِنسان کے بالترتیب باپ اور ماں کہا ہے۔ اس نکتہ کی توضیح کسی گذشتہ باب میں ہو چکی ہے۔

द्वे इदस्य क्रमणे स्वर्दृशोऽभिख्याय मर्त्यो भुरण्यति ।
तृतीयमस्य नकिरा दधर्षति वयश्चन पतयन्तः पतत्रिणः ॥ ऋ.१।१५५।५।

सहस्रधारेऽवता असश्चतस्तृतीये सन्तु रजसि प्रजावतीः ।
चतस्रो नाभो निहिता अवो दिवो हविर्भरन्त्यमृतं घृतश्चुतः ॥
ऋ. ९. ७४. ६.

ऋतस्य जिह्वा पवते मधुप्रियं वक्ता पतिर्धियो अस्या अदाभ्यः ।
दधाति पुत्रः पित्रोरपीच्यं नाम तृतीयमधि रोचने दिवः ॥
ऋ. ९. ७५. २.

زندگی ایک امانت ہے۔ وید کہتا ہے :-

امانت کی حفاظت کرنے والا خزانے کی خواہش کر سکتا ہے۔ دُوسرے لوگ (جو ایسے نہیں) ہر طرف سے بے خدا ہو جائیں گے۔ ہمارا اپنا دیا ہوا سورگ (نوزن) تین طرح کا ہو کر نور کی سہ گانہ منزل کو طے کر گیا ہے (اتھرووید ۱۲ - ۳ - ۴۲) :

راحت ایک جسمانی ہے۔ دُوسری ذہنی اور تیسری رُوحانی۔ ہم یہ راحت اتفاقاً نہیں پاتے۔ اپنا دیا ہوا سورگ (قربان کی ہوئی راحت) تین قسم کا سرور بن کر ہمیں پھر ملتی ہے۔ یہ ہے اس جنم کی راحت کا پرلوک کی تینوں منزلوں کو طے کر جانا :

مکتی دراصل وہ سورگ ہے۔ جو دے دی جائے۔ جب تک خواہش ہے۔ چاہے وہ نجات کی ہی کیوں نہ ہو۔ تب تک آواگون ہے۔ جب بےغرضی کی حالت ہوگی وہ خود بخود نجات بن جائے گی۔ یہی نکتہ اس منتر میں "ہمارا دیا ہوا سورگ" ان الفاظ میں منکشف ہوا ہے :-

جو بُرا عمل کیا تھا۔ اسے پیروں کے نیچے دبا دے۔ علم حاصل کر کے پاکیزہ قدموں کے ساتھ آگے بڑھ۔ تاریکیوں کو عبور کر کے طرح طرح کی بصیرت کے ساتھ ازلی آتما تیسری (رُوحانی) راحت کے عالم پر پہنچے۔ (اتھرووید ۹ - ۵ - ۳) :

निधिं निधिपा अभ्येनमिच्छादनीश्वरा अभितः सन्तु येन्ये।
अस्माभिर्दत्तो निहितः स्वर्गस्त्रिभिः काण्डैस्त्रीन् स्वर्गानरुक्षत् ॥ अ॰ १२।३।४२।

प्र पदोव नेनिग्धि दुश्चरितं यच्चचार शुद्धैः शफैराक्रमतां प्रजानन्। तीर्त्वा तमांसि बहुधा विपश्यन्नजो नाकमाक्रमतां तृतीयम् ॥ अ ९. ५. ३

شہادت کے لئے تیار بے خوف ویدک دھرمی کے دلی جذبات وید کی زبان میں پڑھ کر ناظر بےساختہ عش عش کر اُٹھتا ہے :-

اے قاتل! کالی تلوار سے اس چمڑے کو ایک ایک جوڑ کر کے اُدھیڑ دے۔ تامل مت کر۔ للہ مجھ سے دشمنی نہ کر۔ ہاں! جوڑ جوڑ الگ کر دے اس (فنا فی القوم) کو تیسری (روحانی) راحت کے عالم میں پہنچا ؛

(اتھروید ۹-۵-۴) ؛

شہادت کا منتظر قاتل کے تامل کو دشمنی کہتا ہے۔ دھرم کی راہ میں مر جانے کے لئے اس سے زیادہ اضطراب کیا ہوگا؟

پانچ عناصر سے مرکب جسم کی قربانی کرنے والا پانچ گنا آگے بڑھ ہے۔ تینوں (جسمانی، ذہنی اور روحانی) انوار کو حاصل کرتا ہوا یجیہ کرنے والے نیک اعمال لوگوں کے درمیان بڑھ۔ تیسری (روحانی) راحت کے عالم میں جا۔

(اتھروید ۹-۵-۸) ؛

آریہ شاستروں میں تین قرض ہر ایک انسان پر عائد سمجھے جاتے ہیں مادی جسم کے لئے انسان اپنے باپ دادا کا مقروض ہے۔ اسے پتری رن کہتے ہیں۔ صحت وغیرہ کے لئے قوائے قدرت کے زیر احسان ہے۔ اسے دیو رن کہتے ہیں۔ اور اپنے ذہنی اور روحانی علم کے لئے رشیوں کا ممنون ہے۔ اسے رشی رن کہتے ہیں۔ انسان نیک اولاد پیدا کر کے پتری رن سے

अनु च्छ्य श्यामेन त्वचमेतां विशस्तर्यथापर्वासिना माभिमं-स्थाः । माभिद्रुहः परुशः कल्पयैनं तृतीये नाके अधि वि श्रयैनम् । अ. ९.५.४

पञ्चौदनः पञ्चधा वि क्रमतामक्रंस्यमानस्त्रीणि ज्योतींषि । ईजानानां सुकृतां प्रेहि मध्यं तृतीये नाके अधि वि श्रयस्व ॥

— अ. ९. ५. ८

سبکدوش ہوتا ہے۔ ہون وغیرہ کے ذریعہ ہوا وغیرہ قوائے قدرتی کو آلودگیوں سے
پاک کرکے دیورن سے سبکدوش ہوتا ہے۔ اور رشیوں کے عطا کردہ علم کی درس
تدریس کے ذریعہ، اشاعت کرکے رشی رن سے سبکدوش ہوتا ہے۔ ان سہ
گانہ قرضوں سے مراد یہ ہے۔ کہ ہر ایک انسان کا جو اس دنیا میں آتا ہے فرض
ہے۔ کہ (۱) نسل انسان کو منقطع نہ ہونے دے۔ (۲) صحت اور خوشی پھیلائے
(۳) علوم ذہنی و روحانی کی اشاعت کرے۔ وید میں ایک پرارتھنا دی ہے

ہم اس ظاہری عالم کے (جسم کے) قرضے سے سبکدوش ہوں۔ اس
سے وسیع عالم (قوائے قدرت) کے قرضے سے سبکدوش ہوں۔ تیسرے
(روحانی اور ذہنی) عالم کے قرضے سے سبکدوش ہوں۔ جو دیو یان
(مکتی) اور پتری یان (آواگون) کے عالم ہیں۔ ان تمام راہوں میں
قرضوں سے سبکدوش ہو کر بسیں (اتھرو ۶-۱۱۷-۳) +

اول الذکر قرضے کے ادا کرنے سے فقط ان خاص افراد کو جنہوں نے
کوئی دوسرا اہم فرض اپنے سر پر لیا ہے۔ مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ وید فرماتا ہے

بعض لوگ سلسلہ نسل کو آگے بڑھاتے ہیں۔ جو حسب دستور پتری رن
سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ بعض اس بندش سے آزاد ہو کر اگر اپنے
ترک سے تارکوں کو ترک کی تعلیم دیں۔ تو وہ سورگ ہی ہے (اتھرو ۶-۱۲۲-۲)
یہاں سورگ کے معنی ہیں دیو یان یعنی مکتی۔

अनृणा अस्मिन्ननृणाः परस्मिन् तृतीये लोके अनृणाः स्याम ।
ये देवयानाः पितृयाणाश्च लोकाः सर्वान् पथो अनृणा आ क्षियेम ॥
अ. ६।११७।३।

ततं तन्तुमन्वेके तरन्ति येषां दत्तं पित्र्यमायनेन ।
अबन्ध्वेके ददतः प्रयच्छन्तो दातुं चेच्छिक्षान्त्स स्वर्ग एव ।
अ. ६. १२२ २.

عالم مادی سے میں عالم ذہنی میں ترقی کر گیا۔ عالم ذہنی سے عالم روحانی میں۔ روحانی عالم راحت کی سطح پر پہنچ کر میں نے نور و سرور حاصل کیا۔ (اتھرو ۴-۱۴-۳) ؛

فانی عالم موجودات دیوتاؤں کا مقام ہے۔ اس سے تیسرے عالم میں دیوتاؤں (عارفوں) لئے) عالم نجات کی تجلّی پائی ہے۔ اسے ایشور میں اقامت کہتے ہیں۔ (اتھرووید ۵-۴-۳) ؛

میں ذہنی طاقت سے بڑھ رہے وسیع یگیہ (کے دامان) پر ریاضت کو ساتھی بنا کر سوار ہوتا ہوں۔ اے منبع نور! بڑھاپے کے بعد تک زندہ رہ کر، ہم آپ کے بلائے ہوئے، تیسری (روحانی) راحت کے عالم میں مسرور ہوں۔ (اتھرووید ۶-۱۲۲-۴) ؛

معرفت اور ریاضت کے میل سے روحانی سرور حاصل ہوتا ہے۔

مولینا کا اعتراض :-

کیا منتر مندرجہ صفحہ ۴۵ - ۴۶ سے یہ روز روشن کی طرح ظاہر نہیں۔ کہ دیدوں کا بہشت اس زمین پر نہیں۔ بلکہ وہ تیسرے آسمان پر ہے۔ اور آئندہ عالم آخرت میں نصیب ہوگا ؛

पृष्ठात् पृथिव्या अहमन्तरिक्षमारुहमन्तरिक्षाद्दिवमारुहम् ।
दिवो नाकस्य पृष्ठात् स्वर्ज्योतिरगामहम् ॥ अ ४. १४. ३.
अश्वत्थो देवसदनस्तृतीयस्यामितो दिवि ।
तत्रामृतस्य चक्षणं देवाः कुष्ठमवन्वत ॥ अ. ५. ४ ३.
यद्वं यन्तं मनसा बृहन्तमन्वारोहामि तपसा सयोनिः ।

ہم نے اُوپر ظاہر کیا ہے۔ کہ تیسرے نُور یا تیسری راحت سے مراد رُوحانی احظاظ ہے۔ مولانا نے اِسے تیسرا آسمان سمجھا ہے۔ متعدد حوالہ جات میں صاف ”اسی عالم میں“۔ ”جیتے ہوئے“ یہ صاف الفاظ مندرج ہیں۔ مُکتی جیتے ہوئے شروع ہو جاتی ہے۔ اور جسمانی موت سے اس میں کوئی وقفہ عائد نہیں ہوتا۔ وہ فقط ایک کیفیت ہے۔ ایک سورگ تو یہ ہے۔ دُوسرا سورگ ہے آواگون کے رہتے سُکھ کی حالت۔ وہ اسی جنم میں بھی حاصل ہوتی ہے۔ آئندہ جنموں میں بھی آئندہ جنم اس جنم کے مُقابلے میں آخرت ہیں۔

اعتراض - ۳۴ -

منتر مندرجہ صفحہ ۲۴۳ - کس آسمان پر چڑھ جانے والے کا کلام ہے نیز کیا یہ عقل کے خلاف نہیں ؟

مولینا! منتر (اتھروید ۴-۱۴-۳) میں تو جس کا ترجمہ اُوپر کیا گیا ہے۔ یہ بات نہیں آتی۔ ہاں قرآن شریف کی مندرجہ ذیل آئت میں یہ بات آئی ہے۔ سو اس کی تصریح آپ ہی فرما سکتے ہیں :-

یدبر الامر من السماء الی الارض ثم تعرج الیه فی یوم کان مقداره الف سنة مما تعدون۔ (سُورہ سجدہ آئت ۴)

تدبیر کرتا ہے۔ امر کی آسمان سے طرف زمین کی۔ پھر چڑھ جاتا ہے۔ طرف اس کے ایک دن میں جس کی مقدار ہے ہزار برس تمہاری گنتی سے۔

उपहूता अग्ने जरसः परस्तात् तृतीयेनाके सधमादं मदेम ॥

ऋ. ६. १२२. ४.

سورگ روحانی ہے یا جسمانی؟

ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ سورگ کے معنی ہیں + عالم سرور۔ یہہ سرور جسم کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ بغیر جسم کے بھی۔ ذہنی یا جسمانی بھی ہو سکتا ہے۔ روحانی بھی۔ اور یہ دونو طرح کا سرور جیتے جی بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ مر کر بھی۔ خود عالم نجات کا آغاز اسی جسم میں ہوتا ہے۔ ہاں! روحانی لذات کا ذریعہ جسم نہیں۔ اور نہ ہی اُن کے حصول کے لئے جسم کی عدم موجودگی شرط ہے۔ مرنے کے بعد بھی جنہیں اچھا جنم مل جائے۔ انہیں گو نہ سورگ حاصل ہو گیا۔ مُکتی کے لئے خاص لفظ ہے امرت۔ اس کیفیت کا نقشہ رگ وید ۹۔ ۱۱۳ میں کھینچا گیا ہے۔ اس سوکت کے چند ایک منتروں کا ترجمہ پیچھے عرض کیا جا چکا ہے۔ اس کیفیت میں لذت و سرور کا عالم ہوتا ہے۔ اور وہ نور سرور سراسر روحانی ہوتا ہے اس سوکت میں کہیں بھی کسی جسمانی لذت یا جسم کے کسی عضو کا ذکر نہیں ہوا۔ جا بجا تیسری یعنی جسمانی اور ذہنی سے ارفع و اعلیٰ روحانی روشنی کا ذکر آیا ہے۔ یہ سب سے اونچا سورگ ہے۔ اگرچہ ویدک اصطلاح میں لفظ سورگ اس کیفیت کے لئے خاص نہیں۔ سناتن دھرمی بھی جو سورگ کو زمین سے علیحدہ کوئی اعلیٰ طبقہ احت مانتے ہیں۔ اسے عالم نجات

نہیں مانتے۔ بلکہ مکتی سے نیچے کا عالم کہتے ہیں جسمیں آنا جانا جاری رہتا ہے۔ مکتی سناتنیوں کے ہاں بھی ایک رُوحانی کیفیت ہے۔ آریہ سماج اور سناتن دہرم کے عقیدے میں فرق یہ ہے۔ کہ جہان سناتن دھرمی سورگ کو اس دُنیا سے علیحدہ ایک اور مادی طبقہ مانتے ہیں۔ آریہ سماجی اسی دُنیا کی راحت کو سورگ کہتے ہیں۔ یہ کیفیت آواگون کے سلسلہ کے اندر آجاتی ہے۔ سو اس حالت میں جسم تو موجود ہونا ہی ہوا۔ مولینا ذرا تعمق سے اِن حوالجات پر غور فرمائیں۔ جو انہوں نے اس باب میں جمع فرمائے ہیں۔ تو انہیں اپنے اِس قول پر کہ وید میں آواگون کا ذکر نہیں ہے۔ نظر ثانی فرمانے کے لئے صاف وجہ معلوم ہوگی۔ اور ہمیں اس قول کی اور تردید کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ وید فرماتا ہے

جو جزو علیم کل، آگے کا راستہ دکھانے والے، پرمیشور نے (دوسرے جنم میں) ماں باپ کے پاس لے جاتے ہوئے (روح سے جدا نہیں کیا) چھوڑ دیا ہے۔ اسے میں دوسری بار بڑھاتا ہوں۔ جسم کیساتھ اے بزرگو! ماں باپ کے گھر میں خوشیاں مناؤ (اتھروید ۱۸-۴-۶۴)؛

اتھروید ۱۸-۲-۵۹ کا ترجمہ پہلے کیا جاچکا ہے؛
اے آگے لے جانے والے پرمیشور! اسے پھر پیدا کر۔ جو آپ کی دیا سے دوسرے جنم کے (لفظی ماں باپ کے) دقف ہوا ہوا۔ اعمال کے ساتھ آراستہ ہے۔ زندگی کی اوڑھنی لے کر اپنے باقی

यद्वो अग्निरजहादेकमङ्गं पितृलोकं गमयं जातवेदाः ।
तद्व एतत् पुनरा प्याययामि साङ्गाः स्वर्गे पितरो मादयध्वम् ॥
अ. १८. ४. ६४.

وجود کے ساتھ (اس جنم کے نزدیک) آئے، غصہ سے آراستہ جسم کے
ساتھ وابستہ ہو۔ (اتھروید ۱۸-۲-۱۰)

اے نورانی روح! تیری جو عظمت عارفوں میں ہے۔ جو تیرا جسم ماں باپ کے
بیچ میں آتا ہے۔ تیری جو طاقت عوام میں مشہور ہے۔ اس سے ہمیں مالا
مال کر۔ (اتھروید ۱۹-۳-۳)

جہاں نیک دل، نیک اعمال والے اپنے جسم کا مرض چھوڑ کر بے نقص صحیح
اعضاء کے ساتھ محو انبساط ہیں۔ اس عالم راحت میں ہم بزرگوں اور بال
بچوں کے درشن کریں۔ (اتھروید ۶-۱۲۰-۳)

اس منتر سے دو منتر اوپر یعنی اتھر ۶-۱۲۰-۱ میں لکھا ہے۔ گارہپتیہ
اگنی یعنی شادی کے یگیہ کی آگ اس سورگ لوک میں لے جاتے۔ جس کے
معنی صاف ہیں۔ کہ یہاں سورگ لوک سے مراد عالم خانہ داری اگرہستھ
آشرم ہی ہے۔

جہاں نیک دل۔ نیک اعمال لوگ اپنے جسم کے مرض سے آزاد ہو کر محو سرور
ہیں۔ اس عالم میں یہ مرتا ضہ (نئی دلہن) شامل ہوتی ہے۔ وہ ہمارے
آدمیوں اور حیوانوں کو آزار نہ دے۔ (اتھروید ۳-۲۸-۵)

अवसृज पुनरग्ने पितृभ्यो यस्त आहुतश्चरति स्वधावान् । आयु-
र्वसान उपयातु शेषः संगच्छतां तन्वा सुवर्चाः ॥ अ. १८. २. १०

यस्ते देवेषु महिमा स्वर्गो या ते तनूः पितृष्वाविवेश ।
पुष्टिर्या ते मनुष्येषु पप्रथेऽग्ने तया रयिमस्मासु धेहि ॥

यत्रा सुहार्दः सुकृतो मदन्ति विहाय रोगं तन्वः स्वायाः ।
तं लोकं यमिन्यभिसंबभूव सा नो मा हिंसीत् पुरुषान् पशूंश्च ।

شت پتھ ۴-۶-۱-۱ ا میں لکھا ہے :-

جیسے جیسے یہ اندریوں کے گولک (حواس کے اعضاء) ظاہر ہوتے ہیں۔
یگیہ کرنے والا پرلوک میں سالم جسم کے ساتھ پیدا ہوتا ہے ؛
پرلوک کے معنی ہیں دوسرا جنم۔

اِن منتروں میں صاف ایک راحت کی زندگی کا بیان ہے جو نیک اعمال کا ثمر ہے ۔ اتھرووید ۶-۱۲۰-۳) اور (۳-۲۸-۵) سکھی گرہستھ کا ذکر کرتے ہیں - ۶-۱۲۰-۳۰ - اسی کا نام "سورگ" رکھتا ہے اور ۳-۲۸-۵ - اسی کو لفظ "لوک" سے موسوم کرتا ہے ؛

مولینا نے اس کے آگے ویدانت شاستر کی اس بحث کو اٹھایا ہے کہ آیا عالم نجات میں سوکھشم شریر رہتا ہے یا نہیں - اِس مقام پر یہ بحث بالکل غیر متعلق ہے - کیونکہ ان منتروں میں مکتی کا تو ذکر ہی نہیں ہے - جو سورگ اِن منتروں میں مذکور ہے - وہ آواگون کے چکر ہی میں آنے والی زندگی ہے - مولینا کو مغالطہ اس لئے ہوتا ہے کہ اسلام میں بہشت اور عالم نجات مترادف ہیں ؛

مولینا کا اعتراض :-

۳۹ - وہ کون کون سے وید منتر ہیں - کہ جن سے ویدک سورگ کا جسمانیت کے علاوہ محض روحانی ہونا ثابت ہوتا ہے ؟ جو منتر ہم نے ویدوں کے بہشت کے جسمانی ہونے کے متعلق صفحہ ۷۵-۷۹

यथा यथा प्राणा महा व्याख्यायन्ते स ह सर्वतनूरेव यजमानोऽमुष्मिंल्लोके संभवति । शतपथ ४. ६. १. १

پر پیش کئے ہیں۔ اِن کا آپ لوگوں کے پاس کیا جواب ہے ؟
مُکتی کا سُکھ محض رُوحانی ہے۔ یہ رگوید ۹۔ ۱۱۳۔ سے صاف ظاہر ہے۔ اُوپر جو حوالہ جات آپ نے دیئے ہیں وہ تو ہیں ہی آواگون کی حالت میں عائد ہو جانے والی کو الف راحت۔ اِن میں جسمانی سُکھ بھی ہوتا ہے۔ اگر سُکھ کا جسمانی ہونا ہی آپ کے اعتراض کا مضمون ہے۔ تو اس کے جواب میں مؤدبانہ التماس ہے۔ کہ براہِ نوازش پہلے ہمارے عقیدے سے واقف ہو لیجئے۔ پھر اگر مناسب ہو تو اپنے اعتراض پر نظر ثانی فرما لیجئے گا ۔

کیا سورگ بے انتہا ہے؟

مولینا کا چالیسواں اعتراض حسب ذیل ہے :-

۴۰- ویدوں کے بہشت میں بہشتیوں کے ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے متعلق جو حوالہ جات ہم نے صفحہ ۷۹-۸۰ پر دیئے ہیں- ان کا آپ کے پاس کیا معقول جواب ہے ؛

مولینا کے زیر بحث "ویدوں کا بہشت" ہے- اور اس کی بسم اللہ ہی آپ نے اس نوٹ سے کی ہے- کہ

اس کتاب کے تمام حوالہ جات ویدوں ہی سے دیئے گئے ہیں- دُوسری کتابوں کو صرف تائید میں پیش کیا گیا ہے ؛

تو کیا "ویدوں کے بہشت میں بہشتیوں کے ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے متعلق" کوئی حوالہ وید سے نہیں ملا؟ لالہ لاجپت رائے اور پنڈت نردیو شاستری کی رائے کیا وید منتر ہیں؟ جب اعتراض کے لئے اور بنیاد نہیں ملی- تو اعتراض کی عبارت میں ہی لفظ "ہمیشہ" کو دوہرا دیا ہے- شائد اس خیال سے کہ ایسا کرنے سے بے بنیاد اعتراض قوی ہو جائے گا+ مولینا نے صفحات ۷۹-۸۰ پر حوالہ تو "آریہ سماج کا اتہاس" مصنفہ پنڈت نردیو شاستری ہی کا دیا ہے- کیا اس کتاب کا ذمہ وار آریہ سماج ہے- ہاں! یہ ضرور لکھا ہے-

حوالہ جات کے لئے دیکھو صـ۱۷ اور دائمی بہشت کے لئے دیکھو صــــ

صفحہ ۱۷۰ تو دیکھ لیا ہے۔ اور صــ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ صفحہ ۱۷۱ پر کوئی حوالہ درج نہیں۔ جب اور کچھ نہیں بنا۔ تو تحریر فرمایا ہے :-

سوامی دیانند نے آخری ستیارتھ پرکاش میں جو حوالہ نجات سے واپسی کے متعلق پیش کیا ہے۔ نہ صرف اس کا ترجمہ ہی غلط ہے۔ بلکہ کسی عقل مند کا ضمیر بھی اس کو قبول نہیں کرے گا۔ کہ ایک شخص جو اعلیٰ سرور در راحت کے مقام پر پہنچ چکا ہے۔ وہ پھر وہاں سے واپس آنے کے لئے اضطراب کے ساتھ جائے گا۔ (ویدوں کا بہشت صفحہ ۸۰)،

سوامی دیانند کا پیش کیا ہوا منتر درج فرماتے۔ اس کا ترجمہ نقل کرتے اس پر رائے زنی کرتے۔ تو جواب بھی دیا جاتا۔ آپ نے لکھدیا۔ غلط ہے آپ کی رائے میں تو سارا سورگ کا سدھانت ہی غلط ہے۔ پھر اس پر بھی فقط لکھ دینا تھا۔ کہ غلط ہے۔ اتنی بحث کی کیا ضرورت تھی۔ بحث کرنی ہی تھی۔ تو اس ترجمہ پر بھی بحث کر لیتے۔ کوئی کیا سمجھے "اضطراب" کا اشارہ کس کی طرف ہے؟ ممکن ہے۔ وہ مولینا کے اپنے تصوّر کی تصویر ہو۔ مولینا لکھتے ہیں :-

یہ مضمون بذات خود اس قدر وسیع ہے۔ کہ جس کی یہاں گنجائش نہیں۔ (ویدوں کا بہشت)؛

تو گنجائش کس کی ہے؟ ادھر ادھر کی غیر متعلق باتوں کی؟ دنیا کس طرح پیدا ہوئی؟ "تروشٹپ" کے کیا معنی ہیں؟ یہ امور تو سورگ کی بحث میں جگہ پا گئے۔ سورگ دائمی ہے یا نہیں؟ اس بحث کے لئے مولینا گنجائش نہیں نکال سکے؛

مولینا! سورگ اعمال کی جزا ہے۔ اعمال محدود ہیں۔ محدود اعمال کی

جزا غیر محدود نہیں ہو سکتی۔ یہ مختصر استدلال ہے سورگ کے زمانے کے محدود ہونے پر۔ اس پر دو لفظ تحریر فرما دیتے۔ تو کیا ہرج تھا؟ سوامی جی کے ترجمہ کی ہی مختصر تنقید فرما دیتے۔ تو آپ کا منشاء ناظر پر ظاہر ہو جاتا۔ تا مضمون کی وسعت (؟) کے خوف سے آپ کی

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی

آپ نے توجہ فرمائی۔ مگر اتنی ہی کہ

مختصراً یہ کہ آریہ سماج کو ہم چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ چاروں ویدوں میں سے ایک ہی حوالہ نجات کے میعادی ہونے کے بارے میں پیش کریں اور اس کے خلاف ہم وید شاستر اور خود سوامی دیانند کی کتب سے نجات کے دائمی ہونے کے بارے میں پورا ایک سو حوالہ پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ (صفحہ ۸۰)

اِن سو حوالہ جات میں سے اگر ایک بھی صفحہ قرطاس پر آجاتا۔ تو اعتراض کی عبارت میں آپ کے جواب طلب کرنے کے لئے کوئی بات بن جاتی۔ ہم جواب کس کا دیں۔ آپ کے چیلنج کا۔ یا کسی حوالے کا؟ کہیں آپ چیلنج اور حوالے کو مترادف تو نہیں سمجھے؟ آخر چیلنج حوالہ مانگنا ہی تو ہے۔ وید کا حوالہ آپ نے مانگا ہے۔ لیجئے:۔

پرمیشور فرماتا ہے:۔

جو یگیہ اندروان (کے جذبات) سے سرابور۔ ذوالجلال پرمیشور کی دوستی یعنی نجات کو حاصل کر چکے ہو۔ اے مبارک گیان والے عارفو! تمہارا بھلا ہو۔ پھر انسانی حالت کو اختیار کرو۔ ا۔

جنہوں نے عالم نور کی ہستی کو حاصل کیا۔ یگیہ کے ذریعہ سنیطنت کا ستیاناس

کیا۔ اے مبارک گیان والے عارفو! تمہاری عمر دراز ہو۔ پھر انسانی جسم کو اختیار کرو۔ ۲۔

جو یگیہ کے ذریعہ دیویان کے راہی ہوئے۔ جنہوں نے عالم خاکی کو ماں سمجھا کر اس کی (محبت کی) حدود وسیع کیں۔ اے مبارک گیان والے عارفو! تمہیں اولاد سعادت مند ملے۔ پھر انسانی صورت اختیار کرو۔ ۳۔

اے فرزندانِ نور! اے رشیو! یہ تمہارا ملانے والا (باپ) تمہارے بھلے کی بات کہتا ہے۔ اسے گوش ہوش سے سنو۔ اے مبارک گیان والے عارفو! تم پرمیشور کے پیارے بنے رہو۔ پھر انسانی صورت اختیار کرو۔ ۴۔ (رگ وید ۱۰۔ ۶۲)

یہ مکتی کے بعد فقط انسانی جسم اختیار کرنے کی ہدایت ہی نہیں بلکہ آگے جا کر کن اعمال میں لگنا چاہیے۔ یہ بھی جتلا دیا گیا ہے۔ یہ ایک نہیں چار منتر ایک ہی سوکت کے عرض کر دیئے۔ پرمیشور اور روح میں فرق ہی یہی ہے۔ کہ جہاں پرمیشور طبعاً نیک ہے۔ اور اس کے اعمال ہمیشہ احسن

ये यज्ञेन दक्षिणया समक्ता इन्द्रस्य सख्यममृतत्वमानश।
तेभ्यो भद्रमङ्गिरसो वो 'अस्तु' प्रतिगृभ्णीत मानवं सुमेधसः॥ १
य उदाजन्पितरो गोमयं वस्वृतेनाभिन्दन् परिवत्सरे बलम्।
दीर्घायुत्वमङ्गिरसो वो अस्तु...... .....॥ २
य ऋतेन सूर्यमारोहयन् दिव्यप्रथयन्पृथिवीं मातरं वा।
सुप्रजास्त्वमङ्गिरसो वो अस्तु............॥ ३
अयँ नाभा वदति वल्गु वो गृहे देवपुत्रा ऋषयस्तच्छृणोतन।
सुब्रह्मण्यमङ्गिरसो वो अस्तु..............॥ ४ ऋ. १०. ६२.

ہوتے ہیں۔ انسان نیکی اور بدی میں انتخاب کر سکتا ہے۔ اِس انتخاب کی وجہ سے اسے اس کا پھل بھی ملتا ہے۔ چونکہ اعمال محدود ہوتے ہیں۔ اِس لئے ان کا پھل بھی محدود ہی ہو سکتا ہے۔ عالمِ نجات میں رُوح انتہا درجہ کی رُوحانی لذآت حاصل کرتا ہے۔ اِس عالم میں وہ عمل کرتا تو ہے۔ لیکن بُرے بھلے کا انتخاب نہیں کر سکتا۔ اس حالت میں وہ بھلے ہی کام کرتا ہے۔ اِس لئے اِن اعمال کی بنا پر سوائے اِن اعمال سے فوری رُوحانی احظاظ کے اور کسی ثمر کی عمارت تعمیر نہیں ہوتی۔ نجات پرانے اعمال کا ثمر ہے۔ اِس کے بعد جب جیو پھر آواگون میں آتا ہے۔ اپنے رُوحانی علو کے اثرات ساتھ لاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی بُرے عمل کرنے کی آزادی بھی اسے ہوتی ہے۔ اِنسان کے لئے یہ آزادی کچھ کم قابل قدر چیز نہیں ٭

نُور وَسُر

ہم نے اُوپر ویدوں کے حوالے سے ثابت کیا ہے۔ کہ سوَرگ کے ایک معنی اسی آواگون سے چکر میں آنے والا عالم راحت ہیں۔ اس عالم کی تفصیلات کا ذکر ان منتروں میں ہے۔ جن کو مولٰینا نے ۲۸ ستمبر والے بابوں میں بخیال خود آریہ سماج کے عقیدے کے خلاف پیش فرمایا ہے۔

آریہ علم ادب میں اس عالم مادی کو اکثر درخت سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ اُپ نِشدوں میں اس جسم کو بھی درخت کہا گیا ہے۔ یہی بات وید فرماتا ہے:-

جس پتوں سے خوب لدے درخت پر مرتاض اپنے تمام حواس کے ساتھ محو سرور ہوتا ہے۔ یہاں ساری خدائی کا مالک پرمیشور ہم ازلی رُوحوں پر نظر کرم رکھے۔ (رگ وید ۱۰۔ ۱۳۵۔ ۱) ؛

عالم محسوسات کا مزا مرتاض لیتا ہے۔ اس کے سارے حواس صحیح رہتے ہیں۔ اور زندگی کی اصلی لذت اسی کو نصیب ہوتی ہے ؛

دو خوشنما پرند آپس میں ملے ہوئے۔ دوست ایک ہی درخت پر بسیرا کرتے ہیں۔ اُن میں سے ایک لذیذ ثمر کھاتا ہے۔ دُوسرا نہ کھاتا

यस्मिन्वृक्षे सुपलाशे देवैः सम्पिबते यमः ।
अत्रा नो विश्पतिः पिता पुराणाँ अनुवेनति ।

ऋ. १०. १३५. १.

ہوا دیکھتا ہے - (رگوید ۱ - ۱۶۴ - ۲۰) ؛

جس درخت پر تمام میٹھے پھل کھانے والے پرند بسیرا کرتے - اور
بچے دیتے ہیں - اس کے پھل کو پہلے سے ہی شیریں بتلاتے آئے ہیں
اسے وہ حاصل نہیں کرسکتا - جو اپنے رب کو نہیں جانتا ؛
(رگ وید ۱ - ۱۶۴ - ۲۲) ؛

ہمارے مولینا، چشم بد دور، کبھی کبھی بڑے پتے کی بات کہتے
ہیں - فرمایا ہے :-

ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ یہاں استعارہ کے طور پر دو طرح کے انسانوں
کو پرندوں سے تشبیہ دی گئی ہے - ایک باپ (خدا) کو جاننے
والا ہے - وہ اس کے پھل کو کھاتا ہے - مگر دوسرا جو باپ کو نہیں
جانتا - اگرچہ وہ بھی اس جگہ بیٹھا ہے - مگر وہ اس پھل کو حاصل نہیں
کرسکتا - (ویدوں کا بہشت صفحہ ۸۴) ؛

آخر وید کا کلام ہے - مولینا اس کے اتنے ہی مخاطب ہیں - جتنا
کوئی اور - پرمیشور کی بات پرمیشور کا بندہ سمجھ ہی لیتا ہے - وید کے
ارشادات نہایت صریح ہیں عقل سلیم ہو سہی - جھٹ سمجھ میں آجاتے
ہیں - وید میں دنیا اور اس جسم کا نام "اشوتھ" بھی ہے - اس کے
دو معنی ہیں - ایک "کل نہ رہنے والا" یعنی فانی - عارضی - دوسرے

द्वा सुपर्णा सयुजा सखाया समानं वृक्षं परिषस्वजाते ।
तयोरन्यः पिप्पलं स्वाद्वत्त्यनश्नन्नन्यो अभिचाकशीति ।
यस्मिन्वृक्षे मध्वदः सुपर्णा निविशन्ते सुवते चाधि विश्वे ।
तस्येदाहुः पिप्पलं स्वाद्वग्रे तन्नोन्नशद्यः पितरं न वेद ॥
ऋ. १. १६४. २२.२

بہادروں کے قابو میں رہنے والا" وید فرماتا ہے :-

یہ عالم عارفوں کے رہنے کی جگہ ہے۔ اس کے ذریعے تیسرے (روحانی) راحت کے عالم میں عارفوں نے نجات کا سرور یعنی ایشور میں اقامت (کا احتفاظ) حاصل کیا ہے - ۳ ؛

ایشور میں اقامت کے لئے یہاں" لفظ کشٹھ" استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں۔ قاعدہ۔ بنیاد۔ مستقر۔ اقامت ؛

نور کی ناؤ، جس کا لنگر نور کا تھا۔ اس نورانی عالم میں چلی۔ وہاں امرت کا پھول یعنی ایشور میں اقامت حاصل کی - ۴ ؛

راستے نور کے تھے۔ چپو نور کے تھے۔ ناویں نور کی تھیں۔ جن سے ایشور میں اقامت (کا پھول) حاصل کیا گیا ؛ ۵ -

(اتھروید ۵ - ۴ - ۳ تا ۵)

یہ کیفیت سمادھی کی ہے - یوگی بحر سرمدی نور کی کشتی میں بیٹھا عالم محویت کے مزے لیتا ہے۔ کشٹھ ایک دوائی کا نام بھی ہے - جو تپ دق وغیرہ کے علاج میں کام آتی ہے۔ وید نے اس کی طرف بھی اشارہ فرما دیا ہے :-

تجھے پیدا کرنے والی (زمین) حیات بخش ہے - تجھے پالنے والا (نور) -

ऊर्ध्वमूलोऽवाक्शाख एषोऽश्वत्थः सनातनः । कठ

अश्वत्थो देव सदनस्तृतीयस्यामितो दिवि ।

तत्रामृतस्य चक्षणं देवाः कुष्ठमवन्वत । ३

हिरण्ययी नौरचरद्धिरण्यबन्धना दिवि ।

तत्रामृतस्य पुष्पं देवा कुष्ठमवन्वत ॥ ४

हिरण्ययाः पन्थान आसन्नरित्राणि हिरण्यया ।

नावो हिरण्ययीरासन् याभिः कुष्ठं निरावहन् ॥ ५ अथर्व. ५. ४.

کرنیں ؟ حیات بخش ہیں ــــ ۳ ÷

تو دوائیوں میں اعلےٰ ہے۔ جیسے گھریلو جانوروں میں بیل اور جنگلی جانوروں میں شیر ۔۔۔۔۔۔ ۴ ÷

کشٹھ اکسیر ہے۔ سوم کے پاس کھڑا ہوتا ہے۔ ۔۔۔۔۔ ۵ ÷

(اتھرو ۱۹ - ۳۹)

رُوحانی طور پر محبت ذات اکسیر ہے۔ وہ عقیدت کی سہیلی ہے۔ وہ روحانی دوائیوں میں شیر ہے۔ دوائی کے طبعی اثر کے علاوہ اُس کی تعریف کا ذہنی اثر بیمار کو صحت یاب ہونے میں بہت معاون ہوتا ہے۔ دید کے احکام کے مطابق علاج کرنے والا اپنی دوائی کی پیدائش وغیرہ حالات کے متعلق مریض کے تصوّر میں نہائت خوش آئند خیالات لائے گا۔ سو ایک کشٹھ تو دوائی ہوئی۔ دوسری پرمیشور میں محبت۔ جو لاکھ دواؤں کی ایک دوا ہے۔ وید کے سوکتوں میں اِن جسمانی اور روحانی دونوں اکسیروں کی تعریف ایک ساتھ بھی ہوئی ہے۔ وید کے ذومعنی کلام ہیں ÷

یہ عالم دیوتاؤں کے رہنے کا مقام ہے۔ اِس کے ذریعہ تیسرے (روحانی) راحت کے مقام ہیں۔ اُمرت کے مزے ہیں۔ وہیں کشٹھ ہوتا ہے یعنی اکسیر۔

(اتھرو ۱۹ - ۳۹ - ۶) ÷

जीवला नाम ते माता जीवन्तो नाम ते पिता ।......३

उत्तमो अस्योषधीनामनड्वान् जगतामिव व्याघ्रः श्वपदामिव ।...४

स कुष्ठो विश्वभेषजः । साकं सोमेन तिष्ठति ।.....५

अश्वत्थो देवसदनस्तृतीयस्यामितो दिवि ।

तत्रामृतस्य चक्षणं ततः कुष्ठो अजायत ॥ ६

अथर्व. १९. ३९. ६.

چھاندوگیہ اُپ نشد میں لکھا ہے :-

یہاں تیسرے (رُوحانی) روشنی کے عالم میں - وہ سرور کا چشمہ ہے
وہ اشوتھ ہے - وہ رُوحانیت (کے عرق) کی کشید ہے ٭

(چھاندوگیہ اُپ نشد - ۸ - ۵ - ۳) ٭

مولانا نے ترجمہ فرمایا ہے "اس میں پیپل کا درخت ہے - کہ جس سے سوم بہتا ہے"- اُپ نشد میں لکھا ہے - وہ اشوتھ ہے - وہ سوم کی کشید ہے - مراد یہ کہ رُوحانی لذات ہی حقیقی لذات ہیں - باقی سب مجاز ہے "ایرمدیہ" کے لغوی معنی اَن کا مزا - اُپ نشد میں اَن کے معنی ہیں مادی دُنیا - اس مادی دُنیا کا مزا عارف لوگ ہی لیتے ہیں - دُنیاوی عیش پرست تو اپنے آپ کو بھی خراب کرتے ہیں - اس عالم کو بھی ٭

دشماری یگیہ کی توضیح ہم پہلے بھی کر چکے ہیں - "توسیع نسل" کا فرض یعنی گرہست - وید فرماتا ہے :-

یہ یگیوں (مذہبی فرائض) میں سے وسیع اور بڑا ہے - توسیع نسل کا
یگیہ (ووداہ) کر کے انسان عالمِ راحت میں داخل ہوتا ہے خوش
منظر - کنول کا پودا یعنی کنول - گل نیلوفر اور بیخ نیلوفر کو پھیلاتا ہے
اس عالمِ راحت (گرہستھ) میں (سرور کی) سب دھاریں - چاروں
طرف سے تجھے میٹھے کنولوں سے بھرے تالاب - مٹھاس برساتے ہوئے
سب طرف سے تیرے قریب ہوں - (اتھرو ۴ - ۳۴ - ۵) ٭

तृतीयस्यमिता दिवि सदैर मदीयं सरस्तदश्वत्थः सोमसवनम्।

छा. ८. ५. ३.

एष यज्ञानां विततो बहिष्ठो विष्टारिणं पक्त्वा दिवमाविवेश।

رگ وید ۹ - ۱۱۳ کی تشریح کسی گذشتہ باب میں ہو چکی ہے :-

جہاں ملک سیرت رہبر ہوتے ہیں - اُس محبوب امرت سے میں سب طرف سے بہرہ یاب ہوں - بڑا قدم لینے والے کا دہی دوست ہے - حاضر ناظر پرمیشور کے چرنوں میں شہد کا کنواں ہے - (رگ وید ۱ - ۱۵۴ - ۵) ؛

ہم نے پد کے معنی "چرنوں" کر دیا ہے - اِس کے معنی "حصول" بھی ہیں - اس مٹھاس اور تلذذ کے کیا کہنے جو پرمیشور کی بھگتی اور اُس کے وصل سے حاصل ہوتا ہے ؛

رگ وید ۱ - ۱۲۵ میں سخاوت کی رُوحانی لذّت کا ذکر ہے - فرمایا ہے یگیہ کرنے والے (نہیں!) یگیہ کا ارادہ کرنے والے کی طرف راحت کی ندیاں - مُرادوں کے دریا بہتے ہیں - فیاض عوام کی مرادیں پوری کرنے والے کی چاروں طرف سے شہرت اور نور کی دھاریں اُمنڈتی ہیں - ۴

جو سخاوت کرتا ہے - راحت کی بلند چوٹی پر کھڑا ہوتا ہے - اُس کا مقام دیوتاؤں میں ہوتا ہے - اُس کے لئے آبِ رواں گھی کا اثر رکھتا ہے -

---

आण्डीकं कुमुदं सन्तनोति विसं शालूकं शफको मुलाली ।
एतास्त्वाधारा उपयन्तु सर्वाः स्वर्गे लोके मधुमत् पिन्वमाना
उप त्वा तिष्ठन्तु पुष्करिणीस्समन्ताः ॥ अ. ४. ३४. ५.

तदस्य प्रियमभि पाथो अश्यां नरो यत्र देवयवो मदन्ति ।
उरुक्रमस्य स हि बन्धुरित्था विष्णोः पदे परमे मध्व उत्सः ॥
ऋ. १. १५४. ५.

उपक्षरन्ति सिन्धवो मयोभुव ईजानं च यक्ष्यमाणं च धेनवः ।
पृणन्तं च पपुरिं च श्रवस्यवो घृतस्य धारा उपयन्ति विश्वतः । ४

اس کی سخاوت اُسے مالامال رکھتی ہے ؛ (رگ وید ۱۲۵)

راستی کے راستے کو اچھی طرح دیکھ - جس پر عارف اہل ثواب جاتے ہیں
اُنہیں راستوں سے عالم راحت کو حاصل کر - جہاں غیر متزلزل راہ حقانیت
کے فرزند محفوظ ہوتے ہیں - تیسری (رُوحانی) راحت کے عالم میں متمکن
ہو - (اتھرو ۱۸ - ۴ - ۳) ؛

یگیہ کرنے والے کو کوائف راحت جن کی بنیاد نور ہی نور ہے - حسب خواہش
حاصل ہوں - (۱۸ - ۴ - ۵)

کوائف راحت جن میں امرت بھرا ہے - یگیہ کرنے والے کو دنیوی اور
اُخروی احتظاظ دیتی ہیں ؛ (اتھرو ۱۸ - ۴ - ۴)

تو لے کے مسکن اعضا، جو تیرے حواس سے قائم ہیں - وہ تیرے اعمال کا
گھر ہو کر مٹھاس لانے اور نور ٹپکانے والے ہوں - (۱۸ - ۴ - ۲۵) ؛

رگ وید ۹ - ۴، - ۶ کا ترجمہ کسی گذشتہ باب میں کر چکے ہیں -

नाकस्य पृष्ठे अधि तिष्ठतिश्रितो यः पृणाति सह देवेषु गच्छति ।
तस्मा आपो घृतमर्षन्ति सिन्धवस्तस्मा इयं दक्षिणा पिन्वते सदा । ५

ऋ. १. १२५.

ऋतस्य पन्थामनुपश्य साध्वङ्गिरसः सुकृतो येन यन्ति ।
तेभिर्याहि पथिभिः स्वर्गं यत्रादित्या मधु भक्षयन्ति तृतीये नाके अधिविश्रयस्व ॥ ३

स्वर्गा लोका अमृतेन विष्ठा इषमूर्जं यजमानायदुह्राम् ॥ ४

एतीमा लोका घृतपृष्ठाः स्वर्गाः कामं कामं यजमानाय दुह्राम् ॥ ५

अपूपापिहितान् कुम्भान् यांस्ते देवा अधारयन् । ते ते सन्तु स्वधावन्तो मधुमन्तो घृतश्चुतः ॥ २५

अ. १८. ४.

(اے انسان!) تیرے جو پہلے بزرگ ہو چکے ہیں۔ اور جو بعد کے موجود ہیں اُن کے لئے سودھاروں کی گھی کی لبالب نہر چلے (اتھروید ۱۸-۳-۷۲)۔

یعنی جیتے بزرگوں کو کھلا اور مرے ہوؤں کا داہ کرم کر ۔

برہمچاری کہتا ہے :-

(برہمچریہ کی) اکسیر میرے پاس گھی کی دھارا اور خوردنی اشیا کا رس لائی ہے۔ (اتھرو ۱۰-۶-۲۵)۔

جو جیتے ہیں۔ جو مر چکے ہیں۔ جو پیدا ہوئے (بچے) ہیں۔ اور جو پوجا کے قابل ہیں۔ ان کے لئے مٹھاس کی دھاروں والی گھی کی نہر لبالب بہے (اتھروید ۱۸-۴-۵۷)۔

مرے ہوؤں کی تو لاش ہی گھی سے جلائی جاتی ہے۔ جیتے ہوئے، خورد اور بزرگ، سب کی آؤ بھگت اور خدمت گرہست کے سورگ میں رہنے والے خانہ دار کا فرض ہے ۔
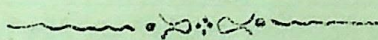
ये ते पूर्वे परागता अपरे पितरश्च ये। तेभ्यो घृतस्य कुल्यैतु शतधारा व्युन्दती। अथर्व. १८. ३. ७२.

समायं मणिरागमत् मधोर्घृतस्य धारया कीलालेन मणिः सह। अथर्व. १०. ६. २५.

ये च जीवा ये च मृता ये जाता ये च यज्ञियाः। तेभ्यो घृतस्य कुल्यैतु मधुधारा व्युन्दती। अथर्व. १८. ४. ५७.

برہم پوری

ایشور کو جاننے کا موقعہ انسانی جسم ہی میں ہے۔ اس سے ادنےٰ
قالبوں میں معرفتِ الٰہی کا موقعہ نہیں ہوتا۔ اس لئے انسانی جسم کو ایشور
کی نگری کہا گیا ہے۔ یہ بات وید میں بھی مذکور ہے۔ اور زبان زد خلائق
بھی ہے۔ یوگی لوگ اس نگری کے آٹھ چکر بتاتے ہیں۔ جن میں سے پران
کو کنڈلنی سے برہم رندھر تک اُٹھایا جاتا ہے۔ اور اس کے نو دروازے
یعنی دو آنکھیں۔ دو کان۔ دو نتھنے۔ ایک مُنہ اور دو بول و براز کے راستے
باہر کی طرف کُھلتے ہیں۔ عوام اس جسم کو نو دروازوں والی نگری کہتے ہیں
گیتا میں لکھا ہے :-

سب اعمال و کے اثر کو دل سے ترک کر کے ضبط کرنے والا شخص
نو دروازوں والی نگری میں آرام سے رہتا ہے۔ وہ نہ کچھ کرتا ہے
نہ کراتا ہے۔ (ادھیائے ۵ شلوک ۱۳) :

یہ بھی سورگ ہے۔ عارف اسی کے احسن استعمال کی بدولت جسمانی
ذہنی اور روحانی سرور کا حق دار بنتا ہے۔ وید فرماتا ہے :-

اُدبر پھیلی ہوئی۔ ٹیڑھی پھیلی ہوئی اطراف اس انسان کی طرف رجوع کرتی

सर्वकर्माणि मनसा संन्यस्यास्ते सुखं वशी। नवद्वारे पुरे देही
नैव कुर्वन्न कारयन्। गीता. ५. १३.

ہیں - جو برہم پوری (ایشور کی نگری) کو جانتا ہے - جس سے وہ پُرش کہلاتا ہے - (اتھروید ۲۸ - ۱۰ - ۲) ؎

اِنسان کو پُرش اس لئے کہتے ہیں - کہ وہ پُری (ایشور کی نگری) یعنی جسم میں رہتا ہے - آفاق عارف کی طرف گویا اُمنڈتے ہیں ؎

جو برہم کی اس نگری کو جانتا ہے - جس کا احاطہ عالمِ نجات نے کر رکھا ہے - اُس کو خُدا اور خدا والے بصارت - سانس اور بال بچے دیتے ہیں - ۲۹ -

درحقیقت بصارت - سانس اور بال بچے اسی کے ہیں - جو جیون مُکت ہوتا ہے - اس کے چاروں طرف عالمِ نجات کھیل رہا ہے - اگر آتما اِس اِنسانی جسم کا استعمال ٹھیک طرح سے کرے - تو مکتی اُس کے قریب ہی تو ہے - سب دینیں خدا اور خدا والوں کی ہیں ؎

اسے بڑھاپے سے پہلے نہ بصارت چھوڑتی ہے - نہ سانس - جو برہم کی نگری کو جانتا ہے - جس سے وہ پُرش کہلاتا ہے - ۳۰ -

جسم کا علم ہو - اور اُس کی طاقتوں کا ٹھیک طرح استعمال کیا جائے تو عمرِ طبعی پانا آسان ہو جاتا ہے - اگر جسم کو ایسا مقدس سمجھا جائے -

ऊर्ध्वो नु सृष्टा३स्तिर्यङ्नु सृष्टा३: सर्वा दिशः पुरुष आबभूवाँ ३
पुरं यो ब्रह्मणो वेद यस्याः पुरुष उच्यते । अ. १०. २. २८.
यो वै तां ब्रह्मणो वेदामृतेनावृतां पुरम् । तस्मै ब्रह्म च ब्राह्माश्च
चक्षुः प्राणं प्रजां ददुः । २९
न वै तं चक्षुर्जहाति न प्राणो जरसः पुरा । पुरं यो ब्रह्मणो वेद
यस्याः पुरुष उच्यते । ३०

گویا ایشور کے علم اور وصل کا مقام ہے۔ تو گناہ کوئی کرے ہی کیوں؟

آٹھ چکروں اور نو دروازوں والی دیوتاؤں کی نگری ہے۔ جسے کوئی جیت نہیں سکتا۔ اس میں ایک نورانی خزانہ ہے۔ وہ روشنی سے گھرا ہوا سورگ ہے۔ ۳۱۔

اس نورانی خزانے میں جو تینوں زمانوں کے چکر پر مضبوطی سے قائم ہے قابل پرستش آتما ہے۔ اس کا علم برہم گیانیوں (عارفوں) کو ہوتا ہے۔ ۳۲

اس چمکنے والی نورانی۔ خوب صورتی سے گھری ہوئی نگری میں۔ جسے کوئی جیت نہیں سکتا۔ برہم (ایشور) سما رہا ہے۔ ۳۳۔

(اتھرووید ۱۰-۲)

یوگیوں کی اصطلاح میں اس خزانے کو ہردے پدم کہتے ہیں۔ جہاں آتما اور پرماتما کا میل ہوتا ہے۔ مراقبہ میں یہ نورانی کنول کھلا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ سنسکرت میں "وقت" کو "تری ار" یعنی تین ڈنڈوں (ماضی۔ حال۔ مستقبل) والا پہیہ کہتے ہیں۔ جو ہر وقت گھوم رہا ہے۔ مگر "ہردے پدم" اس چکر کی گردش میں نہیں آتا۔ اس کی "پرتشٹھا" (قیام) تین دفعہ یعنی پوری مضبوطی سے کی گئی ہیں ٭

अष्टचक्रा नवद्वारा देवानां पूरयोध्या। तस्यां हिरण्ययः कोशः स्वर्गो ज्योतिषावृतः। ३१

तस्मिन् हिरण्यये कोषे त्र्यरे त्रिप्रतिष्ठिते।

तस्मिन् यद् यक्षमात्मन्वत्तद्वै ब्रह्मविदो विदुः॥ ३२

प्रभ्राजमानां हरिणीं यशसा संपरीवृताम्।

पुरं हिरण्ययीं ब्रह्मा विवेशापराजिताम्॥ ३३

अथर्व. १०. २.

چھاندوگیہ اُپنشد میں برہمچریہ کی تعریف میں کہا ہے :-

یہ جو ناشکا ئن ہے - وہ برہمچریہ ہے - کیونکہ وہ آتما جس کو برہمچریہ سے پاتے ہیں - ناش نہیں ہوتا - یہ جو ارنیاین ہے - وہ برہمچریہ ہے - کیونکہ آر اور نیہ دو نہریں ہیں - جو تیسرے (روحانی) عالم راحت میں مراقبے کی حالت میں ملتی ہے - وہ ایرم مدیہ یعنی سرور کا چشمہ ہیں - وہ اشوتھ یعنی قدیریں قائم ہونے کی حالت ہے - وہ سوم یعنی روحانی لذات کے پیدا ہونے کا عالم ہے - وہی اپراجتا (ناقابل شکست نگری) ہے - پرمیشور کی قدرت پر قائم ہے - وہ نورِ ہی نند ہے (چھاندوگیہ ۸-۵)

مولوی صاحب کا اعتراض :-

۴۳ - بہشت میں جناب ایشور کے شہر - محل - پلنگ اور پالکی - بیویوں وغیرہ کے متعلق جو حوالہ جات پیش کئے ہیں - کیا اُن کو پڑھکر آریہ سماج ویدوں سے کنارہ کشی نہ ہوگی ؟

مولانا! ان منتروں میں لفظ سورگ کا استعمال تو نورانی خزانے یعنی ہردے کے لئے ہوا ہے - آپ اسے کوئی خاص طبقہ یا اس عالم سے علیحدہ مقام کیونکر ٹھیرائیے گا ؟ اِس سورگ کی کیفیت وغیرہ کسی حالتِ مراقبہ میں پہنچے عارف سے دریافت کیجئے - پھر شائد آپ کا ہی دل اس سورگ پر آ جائے - وہ سورگ آپ کے اندر موجود ہے - اسی جسم میں - ریاضت شرط ہے - گیان دھیان کی مشق کرنے سے وہ انمول خزانہ ہاتھ آ ہی جاتا ہے ؎

گھی کے تالاب، شہد کی نہریں، عرق ۔ دودھ، دہی اور پانی کی لبالب
بھری دھاریں تجھے عالمِ راحت میں حاصل ہوں۔ تیرے چاروں
طرف مٹھاس برساتی ہوئی کملوں سے بھری جھیلیں ہوں ٭

(اتھرو وید ۴-۳۴-۶) ٭

یہ (طبیبوں کا سرتاج) شہد اور گھی کی دھارا اور امرت ساتھ لایا
ہے۔ (اتھرو ۱۰-۶-۲۵) ٭

ایثار کرنے والوں سے جو بغیر بُلائے (خدمت کو) حاضر ہیں۔ مہک
رہا گرہست پہلے حاصل کیا۔ حسین سگھڑ دُلہن کا دل جیتا اور سخاوت کا اپنی
مزا لُوٹا۔ (رگ وید ۱۰-۱۰۷-۹) ٭

घृतह्रदा मधुकूलाः सुरोदकाः क्षीरेण पूर्णा उदकेन दध्ना ।
एतास्त्वा धारा उपयन्तु सर्वाः स्वर्गे लोके मधुमत् पिन्वमाना
उप त्वा तिष्ठन्तु पुष्करिणीः समन्ताः । अ. ४ । ३४ । ६ ॥
स मायं मणिरागमन्मधोघृ तस्य धारया कीलालेन मणिः सह ॥

अ. १० । ६ । २५ ॥

भोजा जिग्युः सुरभिं योनिमग्रे भोजा जिग्युर्वध्वं या सुवासाः ।
भोजा जिग्युरन्तः पेयं सुराया भोजा जिग्युर्ये अहूताः प्रयन्ति ।

ऋ० १० । १०७ । ९ ॥

جس برہمچاری میں ایثار کا مادہ ہو۔ اس کا گھر ایثار کی خوشبو سے مہک
جاتا ہے۔ حسین دوشیزگان کا دل خود بخود ایسے ایثار کے پتلوں پر مست
ہو جاتا ہے۔ اور وہ اُن سے شادی کرنے کو تیار ہو جاتی ہیں۔ پھر جو سخاوت
کا روحانی مزا ہے۔ سو تو ہے ہی۔ یہاں لفظ "سرا" استعمال ہوا ہے۔
"سُ" کے معنے اچھی اور "را" کے معنی سخاوت +

مولینا کو اوپر کے منتروں میں کہیں "شراب سے بہتی ہوئی" کہیں
"شراب کی نہر" اور کہیں "نہایت تیز شراب" کی جھلک ملی ہے۔ اتھروید ۴۔
۴۳۔۶ میں لفظ "سرودکاہ" آیا ہے۔ سُرا کے معنی ہیں کشیدہ یا
مصفیٰ معطر اور اُدک کے معنی ہیں پانی۔ کہیں کوئی شراب معنی نہ کرے۔
"سُرا" کا موصوف لفظ "اُدک" موجود ہے۔ شراب معنے ہوتے۔ تو لفظ "اُدک"
کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ مولینا نے "بہتی ہوتی" نہ جانے کس لفظ کے
معنے سمجھے؟ "کیلال" امرت کو کہتے ہیں۔ مولینا اسے "شراب کی نہر" قرار
دے رہے ہیں۔ اس نہر کے ساتھ آیا کون ہے؟ ایشور۔ جس کا اس
منتر میں ذکر ہی نہیں۔ ایثار کرنے والے کے بیان میں "سُرا" کے معنے
اچھی سخاوت ہی موزوں ہیں ٭

معطر پانی کی آبیاری اور امرت میں جو مٹھاس ہے۔ وہ مجھ میں
ہو۔ (اتھروید ۶-۶۹-۱) ٭

شراب میں مٹھاس نہیں ہوتی۔ "جو کی شراب" نہ جانے مولینا
کو کہاں سے سوجھی ہے۔ "سُرا" کے معنے شراب بھی ہوتے
ہیں۔ لیکن آخر موقع اور محل دیکھنا چاہیئے۔ اور تو اور "سُرا جن" جو

सुरायां सिच्यमानायां कीलाले मधु तन्मयि । अ. ६ । ६९ । १॥

سُر" اور "ارجن" سے مُرکب ہے - اور ارجن کے معنی ہیں - دیو پُوجا - مولینا
نے اُس کی ترکیب سُرا - ارجن کر ڈالی ہے - سُر کے معنے دیوتا - اور ارجن
کے معنے پُوجا کسی بھی لغت میں آپ کو مل جائیں گے - اور سُر
ارجن کی ترکیب بھی یہی ملے گی - جو ہم نے اُوپر عرض کی ہے ؛

ہم اس (طبیب) کے گھی - معطر پانی (یا شراب) شہد اور ہر
طرح کی خوراک پیش کرتے ہیں - وہ سرتاج (طبیباں) روز بروز پھر
پھر آ کر ہمارا نہایت مبارک علاج کرے - اور ایسا خیال رکھے جیسے
باپ سعادت مند لڑکوں کا - (اتھرو ۱۰ - ۶ - ۵) ؛

طبیب کے ہاتھوں میں شراب بھی اکسیر ہے - یہ اس کا دوائی کے
طور پر استعمال ہوتا - بھلا یہاں سورگ کا ذکر بھی ہے ؟ مولینا نے بہشت
اور شراب کو لازم و ملزوم سمجھ لیا ہے - جہاں بہشت دیکھیں گے وہاں
شراب کا تصوّر باندھیں گے - جہاں شراب دیکھیں گے - بہشت یاد
آجائے گی - تب تو مے خانہ یا محفل رنداں ہی بہشت ہوئی ؛

جو نُور حواس میں ہے جو سخاوت میں مرکوز ہے - اے مرد عورتو! جو
نُور گایوں میں ہے - اُس سے اس دُلھن کو مالا مال کرو - ۳۵

اے مرد عورتو! جس ست سے نہایت بے گناہ عورت کا بطن
بنتا ہے - جس سے (عورت) فرشتہ بنتی ہے - جس سے حواس اور

तस्मै घृतं सुरां मध्वन्नमन्नं क्षदामहे ।
स नः पितेव पुत्रेभ्यः श्रेयः श्रेयश्चिकित्सतु भूयोभूयः श्वः श्वो
देवेभ्यो मणिरेत्य । अ. १० । ६ । ५ ॥
यच्च वर्चो अक्षेषु सुरायां च यदाहितम् ।
यद्गोष्वश्विना वर्चस्तेनेमां वर्चसावतम् । १४ । १ । ३५ ॥

اعضاء سینچے جاتے ہیں۔ اُس ست سے اُس دُلہن کو مالا مال کرو۔ ۳۶

(اتھروید ۱۴-۱) ❊

یہاں نُور سے مراد عورت کا ست ہے۔ اِس ست سے عورت کے اعضاء چمکتے ہیں۔ اسی سے اُس کی نیک اولاد پیدا کرنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ یہی ست اُس کے حواس کو سینچتا ہے۔ مُراد یہ ہے۔ کہ گھر کے اور پڑوس کے مرد عورت کی نظر ایسی ہونی چاہئیے۔ جس سے عورتوں کا ست بنا رہے۔ مولٰنا کو ان منتروں میں بھی شراب کی بُو آئی ہے۔ یہی نہیں۔ جوئے اور "نہایت خوب صُورت فاحشہ عورت کی ران" تک کا تصور ہوا ہے۔ بہشت کا اچھا تصوّر باندھا ہے۔ مولٰنا! یہاں تو سورگ لفظ ہی نہیں آیا۔ ایک بے گُناہ دُلھن کے ست کی حفاظت کی فکر ضرور ہے۔ وید اُس کے بطن کا بچاؤ کرتا ہے۔ آپ کسی اور بات کا خیال فرماتے ہیں۔ "سُرا" "سُر" کا مؤنث ہے۔ معنی دیوی۔ فرشتہ۔ آپ اُسے بھی شراب قرار دیں گے؟ یہ تو آپ کے زہد کی زبردستی ہے❊

سوترامنی یگیہ ہیں جو آپ نے شراب پینے کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ بھی اسی لفظ سُرا کے معنی نہ سمجھ کر۔ آپ نے خود ہی تحریر فرمایا ہے❊

سوترامنی یگیہ میں سوم پینے میں بے اعتدالی سے جو بیماری پیدا ہوتی ہے۔ اُس کے دُور کرنے کے لئے یہ یگیہ کیا جاتا ہے۔ اور اس میں شراب پی جاتی ہے۔ (ویدوں کا بہشت صفحہ ۹۵)

येन महानघ्न्या जघनमश्विना येन वा सुरा ।
येनाक्षा अभ्यषिच्यन्त तेनेमां वर्चसावतम् । १४ । १ । ३६ ॥

وہ سوم کیا چیز ہے - جس کے اثر کا علاج شراب سے ہوتا ہے؟

مولینا! دو دوائیاں ہیں - ایک کا اثر دوسری سے دُور کیا جاتا ہے - ہم اوپر عرض کر تو چکے ہی ہیں - سُرا کے معنی ہیں کشیدہ پانی - عرق - اس کا استعمال ہر ایک طبیب کرتا ہے ؛

سونرا منی کی بحث آپ نے پھر شت پتھ براہمن کی بنیاد پر اُٹھا دی ہے - آپ کا ابتدائی نوٹ یہ ہے -

اس کتاب کے تمام حوالجات ویدوں سے دیئے گئے ہیں - دوسری کتابوں کو صرف تائید میں پیش کیا گیا ہے ؛

یہاں شت پتھ کو وید کے کس قول کی تائید میں پیش کیا گیا ہے ؟

گندھرو اور اپسرائیں

عالمِ باطن کی تجلّیاں اور روحانی نغمے

لفظ گندھرو کے معنے سب سے پہلے خود وید سے دریافت کرنے چاہئیں۔

یجروید ادھیائے ۱۸ میں لکھا ہے:-

حرارت گندھرو ہے -	یجروید ۱۸ - ۳۸ -
سورج گندھرو ہے	یجروید ۱۸ - ۳۹
چاند گندھرو ہے	یجروید ۱۸ - ۴۰
ہوا گندھرو ہے	یجروید ۱۸ - ۴۱
یگیہ گندھرو ہے	یجروید ۱۸ - ۴۲
من گندھرو ہے	یجروید ۱۸ - ۴۳

अग्निर्गन्धर्वः । य. १८ । ३८ ॥

सूर्योगन्धर्वः । य. १८ । ३९ ॥

चन्द्रमागन्धर्वः । य. १८ । ४० ॥

वातोगन्धर्वः । य. १८ । ४१ ॥

यज्ञोगन्धर्वः । य. १८ । ४२ ॥

मनोगन्धर्वः । य. १८ । ४३ ॥

گندھرو کے لغوی معنے ہیں کرنوں کا سہارا - اسی روشنی کو اگر روحانی سمجھیں - تو خود پرمیشور گندھرو ہے - وید فرماتا ہے :-

نورٌ علیٰ نور گندھرو (پرمیشور) جو سارے عالم موجودات کا ایک ہی مالک ہے - ایک ہی پرستش کے لائق - عوام کی بندگی کا مرجع ہے - نورٌ علیٰ نور اس تیری ذات سے میں وید کے ذریعہ واصل ہوتا ہوں - تجھے میرا پرنام ہو - تیرا مقام عالمِ نور میں ہے - (اتھرو وید ۲-۲-۱) ✣

پرمیشور سے اُتر کر مرشد یا اُستاد کو گندھرو کہا جاتا ہے - گندھرو کے ایک اور معنی ہیں - کلام کو قائم کرنے والا - سو بھی پرمیشور اور استاد دونو ہیں - پرمیشور وید کے ذریعہ انسان کو زبان کا علم دینے والا ہے - اور اُستاد شاگرد کو زبان کے ذریعہ تمام علوم سکھاتا ہے -

نورٌ علیٰ نور گندھرو عقل کو پاک کرنے والا - ہماری عقل کو پاک کرے - زبان کا مالک ہماری زبان کو شیریں بنا دے (یجروید ۱۱-۷) ✣

گانے بجانے والوں کو بھی گندھرو کہا گیا ہے - کیونکہ وہ بھی زبان کے استعمال کے یعنی علمِ آواز کے ماہر ہوتے ہیں - ہو سکتا ہے - اس علم کا استعمال بُرے لوگوں کے ہاتھوں میں آ کر بُرا ہونے لگے - ورنہ گانا بجانا بذاتِ خود کوئی مذموم چیز نہیں - اسی علمِ موسیقی سے روحانی محویت بھی پیدا کی جا سکتی ہے - اُردو میں لفظ اُستاد جو گندھرو کا ترجمہ ہے - اچھا لفظ ہے - لیکن استاد جی کسی اچھے آدمی کو نہیں کہتے ✣

दिव्यो गन्धर्वो भुवनस्य यस्पतिरेक एव नमस्यो विक्ष्वीड्यः ।
तं त्वा यौमि ब्रह्मणा दिव्य देव नमस्ते अस्तु दिवि ते सधस्थम् ॥
दिव्यो गन्धर्वः केतपूः केतन्नः पुनातु वाचस्पतिर्वाचन्नः स्वदतु ॥

معمولی لغات میں بھی جو وید کے زمانہ کے بہت پیچھے کی تصانیف ہیں۔ گندھرو کے معنی جہاں گانے والا دیئے ہیں۔ وہاں عارف اور سورج بھی دے رکھے ہیں ÷

سورگ ایک اچھے راحت و آرام سے بھرے گھر کو کہتے ہیں۔ اس کے متعلق جہاں اور سکھ کے سامانوں کا ذکر ہے۔ وہاں یہ بھی فرمایا ہے :۔

جو توسیع نسل کا "یگیہ" کرتے ہیں۔ اُن پر بدبختی کبھی نازل نہیں ہوتی مرتاض (نفسانی خواہشوں کو ضبط میں رکھنے والا) قائم رہتا ہے۔ وہ دیوتاؤں (عارفوں) کی سنگت کرتا ہے۔ اور رُوحانی طمانیت سے مملو استادوں (یا ماہران موسیقی) کے ساتھ مسرور رہتا ہے۔ (اتھرو ۴-۳۴-۳)

یہاں وید نے سورگ کی لذات کا حظ اُٹھانے والے خزانہ دار کو "یم" یعنی مرتاض۔ ضبط کی زندگی بسر کرنے والا کہا ہے۔ یہ لفظ معنی خیز ہے۔ ایسا شخص اگر نغمے بھی سُنیگا۔ تو اُن سے رُوحانی فوائد حاصل کرے گا۔ وہ عیش و عشرت کا بندہ تو ہے ہی نہیں۔ گانے بجانے والوں کو بھی رُوحانی طمانیت کے پُتلے کہا ہے۔ جن کے اپنے جذبات قابو میں ہیں۔ وہ اوروں کے جذبات کو بھڑکنے نہ دیں گے۔ اُلٹا انہیں شانت کریں گے ÷

مولینا نے اس منتر کے ترجمے میں لکھا ہے "وہ یم کے پاس رہتا ہے۔ وہ سوم رس پا کر۔۔۔۔۔" نہ جانے یہ کن لفظوں کا ترجمہ ہے ÷

وید جسم کے متعلق فرماتا ہے :۔

یہ مرتاض (یا ریاضت) کا گھر ہے۔ جسے دیوتاؤں کا بنا ہوا کہا جاتا

विष्टारिणमोदनं ये पचन्ति नैनानवर्तिः सचते कदाचन ।
आस्ते यम उप याति देवान् संगन्धर्वैर्मदते सोम्येभिः ।

अ. ४ । ३४ । ३ ॥

ہے۔ اِس میں جو رگیں پھونکی جاتی ہیں۔ تو (ان کے) نغموں سے صفائے قلب ہوتا ہے۔ (رگ وید ۱۰ - ۱۳۵ - ۷) ؛

یوگی پرانایام کی مشق سے جسم کی رگوں کو گویا بین بنا لیتا ہے۔ اور اُن سے انہت ناد (انحد گیت) سنتا ہے۔ اس منتر میں گندھرو لفظ ہی نہیں مگر نغمہ ہے۔ مولینا کو معاً اُستاد جی کا خیال آگیا ؛

پرمیشور کے غیر متزلزل مقام میں عارف اپنے اذکار سے گھی کی طرح دونو طبقات کا رس اخذ کرتے ہیں۔ (زمین و آسمان کا آنند لیتے ہیں)۔

(رگ وید ۱ - ۲۲ - ۱۴) ؛

مولینا نے یہاں گندھرو جو صیغہ واحد ہے۔ اور جس کے معنے پرمیشور کے ہیں۔ اسے صیغہ جمع میں لکھ کر معنے لکھے ہیں :۔

"گندھروں کے غیر متغیر مقام میں"

عالم موجودات کا بسانے والا تمام متحرک اشیاء کا اندازہ قائم کرنے والا۔ نورٌ علیٰ نور اُستاد (ازل) ہمیں وہ اُپدیش دے۔ جو حق ہے پر ہم نہیں جانتے۔ ہمارے اذہان کی ہداشت فرماکر ہمارے عقول کی حفاظت کرے۔ (رگ وید ۱۰ - ۱۳۹ - ۵) ؛

اِس منتر کا ترجمہ مولینا نے حسبِ ذیل فرمایا ہے :۔

इदं यमस्य सादनं देवमानं यदुच्यते ।
इयमस्य धम्यते नालीरयं गीर्भिः परिष्कृतः । ऋ. १० । १३५ । ७॥
तयोरिद्घृतवत्ययो विप्रा रिहन्ति धीतिभिः । गन्धर्वस्य ध्रुवे पदे । १ । २२ । १४ ॥
विश्वावसुरभि तन्नो गृणातु दिव्यो गन्धर्वो रजसो विमानः ।

یہ گیت دِشواد سو گندھرو بہشتی گندھرو درمیانی خلاء کا باشندہ ہمیں گا کر سنائے گا ؛

کس لفظ کے معنی گیت ؟ اور کس لفظ کے معنے درمیانی خلاء کا باشندہ ؟
چھاندوگیہ اپنشد میں آتما کے جاننے والے کی حالت کا بیان کیا ہے ۔کہ وہ جس چیز کو چاہتا ہے ۔اس کے عالمِ خیال سے وہ اُس کے سامنے آجاتی ہیں ۔ان میں سے ایک چیز موسیقی بھی ہے ؛
اگر اس کی خواہش عالمِ موسیقی کی ہوتی ہے ۔ تو اُس کے خیال سے گیت اور باجے پیدا ہو جاتے ہیں ۔اس سے عالمِ موسیقی کو پا کر وہ مسرور ہوتا ہے ۔(چھاندوگیہ ۸ ۔ ۲) ؛
گیت تو رُوحانی نغمے ہیں ۔ جو یوگیوں کو سُنائی دیتے ہیں ۔ رُوح کی طاقتوں کا اندازہ یوگیوں ہی کو ہوتا ہے ۔ طرفہ یہ ہے کہ چھاندوگیہ اپنشد میں اس نغمے سنائی دینے کی حالت کو "گیت وادِتر لوک" کہا ہے ۔ یعنی موسیقی کا عالم ہم حیران ہیں مولف نانے یہاں لوک کے معنی کوئی خاص مقام کیوں نہیں کئے ؛
جو کیفیت لفظ گندھرو کی ہے ۔ وہی اپسرا کی بھی ہے ۔ اس لفظ کے معنی یجروید میں حسب ذیل کئے گئے ہیں :۔
ادشدھیاں اپسرائیں ہیں ۔ (یجروید ۱۸ ۔ ۳۸)

यद्वा वा सत्यश्रुता यज्ञो विश्व धियो हिन्वानो धियं इन्नो-
अश्व्याः । ऋ. १० । १३९ । ५ ॥
अथ. यदि गीतवादित्रलोककामो भवति संकल्पा देवास्य गतिवा-
दित्रे समुत्तिष्ठत: । छा. ८ । २ । ८ ॥

کرنیں اپسرائیں ہیں - (یجر وید ۱۸ - ۳۹)
تارے اپسرائیں ہیں - (یجر وید ۱۸ - ۴۰)
پانی اپسرائیں ہیں (یجر وید ۱۸ - ۴۱)
دکشنائیں اپسرائیں ہیں (یجر وید ۱۸ - ۴۲)
رگ وید اور سام وید کے منتر اپسرائیں ہیں (یجر وید ۱۸ - ۴۳)

"آپہ" کے معنی ہیں یگیہ - جو یگیہ میں سرن یعنی حرکت کرے - اسے اپسرا کہتے ہیں - پرمیشور کی قدرت کو - اور تو اور وید کے منتروں کو اپسرا کہا گیا ہے - اب اگر کسی سورگ میں ویدوں کے نغمے سُنائی دیتے رہیں - پرمیشور کا اُپدیش ہی اُپدیش سُننے کو ملتا رہے - تو کسی پاکباز کو اور کیا چاہیئے ؟

وید فرماتا ہے :-

ہم پرودہ گندھرو (استاد ازل) عنایت کرے - جو عالم موجودات کا تنہا مالک ہے - جو تنہا قابل پرستش ہے - جو برکات حسنہ کا منبع ہے - ۲
ہم نے ان بے لوث اپسراؤں (وید کے منتروں) کے درشن کئے - ان میں بھی استاد ازل کا جلوہ تھا - ان منتروں کا گھر سیرے قلب کو کہتے ہیں

ओषधयोऽप्सरसः । य. १८ । ३८ ॥
मरीचयोऽप्सरसः । य. १८ । ३९ ॥
नक्षत्राण्यप्सरसः । य. १८ । ४० ॥
आपो अप्सरसः । य. १८ । ४१ ॥
दक्षिणा अप्सरसः । य. १८ । ४२ ॥
ऋक्सामान्यप्सरसः । य. १८ ।४३ ॥
मृडाद् गन्धर्वो भुवनस्ययस्पतिरेक एव नमस्यः सुशेवाः ॥ २

اِس میں یہ ا پسرائیں جھٹ آتی ہیں - اور جھٹ جاتی ہیں ۔ ۳

ابر آلود یا ستاروں سے جگمگا رہے آسمان میں - (اے ویدوں کی جھانکیو! تم ساری کائنات کے بنانے والے اُستاد ازلی سے واصل ہو - میں تمہیں اے رُوحانی طاقتو! پرنام کرتا ہوں - ۴

جو رقت انگیز - تاریکی کو ہٹانے والی - حواس کو فریفتہ کرنے والی - دِل کو لبھانے والی - اُستادِ ازل کی دھرم سنگنیاں یگیہ کی طاقتیں ہیں - میں انہیں پرنام کرتا ہوں - ۵ - (اتھروید ۲-۲) ۔

لفظ 'پتنی'، کے معنی ہم کسی گذشتہ باب میں وہ عورت کر چکے ہیں - جو یگیہ میں خاوند کا ساتھ دینے کے لئے اُس کی ساری عمر کی سنگنی بنتی ہے - مجازاً ہر اُس طاقت کو جس سے یگیہ کیا جائے - پتنی کہا جاتا ہے - مثلاً اُوپر یگیہ کی دکھشنا کو یگیہ کی اپسرا کہا گیا ہے - حق یہ ہے - کہ اپسرا کے معنے بھی یگیہ میں چلنے والی ہیں - یعنی پتنی - پرمیشور کی دو پتنیاں لکشمی اور شری کا ذکر بھی کسی پہلے باب میں ہو چکا ہے - وہ پرمیشور کی رُوحانی اور مادی طاقتوں کا نام ہے - یہاں وید منتروں کو اپسرائیں کہہ دیا ہے - کیونکہ وید کی رچائیں پرماتما کی ہمیشہ کی مصاحب ہیں - یوگی کو یہ روحانی سرود

अनवद्याभिः समुजग्म आभिरप्सरास्वपि गन्धर्व आसीत् ।
समुद्र आसां सदनं म आहुर्यतः सद्य आ च परा च यन्ति ॥ ३
अभ्रिये दिद्युन्नक्षत्रिये या विश्वावसुं गन्धर्वं सचध्वे ।
ताभ्यो वो देवीर्नम इत्कृणोमि ॥ ४
याः क्लन्दास्तमिषीचयोऽक्षकामा मनोमुहः ।
ताभ्यो गन्धर्वपत्नीभ्योऽप्सराभ्योऽकरं नमः ॥ ५ ॥ अ. २ । २ ॥

تاروں بھری رات میں تاروں کی زبانی سُنائی دیتا ہے۔ اور ابر آلود آسمان میں بادلوں کی گرجوں سے ۔

برہدار نیک اُپ نشد ۳-۲۳-۱-۱ اور ۳-۷-۱ میں دو خاتونوں کا ذکر آتا ہے۔ جنہیں "گندھرو گرہیتا" کہا گیا ہے۔ گندھرو کے معنی من۔ ہم اوپر یجر وید ۱۸-۴۳ کے حوالہ سے کر چکے ہیں۔ اس وقت بھی علم الاذہان کی کتب میں ایسے اشخاص کی مثالیں درج کی جاتی ہیں۔ جو مختلف اوقات میں مختلف اشخاص کی ذہنی حالت اختیار کر لیتے ہیں۔ ہپنوٹزم کے زیر اثر تھوڑی دیر کے لئے ایسا شخص اپنی اصلی شخصیت بدل لیتا ہے بعض اشخاص کی صورت میں یہ حالت بغیر ہپنوٹزم کے عمل کے صورت پذیر ہوتی ہے۔ مثالیں ایسے اشخاص کی بھی ہیں۔ جن کی شخصیت کئی سال بدلی رہی۔ کئی سالوں کے وقفوں کے بعد یکے بعد دیگرے مختلف شخصیتیں اختیار کرنے کے واقعات بھی زیر غور آئے ہیں۔ چند سال گذرے۔ اِن صورتوں میں ایک ہی قالب میں متعدد رُوحوں کے داخل ہونے کا قیاس پیش کیا جاتا تھا۔ اس نظریہ پر زیادہ زور تھیاسوفسٹ لوگ دیتے تھے۔ لیکن فلاسفروں نے کبھی اس خیال کو قابل قبول خیال نہیں کیا۔ یہاں تک کہ علم الاذہان کی کتب میں اس نظریہ کا ذکر تک نہیں ہوا۔ علم الاذہان کے ماہرین کا خیال ہے۔ کہ ایک ہی شخص میں مختلف شخصیتوں کے ظہور پذیر ہونے کی وجہ مختلف رُوحوں کا ایک ہی قالب میں یک لخت یا یکے بعد دیگرے داخل ہونا نہیں۔ بلکہ ایک ہی شخص کی زندگی کے مختلف ذہنی کوائف الگ الگ نظاموں کی صورت میں مجتمع ہو۔ تے ہیں۔ بالعموم جب ہم کسی ایک شغل میں زیادہ منہمک ہوتے

ہیں۔ تو اپنے دیگر اشغال کی فراموشی بالکل معمولی بات ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک ناٹک کے دیکھتے ہوئے یا ناول کے پڑھتے ہوئے کوئی شخص اپنی عام حیثیت یادھندے تک کو بھول جائے۔ یہ کوئی جائے تعجب نہیں۔ پروفیسر پڑھاتے ہوئے فقط پروفیسر ہوتا ہے۔ اپنے بچوں کے درمیان فقط باپ۔ دونوں حیثیتوں کی ذہنی کوائف مختلف ہیں۔ اور ہر حیثیت کی کوائف کا ایک جداگانہ نظام ہے۔ بعض افراد کی صورت میں ایسے نظام ایک دوسرے سے اس قدر بے علاقہ ہو جاتے ہیں۔ کہ ایک نظام کے رہتے دوسرے نظام کی ہستی بھی گویا محو ہو جاتی ہے۔ یہ محویت گھنٹوں۔ دنوں۔ مہینوں اور برسوں تک قائم رہ سکتی ہے۔ اس محویت کی حالت میں انسان کا معمولی ذہن ایک غیر معمولی نظامِ ذہن کے زیر اثر ہوتا ہے۔ سنسکرت کی اصطلاح میں گندھرو یعنی من گرہیت یعنی رُکا ہوا ہوتا ہے۔ ایسی دو خاتونوں کا ذکر برہدارنیک اُپنشد میں ہے۔ اس محویت کی حالت میں اُن سے سوال کیا گیا۔ کہ تم کون ہو؟ ایک نے جواب دیا سدھنوا انگرس۔ دوسری نے کہا کبندھ آتھرون۔ غیر معمولی یا متبدل شخصیت کے زیر عمل نام بدل جانا علم الاذہان کے مشاہدوں سے ثابت ہے۔ یہ اسی زندگی یا کسی سابقہ زندگی کے اثرات کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ اسی عالمِ محویت میں متذکرہ خاتونوں سے کچھ ایسی باتیں پوچھی گئی ہیں۔ جو معمولی حالت میں وہ نہ بتا سکتیں۔ متبدل شخصیت میں یہ اب بھی اکثر کیا جاتا ہے ؛

زمانہ حال کی مثالوں کے لئے دیکھو پرنس کی تصنیف موسومہ غیر محسوس " UNCONSCIOUS "

اِس گندھرو کا سورگ سے کچھ تعلق نہیں ۔

جو دیوتا - پتر - عام انسان مرشدان اور مرشدات ہیں - وہ سب
تیری حفاظت کریں گے - تو اس اندھیرے میں سے نکل -

(اتھروید ۱۰-۹-۹) ؛

یہاں گندھرو اور اپسرا کا شمار حفاظت کرنے والوں میں ہوا ہے
دیوتاؤں اور پتروں کے ساتھ ان کا ذکر ہے ۔

دیوتا - پتر - عام انسان - گندھرو اور اپسرائیں یگیہ کے بقیہ سے یا
پرمیشور کی مہربانی سے بنے - (اتھروید ۱۱-۷-۲۷) ؛

جو لوگ یگیہ یعنی رفاہ عام کرنے کے بعد جو باقی بچے - وہ اپنی ذاتی
ضروریات کے کام میں لاتے ہیں - وہی ان اعلیٰ درجات کو حاصل
کرتے ہیں - "اچھشٹ" کے ایک معنی یہ ہیں - دوسرے معنی ہیں پرمیشور - جو
بڑا ہے اور باقی رہتا ہے - اچھشٹ کے لفظی معنی ہیں باقی - پرمیشور سب
سے بڑا یگیہ کرتا ہے - سارے انعام مخلوقات میں بانٹنے کے بعد بھی
اس کا سرمایہ ویسے کا ویسا قائم رہتا ہے - وہ باقی ہے - اور سب فانی -
حقیقت یہ ہے کہ رفاہ عام کے کاموں میں جو لذت ایک فراخ دل
شخص کو حاصل ہوتی ہیں - وہ پرمیشور کی دین ہے - یگیہ شیش ہی پرمیشور
ہے - جو سب کچھ دان کر دیتا ہے - وہ اپنے لئے پرمیشور ہی کو باقی

देवाः पितरो मनुष्या गन्धर्वाप्सरसश्च ये ।
ते त्वा सर्वे गोप्स्यन्ति सातिरात्रमतिद्रव । अ. १०।९।९।
देवाः पितरो मनुष्या गन्धर्वाप्सरसश्चये ।
उच्छिष्टाज्जज्ञिरे सर्वे दिवि देवा दिविश्रितः । अ. ११।७।२

رکھتا ہے ❖

گندھروں، اپسراؤں، جراحوں و طبیبوں - وید ودّیا کے مالک اور جو عادل ذات ہے - اُن سب سے ہم التماس کرتے ہیں - کہ ہمیں بدی اور بدحالی سے بچائیں - (اتھرو ۱۱ - ۶ - ۴) ❖

جو فراخ دل اُستاد اور اُستانیاں خلوت گزین ہیں - سانپ اور موذی اُن کے خلاف ہیں - (اتھرو ۱۱ - ۹ - ۱۶) ❖

اے سپہ سالار! اُستاد - اُستانیاں - عامل - عارف - مقدّس لوگ - اِن سب کی دشمنوں کو زیارت کرا - اور فراخ دلی دکھا -
(اتھرو ۱۱ - ۹ - ۲۴)

دشمنی کو محبّت اور نصیحت سے زیر کرنا زیادہ اچھا ہے - بہ نسبت خون خلائق بہانے کے ❖

गन्धर्वाप्सरसो ब्रूमो अश्विना ब्रह्मणस्पतिम् ।
अर्यमा नाम यो देवस्ते नो मुञ्चन्त्वंहसः । अ. ११ । ६ । ४ ॥

य उदाराः अन्तर्हिता गन्धर्वाप्सरसश्च ये ।
सर्पा इतर जना रक्षांसि । अ. ११ । ९ । १६ ॥

गन्धर्वाप्सरसः सर्पान् देवान् पुण्यजनान् पितॄन् सर्वां स्तांअर्बुदे
त्वममित्रेभ्यो दृशे कुरूदारांश्च प्रदर्शय । अ. ११ । ९ । २४ ॥

اُستادی

ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ گندھرو کے معنی ہیں اُستاد۔ اُستاد
ازل کو بھی گندھرو کہتے ہیں۔ اور آج کل کے اُستادوں۔ مرشدوں اور
گوروؤں کو بھی۔ فن موسیقی کے اُستاد بھی اُستاد کہلاتے ہیں۔ اور سچ پوچھو
تو جو مہارت علم الصوت میں اُن کو ہوتی ہے۔ اور کسی کو نہیں ہو سکتی۔
سُر تال۔ راگ اور زبان کے لہجے سے یہ ہر قسم کے جذبے کو اُکسا
جگا اور گھٹا سکتے ہیں۔ ہر علم کی طرح اس علم پر بھی قُدرت مشروط ہے
رُوحانی مشاغل کے لوگ اس فن سے خاص فائدہ اُٹھاتے ہیں
کوئی خوش الحان گویا جب محویتِ قلبی سے پرماتما کی حمد کے گیت
گاتا ہے۔ تو سُننے والے پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اور
تو اور۔ عارف تو پرندوں کے چہچہوں سے بھی جھٹ اسی عالم سرور
میں پہنچ جاتے ہیں۔ آریہ ادب میں فن موسیقی کو اتنا بڑا درجہ دیا گیا
ہے۔ کہ اُسے گندھرو وید کہا گیا ہے۔ جس کا ماخذ اول سام وید ہے
یہ وید سُر اور تال کے ساتھ گایا جاتا ہے۔ اور اس میں سراسر
پرمیشور کی بھگتی کے نغمے مندرج ہیں۔ وید برہمچاری کو گندھرو کہتا
ہے۔ کیونکہ اُس نے پربھو کی آواز کو اپنے قلب میں قائم کیا ہے۔
یہ سب کچھ ہوتے ہوئے وید اس بات سے بھی بے خبر نہیں۔

کہ جہاں اس علم آواز کی قدرت کا استعمال ان روحانی مشاغل میں کیا جا سکتا ہے ۔ جن سے جذبات صالحہ متحرک ہوں ۔ وہاں اسی علم کا استعمال بُری اغراض کے لئے بھی کیا جانا ممکن ہے ۔ استاد کا ٹھیک اُلٹا اُستاد جی بھی تو ہیں ۔ گورو یا مرشد قابل تعظیم ہستی ہے ۔ لیکن کسی کو کہئے ۔ "یہ گورو ہیں" "مرشد ہیں" ۔ صاف گالی ہے ۔ یہی حالت لفظ گندھرو کی ہے ۔ کہاں استاد ازل اور کہاں اُستاد جی ؟ کہاں ست گورو ۔ جگت گورو اور مرشد حقیقی ۔ اور کہاں "یہ گورو ہیں" یا "مرشد ہیں" ۔ ایسے گوروؤں یا مرشدوں کے متعلق وید فرماتا ہے :-

کوئی کتّے کی طرح کوئی بندر کی طرح ۔ کنوارا ۔ بالوں کو سجائے ۔ (لفظی معنے ہیں ۔ جس کی ساری ہستی بالوں ہی میں ہے) دل فریب صورت بنا کر جو گندھرو عورتوں کے قریب رہتا ہے ۔ ہم وید کے پراثر آپدیش سے اسے اس (دائرے) سے ہٹاتے ہیں ۔ (اتھرو ۴ - ۳۷ - ۱۱)

اپسرا کے معنی بھی اسی طرح بگڑے ہیں ۔ گندھرو کی طاقت اپسرا ہے اس لفظ کے اچھے معنی تو تھے وہ عورت یا طاقت جو یگیہ میں ساتھ دیتی ہے ۔ بگڑی صورت میں اپسرا کے معنے وہ عورت یا حرکت ہوا جو یگیہ کو برباد کرے ۔ پرانوں میں ایسے قصے مذکور ہیں جن میں کسی مرتاض کے یگیہ میں اپسرا کی آمد خلل انداز ہوتی ہے یہ یگیہ کرنے والے کا دھیان یگیہ سے ہٹا کر نفسانی لذات میں لگا دیتی ہے ۔ وید فرماتا ہے :-

اس مور کی طرح ناچ رہے گورو کے جو اپسراؤں (بھٹکانے) کے

श्वेवैकः कपिरिवैकः कुमारः सर्वकेशकः । प्रियो दृश इव भूत्वा गन्धर्वः सचते स्त्रियम् तमितो नाशयामसि ब्रह्मणा वीर्यावता ।

अ० ४ । ३७ । ११ ॥

نونن) کا مالک ہے - اعضائے نہانی کو باندھتا ہوں - (۴ - ۳۷ - ۷)

ایسے اشخاص کو راہِ راست پر لانے کا ڈھنگ ہے اپدیش - اُن کی بُری خواہشوں کو قابو میں لا کر نیکی کے راستے پر لگانا دھارمک آدمیوں کا کام ہے ✤

جو مرد اور عورتیں گوردہیں - لالچی - غیبت کرنے والے - مانس کھانے والے - موذی لوگ ہیں - اُنہیں اے سیاست ملک! ہم سے الگ کردے - (اتھرو ۱۲ - ۱ - ۵۰) ✤

جو (پرہیز کے) منکے کا استعمال کرتا ہے - نہ اُستاد جی نہ اُستانی جی - نہ اور انسان اس کا ستیاناس کر سکتے ہیں (اتھرو ۸ - ۵ - ۱۳)

اِس سوکت کا مضمون ہے پرتی سری منی یعنی پرہیز کا موتی - یہ موتی جس کے گلے میں آیا - اُس سے بدراہ کرنے والے مرد اور عورت الگ رہتے ہیں ✤

جو نوزاد کو ناگہ و مار ڈالتے ہیں - جو زچہ کے پاس ہوتے ہیں - ایسے عورتوں میں غلطان اُستاد جیوں کو سخ چشم (قانون) ایسے

आनृत्यतः शिखण्डिनो गन्धर्वस्याप्सरापतेः ।
भिनद्मि मुष्कावपि यामि शेपः ।४।३७।७॥
ये गन्धर्वा अप्सरसो ये चारायाः किमीदिनः ।
पिशाचान्त्सर्वा रक्षांसि तानस्मद् भूमे यावय ।१२।१।५०॥
नैनं घ्नन्त्यप्सरसो न गन्धर्वा न मर्त्याः ।
सर्वा दिशो विराजति यो बिभर्तीमं मणिम् ॥८।५।१३॥

مٹا دے۔ جیسے ہوا بادل کو۔ (اتھرو ۸-۶-۱۹) ❖

زچہ کے ساتھ صحبت کرنے سے بچہ مر جاتا ہے۔ ایسی صحبت قانوناً منع ہونی چاہئے۔ جو یہ جرم کرے اُسے سزا دی جائے۔ خود عورت کو ہی اپنی لال آنکھ دکھانی چاہئے۔

شت پتھ برہمن ۳-۲-۱-۴۰ کا حوالہ مولانا نے دے دیا ہے۔ وہاں گندھرو لفظ ہی نہیں آیا۔ وہاں تو اس امر کا ذکر ہے۔ کہ اگر یگیہ سے (باقاعدہ سنسکار کے ذریعہ) اولاد پیدا کی جاتے۔ تو وہ برہمن کشتری ویش ہوتی ہے بغیر یگیہ کے راکشس پیدا ہوتی ہے۔ مولینا سے کوئی پوچھے۔ راکشس کا سورگ سے تعلق کیا؟ مولینا کا مافی الضمیر تو اس غلط اور رکیک ترجمہ سے مترشح ہوتا ہے۔ جو مولینا نے اس حوالے کا کیا ہے۔ اسے ہم یہاں نقل نہیں کریں گے۔ غیر متعلق ناشائستہ اشارہ مولینا کر سکتے ہیں۔ یہ دیکھ کر ہر ایسے ناظر کے دل کو جو مذاہب کے پرچارکوں کے لئے جذبۂ تعظیم رکھتا ہو شدید صدمہ پہنچے گا ❖

اتھروید میں دو مقامات پر لفظ کمبھ مُشکہ استعمال ہوا ہے۔ آٹھویں کانڈ کے چھٹے سوکت میں عورتوں کی حفاظت کے لئے بالعموم اور حاملہ عورتوں کے بچاؤ کے لئے بالخصوص ہدایات درج کی گئی ہیں۔ منتر ۵ ایس عارف۔ وید کے عالم خاوند کو ہدایت دی گئی ہے ❖

جن کا منہ تو آگے ہے۔ لیکن پیروں کی چال اُلٹی ہے (لفظی ترجمہ پیروں کا اگلا حصہ پیچھے کی طرف اور ایڑیاں آگے کی طرف ہیں) جو

ये अम्नो जातान् मारयन्ति सूतिका अनुशेरते। स्त्रीभागान् पिङ्गो गन्धर्वान् वातो अभ्रमिवाजतु। अ. ८।६।१९॥

شرارت کے فرزند۔ قوت کے دیوتیں (گھمنڈ) کی اولاد، شیخی باز
ستیاناسی ہیں یا جو HYDROCELE کے بیمار ہیں۔ یا مخنث ہیں۔
اُن کو اِن متضاد تصوّرات کے ذریعہ اس عورت کے ذہن سے
دُور رکھ ؂

مطلب یہ کہ بدکرداروں کا خیال عورت کو نہ ہونے پائے۔ حمل کے
دنوں میں اگر کہیں کسی بگڑی ہوئی شکل کا آدمی عورت کے سامنے سے
گزر جائے اور اُس کی صورت اُس کے ذہن میں جم جائے۔ تو اولاد بدشکل
پیدا ہوتی ہے۔ یہی حالت بداعمالی کی ہے۔ جب بچہ عورت کے بطن میں
ہو۔ تب اُسے تندرست حسین اور طاقتور آدمیوں کا تصور دینا چاہئے۔ ہیجڑے
یا کسی زنانہ یا مردانہ مرض کے بیمار اس کے ذہن میں نہ آنے پائیں۔ بلکہ اُن
کے برعکس تصاویر اور قصص اسے سنائے جائیں۔ کمبھ مشک کے
معنی یہاں HYDROCELE کا بیمار ہیں۔ یہ نمونہ اُن بیماریوں کا ہے
جن کا تصور حاملہ عورت کو نہیں ہونا چاہئے۔ مولینا نے اس کے معنی "جن
کے فوطے گھڑے کے برابر ہوتے ہیں" کرکے لکھا ہے:-

اِن جیسے قوائے شہوانیہ حاصل کرنے کے لئے دعا سکھائی گئی ہے

(ویدوں کا بہشت صفحہ ۱۱۲)

وید میں تو لکھا ہے۔ اُنہیں دُور رکھ۔ ان سے سیکھنا کیا ہوا؟ مولینا!
سچ کہنا۔ کیا یہ غلمان کا جواب ہے؟ غلمان تو بہشت کی ایک نعمت ہے

येषां पश्चात् प्रपदानि पुरः पार्ष्णीः पुरो मुखा।
खलजाः शकधूमजा उरुण्डा ये च मट्मटाः कुम्भमुष्का अयाशवः।
तानस्या ब्रह्मणस्पते प्रतीबोधेन नाशय। अ. ८।६।१५।

اور کمبھ مشک اشخاص کے تصوّر سے بھی ویدک سورگ پاک ہے ع

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

گیارہویں کانڈ کے سوکت ۹ میں جنگ کے دیگر سامانوں کے ساتھ منتر ۱۷ میں ہاتھیوں کا ذکر ہے :-

چار انواع کے دانتوں والے (دو صغیں اندر کی اور دو دانت باہر کے) نیلے رنگ کے دانتوں والے - طاقتور ماتھے والے - خونی منہ والے بے خوف - دشمن کو ڈرانے والے (ہاتھیوں کا استعمال کر) ۔

یہاں کمبھ مشک کے معنی ہیں - قوی پیشانی والے - کمبھ ہاتھی کی پیشانی کو کہتے ہیں - اور مشک کے لغوی معنی ہیں قوت - پیشانی کی طاقت والے کو کمبھ مشک کہا جائے گا - یہاں نہ سورگ ہے نہ کنور حور - مولینا کو ہاتھی دیکھ کر بھی غلمان یاد آتے ہیں -

---

चतुर्दंष्ट्राञ्छ्यावदतः कुम्भमुष्काँ असृङ्मुखान् ।
स्वभ्यसा ये चोद्भ्यसा । अ. ११ । ६ । १७ ॥

مولینا کی کتاب ایک طرفہ معجون ہے - جس میں کئی دوائیں تو ملی ہیں مگر اُن کی ترکیب کا پتہ لگانا مشکل ہے - کہاں سورگ پر بحث فرما رہے تھے کہاں ترشٹپ پر جا پہنچے - اگر ترشٹپ وید میں نہیں آتا - تو مولینا کا اس میں کیا قصور ہے ؟ ایک اعتراض انہوں نے اس لفظ کے متعلق بھی کر ہی دیا - کتاب کو ختم کر رہے تھے کہ انہیں خیال آ گیا کہ انہیں وید میں کثرت ازدواج کا حکم بھی تو ڈھونڈھنا چاہیئے - اگر بہشت کے مضمون سے اس کا تعلق نہ ہوگا - تو کیا مولینا اس حکم کا حوالہ بھی نہ دیں گے ؟ معلوم ہوتا ہے - کہ مولینا کا دل تو اس بات کا قائل ہو گیا ہے - کہ ویدوں میں بیان کردہ سورگ درحقیقت اسی زندگی کا عالم راحت ہے - اور اس کی ایک صورت گرہست ہے - اس لئے دُنیا کے بیاہ شادی کے رشتے کو بہشت کی بحث میں داخل فرمایا ہے - ورنہ مولینا اور غیر متعلق بحث چھیڑتے ؟ وید کے منتر نقل فرماتے ہیں :-

(۱) یہ جو ماں کے سامنے بہن گئی لئے کھڑی ہے - اُن کے آگے پرادھو یا (بے آزار یگیہ کرنے والا) ایسا خوش ہوتا ہے - جیسے برسات کے آنے پر سبزہ - رگوید ۲ - ۵ - ۶ ؛

चतुर्दंष्ट्राञ्छ्यावदतः कुम्भमुष्काँ असृङ्मुखान् ।
स्वभ्यसा ये चोद्भ्यसाः । अ. ११।९।१७ ॥

مولینا! یہاں تو ایک شادی کا بھی ذکر نہیں - بہن اور ماں کی زیارت ہے - اور اس زیارت کی خوشی ہے - آپ نہ جانے اس خوشی میں کیا دیکھ رہے ہیں - کہ اس پر اعتراض فرماتے ہیں :-

انتہائی عالم نور میں اسے (عارف کو) دس لطیف بہنیں نغمے سناتی ہیں -
(رگ ۹ - ۱ - ۷) :

دس بہنوں سے مراد پانچ گیان اندریاں یعنی حواس خمسہ اور پانچ کرم اندریاں یعنی اعضائے عمل ہیں - بہنوں سے کثرت ازدواج کا کیا کام ؟

وید کے اس حکم کو مولینا نے خود نقل فرمایا ہے :-

کہ وہ پاپی کہلاتا ہے - جو بہن سے نزدیکی کرے - (اتھرو)

یہاں تعداد دس تھی - کہیں فقط حواس سمجھے جاتے ہیں - لیکن ان کی تعداد سات لکھی جاتی ہے - جن سے مراد دو آنکھیں - دو کان - دو نتھنے اور ایک منہ ہوتا ہے - پانچوں حواس ان سات اعضاء میں آ جاتے ہیں - وید فرماتا ہے :-

صبح نور پرمیشور کے حضور میں تجھ عارف کو سات بہنیں نغموں سے تحریک دیتی ہوئی محو کر رہی ہیں - (رگوید ۹ - ۶۶ - ۸) :

ان منتروں میں استعارے کی صورت میں بھی بہنوں کی نغمہ نوازی مذکور ہے - جس کی جان تقدیس ہے - اس تصور سے اگر کوئی جذبہ متحرک ہوتا ہے - تو نہایت پاکیزہ :

کثرت ازدواج کی مخالفت تو وید میں موجود ہے - وید کے کلام اعجاز

तमीमण्वी: समर्यं आगृभ्णन्ति योषणो दश स्वसार: पार्ये दिवि ।

पापमाहुर्य: स्वसारं निगच्छाति । अ.

सप्तु त्वा धीभिरस्वरन्हिन्वती: सप्त जामय: ।

منترام میں گویا عورت کا دل بند کر کے رکھ دیا ہے۔ خاوند سے کہتی ہے۔

تو اکیلا میرا ہو۔ دوسری کسی کا ذکر نہ کر۔ (اتھرو وید ۷-۳۸-۴)

اس صاف ممانعت کے رہتے کثرت ازدواج کا جواز وید سے ثابت کرنا تو کجا۔ اس کا سوال اُٹھانا بھی حضرت مولینا کی ہمت ہے۔ دو شادیاں کرنے والوں کی بھی کیا بُری گت بنتی ہے۔ وید نے نہایت صریح الفاظ میں بتا دیا ہے۔ کہ

دو بیویوں والا گھر میں ایسے رہتا ہے۔ جیسے دو دھریوں میں دبا ہوا بیل۔ (رگ وید ۱۰-۱۰۱-۱۱)

وید کے ان صاف احکام کو نظر میں رکھتے ہوئے کوئی بھی بے تعصب ناظر اس دھوکے میں نہ پڑے گا۔ کہ وید میں کثرت ازدواج کی اجازت ہے مگر مولینا کو کوئی کیا کہے۔ مولینا کثرت ازدواج بھی محدود کھو رہے ہیں۔ مولینا جانتے ہیں کہ آریوں میں ایک گوتر میں بیاہ نہیں ہوتا۔ رشتہ ازدواج دور دور کیا جاتا ہے۔ اسی بات کو وید میں ان الفاظ میں کہا گیا ہے

جو بالغ دلہا ایک (خاندان کی) عورتوں میں رونا ہنستا ہے۔ وہ ایک اور خاندان (کی لڑکی) سے اولاد پیدا کرتا ہے۔ وہ تجلیوں والا ہے۔ وہ قابل تعظیم ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ یہ روحانی طاقتوں کا ایک بڑا اعجاز ہے۔ (رگ وید ۳-۵۵-۱۷)

لڑکے کا رونا ہنستا اپنے گھر کی عورتوں میں ہوا کرتا ہے۔ یعنی ماؤں بہنوں میں۔ شادی کے لئے دوسرے گھر کی لڑکی مناسب ہے۔ اس سے علیم

विप्रभाजा विवस्वत: ॥ १ । ६६ । ८ ॥

पतिं मे केवलं कृधि । अ. ३ । १८ । २ ॥

ममेदसस्त्वं केवलो नान्यासां कीर्तयाश्चन । अ. ७ । ३८ । ४ ॥

طب کی رُو سے تو فائدے ہیں ہی۔ اخلاقی فائدہ بھی متصور ہے۔ کہ انسان کی ہمشیرگی کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔ اور وہ لڑکیوں کی ایک بڑی تعداد کو بہن کہنا سیکھتا ہے۔ اس رشتہ کی پاکیزگی اس کی نظروں۔ اُس کے اقوال اور اُس کے جذبات میں گھر کر جاتی ہے ٭

اِس نہایت صریح بات پر مولینا نے نہایت قبیح رنگ چڑھایا ہے اسے یہاں نقل کرنا ہم مناسب نہیں سمجھتے ٭

جن حواس سے آتما محفوظ ہوتا ہے۔ جیسے انسان نوجوان برکت لانے والی خاتونوں سے۔ اے بے آزار شخص۔ اُن کی طرف پاکیزگی سے رجوع کر۔ انہیں نباتات (کے رس) سے سینچ کر پاکیزہ کر ٭

(رگ وید ۱۰-۳۰-۵)

اِس منتر کا مضمون بھی وہی ہے۔ جو حواس کے متعلق مندرجہ بالا منتروں کا۔ وہاں اندریوں (حواس) کو آتما کی بہنیں کہا ہے۔ یہاں نوجوان برکت لانے والی خواتین۔ مولینا نے "کلیانی" کا ترجمہ "خوب صورت دل ربا" عورتیں کر لیا ہے۔ اور انسان کیساتھ صفت "نوجوان" کا اضافہ کر دیا ہے۔ اِن تحاریف کی وجہ مولینا کو معلوم۔ برکت لانے والی نوجوان خاتونیں۔ ماں لڑکیاں اور بہنیں بھی ہوتی ہیں۔ اور بیوی بھی۔ برکت کے الفاظ کا تجربہ ان سب کو ہے۔ جو باپ بھائی اور خاوند ہیں۔ اس میں قابلِ اعتراض کیا بات ہوئی؟ روح جسم میں اس طرح مقیم ہے جیسے خانہ دار اپنے گھر میں۔ پھر فرمایا ہے:-

यदन्यासु वृषभो रोरवीति सो अन्यस्मिन् यूथे निदधातिरेतः ।
स हि क्षपावान् स भगः स राजा महद्देवानामसुरत्वमेकम् ॥
ऋ. ३।५५।१७॥

قوتوں والا (روح) سینکڑوں شاخوں کے راستے سے سر سبز چمکیلے
(جسم) میں اس طرح مسرور رہتا ہے۔ جیسے انسان نوجوان دیویوں
میں۔ (ق- ۸۶ - ۱۶) ؂

ذکر ذکر میں آتما نے پرماتما کو خوش کیا۔ بات بات میں ذوالجلال
(باپ) کو فرزندوں نے۔ جیسے مصیبت میں پڑے۔ برابر طاقت والے
لڑکے حفاظت کے لئے باپ کو پکارتے ہیں۔ ۲-

جو (اذکار) یگیہ کرنے والے یگیوں میں کرتے ہیں۔ وہ اور ان کے
علاوہ نئے اذکار بندے سے گئے۔ ذوالجلال نے ساری نگریوں
کو ستونتی بنا دیا۔ جیسے ایک خانہ دار گھر کی ساری دیویوں کو۔ ۳
جسم ایک ملک ہے۔ جس میں اعضاء نگریاں سی بسی ہوتی ہیں۔
پرماتما کا ذکر ان میں سراسر پاکیزگی کو بسا دیتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ خود پرمیشور نے اس جسد ذکر کی بستی میں ڈیرہ لگا لیا ہے۔ اسے
اپنی برکتوں سے آباد کر دیا ہے۔ اب اس گھر کی ساری طاقتیں قابو
میں رہیں گی۔ ان کا ست قائم رہے گا۔ جیسے اس گھر کی عورتوں کا
جس میں کوئی نیک خانہ دار رہتا ہو۔ لاوارث گھر کا ناموس برباد ہو جاتا
ہے۔ خانہ بے خصم تاراج ہی تو ہو جاتا ہے۔ اس سوکت کے شروع
میں یہی کہا گیا ہے :-
اگر آتما فرزند نہیں۔ تو پرمیشور کو خوش نہیں کر سکتا۔

उभे धुरौ वह्निरापिब्दमानो ऽन्तर्योनेव चरति द्विजानिः ॥
याभिः सोमो मोदते हर्षते च कल्याणीभिर्युवतिभिर्न मर्यः ।
ता अध्वर्यो अपो अच्छा परेहि यदासिञ्चा ओषधीभिः पुनीतात् ।

(رگ وید ۷ - ۲۶ - ۱) ؛

پھر اس کی وضاحت کی ہے :-

وہ فرزند نہیں - جو ذکر نہیں کرتے - پرمیشور کے ہو کر نہیں رہتے

(رگ وید ۷ - ۲۶ - ۱) ؛

رگ وید ۷ - ۲۰ - ۳ - جس کا حوالہ مولینا نے دیا ہے - وہاں گھر کی خاتونوں کے لئے لفظ آیا ہے "جنی" جس کے معنی ماں - بیوی - بہو - سب خواتین خانہ ہیں - عورتوں کا ناموس اس میں ہے - کہ ان کا خبر گیر ان کا باپ - بیٹا - بھائی یا خاوند ہو - اسی طرح روح کی طاقتوں کی تقدیس بھی اسی میں ہے - کہ ان پر پرمیشور کا سایہ ہو - یہ عورتوں اور مردوں کے پاکیزہ تعلقات ہیں - جن کا علم امیر و غریب سب کو ہے - شاید غربا میں یہ پاکیزگی امرا کی نسبت زیادہ پائی جاتی ہے - امیر و غریبا کا پرمیشور امیر و غریب کے تجربات کی بنا پر سب کو یکساں روحانی اذکار کا راستہ دکھاتا ہے - اپنے گھر کے مجلسی ناموس کا خیال رکھنے والو! دیو پوری کے روحانی ناموس کا بھی خیال رکھو ؛

وید میں صبح ازل یعنے ابتدا سے آفرینش کے جلوے کو "ودھو"

मर्य इव युवतिभिः समर्षति सोमः कलशे शतयाम्ना यथा ।
उक्थ उक्थे सोम इन्द्र ममाद नीथे नीथे मघवानं सुतासः ।
यदीं सबाधः पितरं न पुत्राः समानदक्षा अवसे हवन्ते । २
चकार ता कृणवन्नूनमन्या यानि ब्रुवन्ति वेधसः सुतेषु ।
जनीरिव पतिरेकः समानो निमामृजे पुर इन्द्रः सुसर्वाः । ३
न सोम इन्द्रमसुतो ममाद नाब्रह्माणो मघवानं सुतासः । १
ऋ. ७ । २७ ॥

کہا ہے - جس کے لغوی معنی ہیں دوشیزہ - آریہ علم ادب میں دوشیزہ پوجا کے قابل سمجھی گئی ہے - وہ ایک مبارک ہستی ہے - ہر صبح کا جلوہ دوشیزۂ ازل کا جلوہ ہے - وہ ایک عجیب پاکیزگی کا عالم ہوتا ہے - وید کے کلام معجز التزام میں

یہ وہ سحر ہے - جو ابتدا میں نمودار ہوئی - ان سحروں اور دیگر سب سحروں میں اس کا نور داخل ہے - اس میں بڑی کرامتیں ہیں ۔
نئے عالم کو پیدا کرنے والی عروس (صبح) کی جے ہو (اتھرو ۵-۹-۱)

صبح ازل کا مبارک نور ہر صبح میں جلوہ گر ہوتا ہے ❊
آپ دوشیزۂ صبح کے پیارے ہیں - موجودات (کی ذات) میں متجلی ہو کر چمک رہے ہیں - (رگ وید ۸-۱۰-۳۱) ❊

اس دوشیزہ صبح کے محبوب کے بارے میں کہا ہے ❊
عارفوں کے پیارے - شیطانوں کے لئے مہیب - سرودوں کے سوتے مالک - سچے مالک نے مجھے پچاس (یا پچاس) دوشیزگان (صبح) کی زیارت کرائی ❊ (۳۶)

دوشیزہ صبح یا عروس صبح ایک نہایت پاکیزہ تصور ہے - عروس کی زیارت یا رونمائی ایک رسم ہے - جو شادیوں کے موقعے پر ہوتی ہے

इयमेव सा या प्रथमा व्यौच्छदास्वितरासु चरति प्रविष्टा ।
महान्तो अस्यां महिमानो अन्तर्वधूर्जिगाय नवगज्जनित्री । अ॰ ३
त्वं महीनामुषसामसि प्रियः क्षपो वस्तुषु राजसि ।। ऋ॰ ८।१९।३१

अदान्मे पौरुकुत्स्यः पञ्चाशतं त्रसदस्युर्वधूनाम् ।
मंहिष्ठो अर्यः सत्पतिः ।। ऋ॰ ८।१९।३६ ।।

بد سرشت لوگوں کی اور بات ہے۔ بھلے آدمی کسی بھی دُلھن میں دوشیزۂ ازل کا جلوہ دیکھتے ہیں۔ وید کی رو سے کثرت ازدواج تو جیسے ہم اُوپر ظاہر کر چکے ہیں۔ ممنوع ہی ہے۔ لیکن دوشیزگان دُنیا میں ہیں عصمت کی دیویاں روز ہزاروں کی تعداد میں عروس بن رہی ہیں۔ بزرگوں کے گھروں میں بہوئیں آ رہی ہیں۔ اور گھر بھر کے لئے نیا یمن۔ نئی سعادتیں نئی عصمت کی تجلی لا رہی ہیں۔ یہ سب صبح ازل کے جلوات ہیں بہو آدمی کی عزت ہوتی ہے۔ لیکن بہو کا تقدس کچھ اور چیز ہے یہ برکت ایسی ہی ہے جیسے عارف کیلئے عرفان کی تجلیاں۔ عارف کو یہ تجلیاں کیا ملیں۔ کہ ہر طرف بہو بیٹیاں نظر آنے لگیں۔ وہ بزرگ ہو گیا۔ پچاسوں بہوؤں کا بزرگ۔ اُس کی دل کی راحت اُس کے جگر کی ٹھنڈک۔ اس کی نظر کی برکت۔ کوئی اس سے پوچھے۔ اس کے لئے دُنیا سورگ ہے۔ کیونکہ سورگ عالمِ عصمت کا نام ہے۔ ایک پاکیزہ گرہست کو وید نے سورگ کہا ہے۔ ہم اس مضمون کے کئی منتر اُوپر پیش کر چکے ہیں۔ اس سوکت کا ایک اور منتر ہے :-

زندہ ہڈیوں والے۔ مقدس (برہم چاری)۔ صیقل کُن ریاضتوں کے ذریعہ جلا کئے ہوئے پاک باطن۔ عالم پاکیزگی (گرہست) میں داخل ہوتے ہیں۔ اُن کے اعضاء مخصوص کو آتش (شہوت) نہیں جلا سکتی اس سورگ میں انہیں نساء کے زیادہ قرب میں رہنا ہے ؛

(اتھروید ۴-۳۴-۲) ؛

گورو کل سے گرہست کی خصوصیت قربتِ نساء ہی تو ہے۔ برہمچاری

अनस्था: पूता: पवनेनं शुद्धा: शुचय: शुचिमपि यन्ति लोकम् ।
नैषां शिश्नं प्र दहति जातवेदा:स्वर्गेलोकेबहु स्त्रैणमेषाम् ॥
— अ. ४ । ३४ । २ ॥ —

پہلے اس قرب سے علیحدہ تھا۔ اب نہ پڑھ کر۔ سیکھ کر اور یوگ کی وہ ریاضتیں کر کے جن سے اِنسان کی نظر پاکیزہ ہوتی ہے۔ قلب میں طمانیت پیدا ہوتی ہے۔ جذبات میں تقدیس جاگزیں ہوتی ہے۔ خانہ داروں کی دُنیا میں آیا ہے۔ یہ دُنیا سورگ ہے سہی۔ لیکن اسی صُورت میں کہ اِنسان شہوانی جذبات سے بالاتر رہے۔ جمیع جنس اناث کو ماں بہن سمجھے۔

جو توسیع نسل کا بکلیہ کرتا ہے۔ ریاضت ضبط نفس اس کی طاقت مردمی کو زائل نہیں ہونے دیتی۔ (اتھرو ۴-۳۴-۴، ۵)

اس منتر کی تشریح ہم اُوپر کر چکے ہیں لیکن مولانا ہیں کہ پھر ان ہی منترول کو دہراتے چلے جاتے ہیں۔ اُن کے دل میں ایک خیال جو سما گیا ہے۔ بات بات میں اُن پر ایک کیفیت طاری ہوتی نظر آ رہی ہے۔ کہیں مصدر کو لے لیتے ہیں کہیں "مُد" کو۔ اور فرماتے ہیں :-

الفاظ مود اور مُدہ اور پرمُدہ اگرچہ سب کے سب عورت اور مرد کے تلطف خاص کا مفہوم اپنے اندر رکھتے ہیں۔ مگر پرمُدہ تو خاص انہی معنوں میں وید میں استعمال ہوا ہے ؛ (ویدوں کا بہشت صہ۱۱)

طرفہ یہ ہے کہ مود۔ مُدہ اور پرمُدہ ان تینوں لفظوں کے معنے مولینا خود اپنی کتاب کے صفحہ ۵۶ کے فٹ نوٹ میں "مُود" کے معنی "لذات" مُدہ کے معنے "سرور" اور پرمُدہ کے معنی "اعلیٰ سرور" تحریر فرما چکے ہیں۔ یہ تو ان دونوں مصدروں کے معنی محض لذت یا سرور کے ہیں۔ عارف کا ذکر ہو تو اس کی لذت روحانی ہوگی۔ عیاش کا ذکر ہو تو اس کی لذت شہوانی

विष्टारिणमोदनं ये पचन्ति नैनान् यमः परि मुष्णाति रेतः।
रथी ह भूत्वा रथयान ईयते पक्षी ह भूत्वाति दिवः समेति॥
अ. ४. ३४. ४.

ہوگی۔ ایک پاک احظ ظ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے قرب سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر طبیعت میں پوتر تا ہو تو پرائی عورتیں بھی مائیں بہنیں معلوم ہوتی ہیں۔ جہاں مولانا نے سرور اور اعلیٰ سرور معنے لئے ہیں۔ وہاں تو ذکر ہی کمتی کا ہے۔ مگر کتاب ختم کرتے کرتے نہ جانے مولینا پر کیا دھن سوار ہوئی ہے۔ کہ فرماتے ہیں :-

وہاں تین قسم کی عورتیں ہیں۔ اور تین ہی قسم کی خوشی ...... رگوبد سے ارس،

سہ گونہ عیش و عشرت کا نام مود۔ ملرد اور پرملرد رکھا ہے ؛

(دیدوں کا بہشت صفحہ ۱۲۷)

بھلا وہاں عورتوں کا ذکر بھی ہے ؟ اپنے ہی کئے ہوئے ترجمہ کو فراموش فرما کر نئی فرضی باتیں گھڑ لینا اور وہ بھی رکیک۔ مولینا کی شان زہد کے ہرگز شایاں نہیں ؛

یہ عورتوں کی تین اقسام کا خیال آپ نے کہاں سے لیا ہے ؟ فرماتے ہیں۔ اپنشدوں سے۔ جن کتابوں کے مطالعہ سے اور لوگوں کو بلا لحاظ مذہب و ملت روحانی طمانیت حاصل ہوئی ہے۔ مولینا کو ان میں یہ نعمت عظمیٰ ہاتھ آئی ہے ؛

چھاندوگیہ اپنشد ۸-۱۲-۲ میں روح کو اشریر یعنی بغیر جسم کے لکھ کر کہا ہے۔ کہ اس حالت میں

اس طرح یہ پرمیشور کی کرپا سے اس شریر سے الگ ہو کر (مکت ہو کر) اعلیٰ نور کو حاصل کر کے اپنی ماہیت (سروپ) سے واصل ہو جاتا ہے اور اعلیٰ پرش اس حالت میں گھومتا ہے عورتوں سواریوں اور قرابت داروں کے ساتھ ہنستا کھیلتا۔ محفوظ ہوتا اپنے بھائی بندوں کو یاد نہیں

کرتا۔ جیسے اس جسم کو استعمال کرتا ہوا کسی کام میں مشغول ہوتا ہے (اور ماسوا سب کو بھلا دیتا ہے) ؛ (چھاندوگیہ ۸۔۱۲۔۳) ؛

یہاں مولینا کو کھیلنا ہنسنا اور محظوظ ہونا یہ تین لفظ ملے ہیں۔ یہ تین فعل تو سواریوں اور قرابتداروں کے ساتھ بھی ویسے ہی وابستہ ہیں۔ کیا ان کی بھی تین اقسام ہیں؟ عورتوں سے مراد بہو بیٹیاں ہیں۔ ان کے ساتھ ہنسنے بولنے میں ایک پاکیزہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔ جو روحانی فرحت کا باعث ہے۔ پھر یہاں تو آتما ہے ہی بغیر جسم کے۔ وہ شہوانی لذات کو پیچھے چھوڑ چکا ہے۔ یہاں اس کی تشریح سوائے روحانی کے ہو ہی نہیں سکتی ؛

آگے چل کر اسی بات کو اور واضح کیا ہے :-

خیال اس کی چشم باطن ہے۔ اس چشم باطن یعنی خیال سے ان سب مرادوں کو حاصل کرتا ہوا خوش ہوتا ہے۔ (۸۔۱۲۔۵) ؛

مولینا نے لفظ "رمتے" پڑھ لیا۔ اور خبر نہیں کیا سمجھ بیٹھے۔ یہ تو رمتے راموں کی باتیں ہیں۔ "رمتے رام" سادھو کو کہتے ہیں۔ جن کا گھر بار املاک

एवमेवैष संप्रसादोऽस्माच्छरीरात्समुत्थाय परं ज्योतिरुपसंपद्य स्वेन रूपेणाभि निष्पद्यते। स उत्तमः पुरुषः। स तत्र पर्येति जक्षन्क्रीडन् रममाणः स्त्रीभिर्वा यानैर्वा ज्ञातिभिर्वा नोपजनं स्मरन्निदं शरीरं स यथा प्रयोग्य आचरणे युक्त एवमेवायमस्मिञ्छरीरे प्राणोयुक्तः ॥ छा. ८।१२।३॥

मनो अस्य दैवं चक्षुःसवाएष एतेन दैवेन चक्षुषा मनसैतान् कामान् पश्यन् रमते। छा. ८।१२।५॥

رُوحانی ہوں - برہدارنیک میں بھی یہ تینوں الفاظ انہی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں ؛

کٹھ اُپنشد میں یم اور نچکیتا کا مکالمہ ہے - نچکیتا نے رُوح کی ماہیت کا سوال اُٹھایا ہے - یم اسے عیش و عشرت کے سامان کا لالچ دیتا ہے نچکیتا بہلایا نہیں جاسکتا - یم کہتا ہے :-

جو جو خواہشات اس عالم فانی میں مشکل سے پوری ہوتی ہیں - وہ سب خواہشات حسب دلخواہ مانگ لے - دلربا عورتیں معہ رتھوں اور باجوں کے - ایسی عورتیں انسانوں کو دستیاب نہیں ہوتیں (کٹھ ۱ - ۲۵) ؛

یہاں تو مدعا ہی نچکیتا کو بہلانا ہے - ہماری سمجھ میں نہیں آیا - کہ اس منتر میں بھی عورتیں تین قسم کی کیسے ہوگئیں ؟ عورتیں رتھوں اور باجوں کے ساتھ ہیں - مولانا فرماتے ہیں -

ایک راماہ کہ جن کے ساتھ عیش و نشاط ہوگا - دوسری رتھوں والی اور تیسری نغمہ و تغنی والی کہ جن کے ساتھ ہنسی اور کھیل کود ہوگی ؛ (صفحہ ۱۲۸) ؛

مولینا کی ندرت خیال کی داد دینی چاہئے - نغمے والی اور - رتھوں والی اور - اور راماہ اور - کیا رتھ اور باجے اکٹھے نہیں رہ سکتے - یا یہ "عیش و نشاط" کا سامان نہیں ؛ اُپنشد میں تو رتھوں والی - باجوں والی لفظ "راماہ" کی ہی دو صفتیں ہیں - انہیں تین قسم کی عورتوں کا ذکر مولینا نے وید کے الفاظ مودہ - مدہ اور پرمدہ میں پایا ہے - مگر وہاں تو "آنندہ" بھی ہے

ये ये कामा दुर्लभा मर्त्य लोके सर्वान् कामाश्छन्दतः प्रार्थयस्व
इमा रामाः सरथाः सतूर्या नहीदृशा लंभनीया मनुष्यैः ॥
कठ. १ । २५ ॥

ہے چوتھی قسم تصور فرمایئے۔ سوجھ کا کمال ہے۔ یہ اور بات ہے۔ کہ اس کی بنیاد نہ وید میں ہے۔ نہ اُپ نشد میں۔ اور نہ خود اُنکے اپنے ابتدائی ترجمہ میں۔ مولینا فرماتے ہیں :-

اُپ نشد میں مختصراً لکھا ہے۔ کہ "اس دنیا میں انسان اُن کو نہیں پا سکتا"۔ گویا ایسی حسین اور دل رُبا کہ کوئی اِنسان اس دُنیا میں اُن کے حُسنِ عالم تاب کا اندازہ بھی نہیں کر سکتا ؛

(دیدوں کا بہشت صفحہ ۱۲۹) ؛

کٹھ اُپ نشد کے الفاظ کا ترجمہ اوپر مولینا نے خود حسب ذیل کیا ہے :-

جو نفسانی خواہشات اس دُنیا میں ملنی محال ہیں۔ . . . ایسی عورتوں کو آدمی نہیں پا سکتے" ؛

مطلب تو صاف ہے۔ کہ مشکل سے ملتی ہیں اُپنشد کا لفظ ہے دُرلبھ۔ یعنے کمیاب۔ اسے نایاب بھی کہہ لیجئے معنے ایک ہی ہیں ؛

اُپ نشد کے اِن الفاظ میں سورگ کا ذکر ہی کہاں ہے ؛ مگر مولینا بھی دُھن کے پکے ہیں۔ اُنھوں نے کتاب لکھی ہے۔ "وید وں کا بہشت" اُن کے دماغ میں بہشت کی ایک تصویر ہے۔ اسی کو جا بجا دیکھتے چلے جاتے ہیں۔ وید میں، اُپ نشد میں۔ اس کی بنیاد ہو نہ ہو۔ مولینا کو تو ضرور نظر آتی ہے ؛

مولینا خانہ دار ہیں۔ اور ویدک سورگ کا ایک رنگ خانہ داری کا ہے۔ اِس میں بہو بیٹیوں کی عصمت رست دنتی دیویوں کا مست جلوہ فرما ہے۔ اور برہمچاریوں کی نظر میں سارا عالمِ موجودات ایک بسیط

ماں کا رُوپ ہے ؞

جن کے لئے رُوحانی ماں شیریں دودھ بہا رہی ہے - جنہیں قدرت پہاڑوں پر سبزہ بچھاتے آبِ حیات کی دعوت دے رہی ہے، جن کی طاقت ذکرِ الٰہی ہے - جو اہلِ عالم کے لئے رحمت کے بھرے بادل ہیں - جن کی مست آنکھوں میں رُوحانی خوابوں کی دُنیا بس رہی ہے ایسے بال برہمچاریوں کے سرور سے (اے انسان!) تو مسرور ہو ؞ (رگوید)

یہ سورگ رشی دیانند کی پتت پاونی آنکھوں میں تھا - ویدک پیغام رشی کی ان پاکیزہ آنکھوں کے ذریعے اہلِ عالم کو ویدوں کے بہشت کا گرویدہ بنا رہا ہے - پرمیشور ہمیں طاقت دے کہ ہم رشی کی آنکھوں کے سرور سے مسرور رہوں - یہی سورگ ویدک سورگ ہے - یہی ایمانیات کا باغ ہے اور عصمت کی قندیل ہے - یہ سورگ جسمانی بھی ہے اور رُوحانی بھی - ایک تگت آتما اپنی روحانی پاکیزگی کے طفیل دُنیا کو جنت الماوا بنا گئی - اہلِ دنیا کے لئے جنت رشی کی تقلید میں ہے ؞

येभ्यो माता मधुमत्पिन्वते पयः पीयूषं द्यौरदितिरद्रिबर्हाः ।
उक्थशुष्मान् वृषभरान् स्वप्नसस्तां आदित्यौं अनुमदा स्वस्तये ॥

ऋ. १०।६३।३

قرآنی بہشت کی احمدیہ (لاہوری) تاویل

اپنی کتاب کے شروع ہی میں مولینا نے اسلامی بہشت پر رشی دیانند کے اعتراضات کا خلاصہ درج فرماکر نیچے ایک نوٹ میں لکھا ہے۔

اِن اعتراضات کے جواب آپ کو تصدیق براہین احمدیہ۔ نورالدین چشمۂ معرفت اور زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان القرآن میں ملیں گے۔

(دیدوں کا بہشت صفحہ ۴)

اگر ان جوابات کا اختصار مولانا کی کتاب میں آجاتا۔ تو ناظرہ کے لئے جو واقعی "آریہ سماج کے اسلام پاک پر سب سے بڑے اعتراض" کا جواب جاننا چاہتا ہو اطمینان کا موجب ہو جاتا۔ یہ فقرہ گویا اس بات کا اعتراف ہے۔ کہ مولانا کی اپنی کتاب اعتراض کا جواب نہیں۔ بلکہ جواب کہیں اور دیا گیا ہے۔ مولانا نے جن کتب کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اُن میں سب سے آخر بیان القرآن شائع ہوا ہے۔ وہ قادیانی جماعت کی لاہور کی شاخ کی گویا آخری تاویل قرآن ہے۔ مولینا کے قول کے مطابق اس میں زیادہ تفصیل سے بھی کام لیا گیا ہے۔ ہم اس باب میں اسلامی بہشت کی اس تاویل پر غور کریں گے۔ جو مولینا محمد علی صاحب کی اس تازہ تصنیف میں بیان کی گئی ہے۔ بیان القرآن سے بیشتر مولینا نے زبان انگریزی میں قرآن کا ترجمہ اور تشریح شائع کرائی تھی۔ اُردو تفسیر اس انگریزی تفسیر کا ترجمہ تو نہیں۔ ہاں اسی مضمون

کو زیادہ شرح و بسط کے ساتھ اُردو میں بیان کرنے کی کوشش ہے - تاہم دونو کتب کو ایک ساتھ پڑھنے سے ناظر کے دل پر یہ اثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انگریزی تفسیر لکھ کر بھی مولینا اپنی تاویل سے مطمئن نہیں - اس کے بعد اور تاویلیں کرنے کے خواہش مند ہیں - عالم محسوسات سے بہشت کو اور دُور کھینچ لے جانا چاہتے ہیں - ہمیں دیکھنا یہ ہے - کہ کیا آپ اس کوشش میں کامیاب ہوتے ہیں ؛

ہم ذیل میں قرآن کی چند ایک آیات پیش کریں گے - اور ان پر مولینا کے معانی اور نوٹ درج کر کے اُن کی صحت کی تحقیق علمائے اسلام پر چھوڑیں گے ؛

بشر الذین امنوا وعملوا الصالحات ان لهم جنت تجری من تحتها الانهر ...... واتوا به متشابها ولهم ازواج مطهرة وهم فیها خالدون - البقر ۲۵

مولینا کا ترجمہ	مُروّجہ ترجمہ
اُن لوگوں کو خوشخبری دے دو - جو ایمان لاتے اور اچھے کام کرتے ہیں - کہ اُن کے لئے باغ ہیں - جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ...... اور اُنہیں ملتا جلتا (رزق) دیا جائے گا - اور اُن کے لئے اُن میں پاک ساتھی ہونگے - اور اُنہیں میں رہیں گے ؛	خوشخبری دو اُن کو جو ایمان لائے - اور جنھوں نے عمل کئے اچھے کہ اُن کے لئے باغ ہیں - جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ...... انہیں (یہاں سے) ملتا جلتا دیا جائیگا - اور اُن کے لئے پاکیزہ بیویاں ہونگی - اور وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے ؛

مولینا نے اس آیت میں ازواج کے معنے "ساتھی" کئے ہیں - انگریزی

تفسیر میں MATES ترجمہ کیا ہے - اور اس کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے :-

ازواجِ مطہرہ مومنوں کی مومنہ بیویاں ہو سکتی ہیں . . . . زیادہ اغلب یہ ہے کہ وہ بہشتی زندگی کی اُن برکات میں سے ہیں - جن پر مرد وں عورتوں کا برابر حق ہے ؛

اولٰئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ (الکہف (۳) ؛

اُن کے لئے ہمیشگی کے لئے باغ ہیں - جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اُن میں انہیں سونے کے کڑے پہنائے جائیں گے - اور وہ باریک اور موٹے ریشم کے سبز کپڑے پہنیں گے - اور اُن کے اندر تختوں پر تکئے لگائے ہوئے ہونگے ؛

نیچے نوٹ میں لکھا ہے :-

سونے کے کڑے تختوں پر بیٹھنا - فاخرہ لباس - یہ سب زینت کی چیزیں اور سرداری کے نشان ہیں - اور چونکہ یہاں عیسائی اقوام کے بالمقابل مومنین کے لئے نعماء کا ذکر تھا - اس لئے خاص اُن نعماء کا ذکر کیا ہے جس کی مالک اس دُنیا میں یہ قومیں اپنے آپ کو سمجھتی ہیں - اور مراد یہ ہے - کہ حقیقی سرداری اُنہیں لوگوں کی ہے - جو رضائے الہٰی کے طالب ہیں . . . . . . اور اُن کے لباس کو سبز کہا ہے - اس لئے کہ سبز رنگ کے دیکھنے والوں کی آنکھوں کو راحت پہنچتی ہے . . . .

ہاں یہ بھی سچ ہے۔ کہ ان نعمائے جنت کے ذکر میں فتوحاتِ نبوی
کی طرف بھی ایک لطیف اشارہ ہے۔ اور اس کا پتہ ہمیں خود نبی کریم
صلعم کی زبان سے لگتا ہے . . . . . نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اے
سراقہ میں تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے سونے کے کنگن دیکھتا ہوں
چنانچہ یہ خبر جو اس بے سروسامانی کی حالت میں دی گئی تھی۔ کہ ایران
کے خزانے مسلمانوں کے قبضے میں آئیں گے۔ جب خود اپنی جان بھی
سخت خطرے کی حالت میں تھی۔ چوبیس سال بعد پوری ہوئی ؂

یطاف علیھم بکاس من معین بیضاء لذۃ للشاربین
لا فیھا غول ولا ھم عنھا ینزفون وعندھم قاصرات
الطرف عین کانھن بیض مکنون ۔ (الصافات ۴۵ تا ۴۹)

ان میں ایک پیالہ پھرایا جائے گا۔ جو جاری پانی سے ہوگا۔ پینے والے کے
لئے لذیذ۔ نہ اس میں ہلاکت ہوگی۔ اور نہ وہ اس سے متوالے ہوں گے۔ اور
ان کے پاس نیچی نگاہوں والی۔ بڑی آنکھوں والی ہونگی۔ گویا وہ محفوظ کئے ہوئے انڈے
ہیں۔ ؂

نوٹ میں لکھا ہے :۔

بہشت میں عورتیں بھی ہونگی۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کیونکہ جو انعام مومن مردوں
کے لئے ایمان اور عمل صالح پر ہے۔ وہی مومن عورتوں کے لئے ہے۔
اور مومن عورتیں بہشت میں اسیطرح جائیں گی۔ جس طرح مومن مرد۔ اس
لئے "عندھم قاصرات الطرف" میں ان پاک دامن بیویوں کا ذکر
بھی ہوسکتا ہے۔ جنہوں نے یہاں اپنی نگاہوں کو کسی ناجائز موقعہ پر نہیں
اٹھایا . . . . . . بہشت کی قاصرات الطرف کو بھی اس دنیا کی عورتوں پر

قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ . . . . . بہشت کی قاصرات الطرف بھی مردوں
اور عورتوں کے لئے یکساں ہیں ؎

اس نوٹ میں قاصرات الطرف کے معنی اوّل تو مومنوں کی احبا بیویاں
کئے پھر کہا کہ وہ دُنیا کی عورتیں نہیں۔ پھر فرمایا۔ یہ نعمت مردوں اور عورتوں دونو
کے لئے یکساں ہے۔ ان معانی کا آپس میں میلان کس طرح ہو۔ مولانا تاویلات
کے دگدے میں ہیں ؎

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۙ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۙ يَّلْبَسُوْنَ
مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۙ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ
بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۙ (الدخان ۵۱ تا ۵۴) ؎

مُتقی امن کی جگہ میں ہونگے۔ یعنی باغوں اور چشموں میں باریک اور موٹا ریشم
پہنیں گے۔ ایک دُوسرے کے سامنے (بیٹھیں گے) ایسا ہی ہوگا۔ اور ہم
اُنہیں خوب صورت حوروں کے ساتھی بنا دیں گے ؎

"زوجناھم" کے معنی دُوسرے مفسر "بیاہ دیں گے" کرتے ہیں۔ مولانا
نے کیا ہے۔ "ساتھی بنا دیں گے"

اوپر دیئے گئے نوٹ کی طرف اشارہ فرما کر کہا ہے:۔

اگرچہ یہ الفاظ (حُور اور عین) ایسے ہیں۔ جو عورتوں کے لئے عام طور پر
استعمال ہوتے ہیں۔ مگر مراد اس سے فی الواقعہ عورتیں نہیں ہو سکتیں۔ . .
کیونکہ نعمائے بہشتی میں نام بے شک اس دُنیا کے ہیں۔ مگر ان چیزوں کی اصل
حقیقت وہ نہیں۔ اور اصل غرض صرف کمال حسن کو ظاہر کرنا ہے۔ جو انسان
کے حسن اعمال کا نتیجہ ہے ؎

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۙ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ

مِن مَّعِینٍ ۝ لَّا یُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا یُنزِفُونَ ۝ وَفَاکِهَةٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُونَ ۝ وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَهُونَ ۝ وَحُورٌ عِینٌ ۝ کَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَکْنُونِ ۝ (الواقعہ ۱۷ تا ۲۳)

اُن میں ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہنے والے لڑکے پھر رہے ہوں گے۔ آبخورے اور لوٹے اور جاری پانی کا پیالہ لئے ہوئے۔ اس سے اُنہیں دردِ سر نہ ہوگی اور نہ وہ متوالے ہوں گے۔ اور میوہ جیسا وہ پسند کریں اور پرند کا گوشت جس کی اُنہیں خواہش ہو۔ اور خوب صورت حوریں۔ محفوظ رکھے ہوئے موتیوں کی طرح ؏

لَا یَرَوْنَ فِیهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِیرًا ۝ .... وَیُطَافُ عَلَیْهِم بِآنِیَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَکْوَابٍ کَانَتْ قَوَارِیرَا ۝ قَوَارِیرَا مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِیرًا ۝ وَیُسْقَوْنَ فِیهَا کَأْسًا کَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِیلًا ۝ عَیْنًا فِیهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِیلًا ۝ وَیَطُوفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ۝ (الدہر ۱۳ تا ۱۹)

نہ اُس میں دھوپ کی حدّت دیکھیں گے۔ اور نہ سخت سردی .... اور اُن پر چاندی کے برتن پھرائے جاتے ہوں گے۔ اور آب خورے جو شیشہ کے ہیں۔ شیشے کے۔ چاندی کے۔ اُنہوں نے اسے اندازے سے بنایا ہے۔ اور اس میں اُنہیں ایک پیالہ پلایا جائے گا۔ جس کی ملونی سونٹھ کی ہوگی۔ اُس کے ایک چشمے سے جس کا نام سلسبیل ہے۔ اور اُن پر ہمیشہ ایک حالت پر رہنے والے لڑکے بھی ملیں گے۔ جب تو اُنہیں دیکھیگا۔ تو اُنہیں بکھرے ہوئے موتی سمجھیگا ؏

نوٹ میں لکھا ہے :-

پہلے ایک کاس کا ذکر کیا تھا۔ جس کی ملونی کافور کی ہے۔ یہاں ایک کاس کا ذکر ہے۔ جسکی ملونی سونٹھ کی ہے۔ وہاں اس قوت کی طرف اشارہ تھا۔ جو بدیوں کو دباتی ہے۔ یہاں اس قوت کی طرف اشارہ ہے۔ جو عمل کی طاقت پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ زنجبیل کا خاصہ یہی ہے۔ کہ وہ قوت دیتی ہے ۔

بعض مقامات پر ایک جنت کی جگہ دو جنتوں کا ذکر ہے۔ سورۃ الرحمٰن آئتہ ۷۴ میں لفظ جنتٰن ، پر مولینا لکھتے ہیں :-

میرے نزدیک دو جنتوں سے مراد ایک اس دنیا کی جنت ہے۔ اور ایک آخرت کی جنت . . . . . . اس دنیا کی جنت سے مراد فتوحات ظاہری بھی ہو سکتی ہیں۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں حدیث میں جو دجلہ و فرات یا نیل و فرات کو انہار جنت میں سے قرار دیا ہے۔ تو وہ شائد اسی طرف اشارہ ہو ۔

جنت کے اس موخر الذکر معنی کی طرف اشارہ تو اوپر کے ایک نوٹ میں بھی ہو چکا ہے۔ انگریزی تفسیر میں اس معنی پر زور دیا گیا ہے۔ اردو میں فقط اشاروں کنایوں سے کام لیا ہے۔ چنانچہ سورۃ الرحمٰن آئتہ ۵۸ میں جہاں حوروں کا ذکر ہے۔ مولینا نے اپنی انگریزی تفسیر میں مندرجہ ذیل نوٹ تحریر فرمایا ہے :-

یہاں ان اعلیٰ نسب کی شریف خواتین کا بیان کیا گیا معلوم ہوتا ہے۔ جو سیریا کی فتح کے بعد مسلمان فاتحوں کے نکاح میں آئیں (جہاں تک اس وعدے کا دنیا سے تعلق ہے)۔

یہ چند نمونے ہیں ان تاویلات کے۔ جو جماعت احمدیہ لاہور کے

اس پر مولینا محمد علی صاحب نے قرآن کی چند آیات کی کی ہیں۔ جنت اُن
کی نظر میں دو قسم کی ہے۔ ایک دُنیوی۔ اس سے مُراد دجلہ۔ فرات کے بیچ کا
یا آس پاس کا باغ ہے۔ جہاں اس باغ کی تفاصیل ہیں سونے کے کنگن کا
ذکر ہے۔ وہ مولینا کے خیال میں کسرےٰ کا کنگن ہے۔ جو سلطنت فارس کے
خزائن کا قائم مقام ہے۔ اس ضمن میں جو جنت کی ازواج مطہرات یا حُور
عین کا ذکر ہے۔ اس سے مُراد ان ریاستوں کی اعلیٰ النسب خاتونیں ہیں۔
جو مسلمان فاتحوں کی بیویاں بنیں۔ ایک اور جنت عالم عقبیٰ سے تعلّق
رکھتی ہے۔ اس میں بھی ذکر تو باغوں۔ نہروں۔ شراب و شیر۔ کنگن اور ریشم
کے کپڑوں۔ پرندوں کے گوشت اور حُور و غلمان کا ہے۔ مگر مولینا کے خیال
میں یہ نعمتیں دُنیاوی نہیں۔ صاف کہا ہے۔ کہ یہاں کی نعمتوں سے "ملتا جلتا
(رزق)" تمہیں وہاں ملیگا۔ مگر مولینا یہاں تمثیل بہ یہاں کی روحانی لذت
کو تصوّر فرماتے ہیں۔ اور جو زنجبیل یعنی سونٹھ کا ذکر آ گیا ہے۔ تو زنجبیل کی
خاصیت جو حکمت کی کتب میں بتائی ہے۔ کہ یہ مقوی دوا ہے۔ اس کی بنا پر مولینا
فرماتے ہیں۔ زنجبیل وہاں ملنے کے معنی ہیں قوتِ عمل کا ملنا۔ اور حور کے لغوی معنی ہیں پاکیزہ۔ مولینا
کا خیال ہے۔ کہ یہ کوئی پاکیزہ برکت ہے۔ جو مرد و عورت دونو کو یکساں
ملے گی۔ مگر مولینا کو یہ بھی اعتراف ہے۔ کہ قاصرات الطرف اور حُور عین وغیرہ
الفاظ کا استعمال ہوتا عورتوں کے لئے ہے۔ تو کیا مومنات کو عورتیں ملینگی۔
اُن کے ساتھی ہونے میں کوئی ہرج نہیں۔ لیکن مردوں کے ساتھی بھی
مرد ہی بنائے جاتے تو کیا ہرج تھا؟

مولینا نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ کہ ازواج کا تعلق وہاں وہ نہ ہوگا
جو یہاں ہے۔ تو ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہنے والے غلمان یا وِلدان"

کیا ہیں؟ مولینا ثناء اللہ صاحب انہیں بہشتی مردوں کی اولاد مانتے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ جہاں تک الفاظ کا تعلق ہے۔ مولینا قرآن شریف کی جنت کو جسمانیت کی لاگ سے بری ثابت کر نہیں سکے۔ اور اگر بہشت جسمانی ہے۔ تو اس دنیا سے اس کا اختلاف کس بات میں ہے؟ یہی نہ کہ وہاں کی شراب میں تلخی نہ ہوگی۔ اس سے دماغ میں خلل نہ پیدا ہوگا۔ تو کیا ایسے شربت یہاں موجود نہیں۔ جو سرور تو پیدا کریں۔ مگر نقصان نہ پہنچائیں؟ قرآنی جنت کا اگر کوئی پاکیزہ تصور ہو سکتا ہے۔ تو ہمارے خیال میں وہ تصور ایک پاکیزہ گرہست ہی کا ہے۔ ایک پرہیزگار خانہ دار کی بیوی۔ بہنیں۔ لڑکیاں۔ لڑکے اور اُن کے ساتھ پاکیزہ لذات کے سامان۔ کی موجودگی بہشت نہیں تو کیا ہے؟ موتی سے لڑکے اور ڈبیہ میں رکھے جواہرات سی خاتونیں۔ آخر کوئی قابل پرہیز چیزیں تو ہیں نہیں۔ عقبےٰ میں ان انعام کے ماننے کے لئے پنرجنم کا عقیدہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ہمارا خیال ہے۔ کہ یہ عقیدہ قرآن کے مسلمات میں سے ہے۔ تناسخ کا انکار قرآن میں کہیں نہیں ہوا۔ اِس کے برخلاف آیات کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے۔ جس کے معنی بغیر تاویل کے اگر کچھ ہو سکتے ہیں۔ تو وہ جنموں کے تکرار ہی کے ہیں۔ چنانچہ کہا ہے:۔

ثم بعثنٰکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون — بقرع ۶

پھر پیدا کیا تم کو بعد موت کے شائد تم شاکر ہو

فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم — بقرع ۲۲

پس کہا اُن سے اللہ نے۔ مرجاؤ اور پھر انہیں زندہ کر دیا

فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ — بقرع ۳۵

پس مار دیا اللہ نے اسے سو برس۔ پھر جلا دیا ؀

مَن عمل صالحاً من ذکرٍ او انثیٰ وهو مومن فلنحیینه حیوۃ طیبۃ۔ (نحل ع ۱۳) "

جس نے عمل کئے اچھے مردوں میں سے اور عورتوں میں سے اور وہ مومن ہے۔ پس اُسے عطا کی زندگی اچھی ٭

قالوا ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین (المومن ع ۲)

کہیں گے اے رب ہمارے۔ مارا تو نے ہمیں دوبار اور جلایا دوبار

قال من یحیی العظام وهی رمیمٌ قل یحییها الذی انشاءها اول مرۃ (یس ع ۵) ٭

کہتے ہیں کیا جلائی جائیں گی ہڈیاں ہماری اور وہ ہوں گی سڑی ہوئی؟ کہ۔ وہ زندہ کرے گا۔ جس نے بنایا پہلی بار ٭

فاحیینا به الارض بعد موتها کذالک النشور (فاطر ع ۲)

پس جلاتے ہیں ہم زمین کو بعد اُس کی موت کے۔ ایسا ہے زندہ کرنا۔

ثم یمیتکم ثم یحییکم (الروم ع ۴)

پھر تمہیں مار دیتا ہے۔ پھر تمہیں زندہ کر دیتا ہے ٭

یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحیی الارض بعد موتها کذالک تخرجون الروم ع ۴

نکالتا ہے زندہ کو مرے سے اور مرے کو جیتے سے اور جلاتا ہے زمین کو بعد موت اس کی کے۔ ایسے ہی تم نکالے جاؤ گے ٭

ان هولاء یقولون ان هی الا موتتنا الاولیٰ وما نحن بمنشرین دخان ع ۲

کہتے ہیں (کافر) نہیں یہ موت ہماری مگر پہلی اور نہیں ہم پھر

جلائے گئے ؟

"انا لفی خلق جدید، بل ھم بلقائ ربھم کافرون"

(سجدہ ع ۱)

کیا ہم نئی پیدائش میں جائیں گے ؟ البتہ (ایسے منکر) اپنے خدا کی ملاقات سے انکار کرتے ہیں ؟

اذا کنا ترابا و آباؤنا ائنا لمخرجون — انمل ع ۶

جب مٹی ہو جائیں گے ہم اور باپ ہمارے۔ کیا ہم نکالے جائیں گے ؟

اوپر کی آیات میں اس زندگی کے بعد دوسری زندگی کا اذکار صاف ہے۔ یہی نہیں۔ اس سے پہلے مرنے کا ذکر بھی ہے۔ چنانچہ کہا ہے۔ زندہ کو مرے سے نکالتا ہے۔ اور مرے کو زندہ سے۔ جس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ جینے اور مرنے کا ایک مسلسل سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اگر زندگی سے پہلے کی حالت کو موت نہیں۔ بلکہ عدم مانا جائے۔ تو اس کے بعد کی موت کو بھی عدم تسلیم کرنا ہوگا۔ لیکن یہ اسلام کا عقیدہ نہیں۔ جب زندگی سے پہلے کی اور بعد کی دونو حالتوں کو موت کہا ہے تو سوائے تناسخ کے اس عبارت کا اور مطلب ہی کیا ہو سکتا ہے ؟ اس زندہ کرنے میں تمثیل دی ہے زمین کی۔ جیسے وہ بالترتیب خشک اور سبز ہوتی رہتی ہے۔ ویسی ہی ہماری روح کی حالت ہے۔ کہ اس پر بھی زندگی اور موت کی کوائف لاحق ہوتی رہتی ہیں۔ ایک آئت میں کہ دیا ہے۔ سو برس تک مار دیا۔ اور اس کے بعد زندگی بخشی۔ یہ زندگی قیامت کے روز کی نہیں۔ بہر حال اس سے پیشتر کی ہے۔ جو سوائے تناسخ کے اور کسی طرح ہونی ممکن نہیں ؟

اگر اہل اسلام اس عقیدے کے قائل ہو جائیں۔ جیسے تناسخیہ فرقہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ہیں تو وہ اسلامی بہشت کی توضیح وہی کر سکتے ہیں۔ جو وید کے سورگ کی ہے۔ اس صورت میں نہ تو کسی ملک کے فتح کرنے اور وہاں کی اعلیٰ النسب عورتوں سے شادی کی تحریص کا الزام ہی کلام اللہ پر آئے گا۔ نہ سونے کے کنگن کو ملک ایران کے عزائم کا قائم مقام تصور کرنا ہوگا۔ ہر ملک کے لوگ آزاد رہنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں محبت کا رشتہ چاہے کسی ملک کے مرد کا کسی ملک کی عورت سے قائم ہو جائے۔ لیکن ایک قوم دوسری قوم کی مفتوح ہو۔ اور اس فتح کے زور سے مفتوح ملک کی اعلیٰ النسب خاتونیں فاتحوں کے رشتہ نکاح میں آئیں یہ صریح ظلم ہے۔ یہ کلام الٰہی کی تلقین نہیں ہو سکتی۔ اور در حقیقت قرآن کے الفاظ میں یہ بات مذکور بھی نہیں۔ خود مفسر صاحب اس نکتے پر زیادہ لطافت سے غور فرمائیں گے۔ تو اسے ارشاد الٰہی سے ہرگز ہرگز منسوب نہ کریں گے ⁂

خیر اس بات کا فیصلہ خود اہل اسلام پر ہے۔ ہم نے دیباچہ ہی میں مولینا ثناء اللہ صاحب۔ مولینا عبد اللہ صاحب چکڑالوی اور خود قادیانی جماعت کے مولینا محمد اسحٰق صاحب کے اقوال پیش کئے تھے۔ جن سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ابھی خود مسلمان حضرات قرآنی بہشت کی اسی صورت کے قائل ہیں جس سے مولوی عبد الحق صاحب بیزار معلوم ہوتے ہیں "آریہ سماج کے سب سے بڑے اعتراض" کا اصلی جواب تو ان اہل اسلام حضرات کو اس خیالی کا قائل کرنا ہے۔ کہ قرآن کا بہشت فقط "ایمانیات کا باغ" ہے۔ وہ ایک روحانی کیفیت ہے۔ جس میں جسمانیت کا شائبہ نہیں۔ بیویاں اور لڑکے اور کنگن اور ریشم اور شراب طہور اور پرندوں کا گوشت اور سونٹھ کا پانی فقط استعارات

ہیں۔ جن کا مطلب فقط اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ حوریں ممکن ہے۔ اپنی ہی بیویاں ہوں۔ یا کسی مفتوح ملک کی اعلیٰ النسب خاتونیں یا کوئی رُوحانی برکتیں۔ ان کا تو پھر کوئی صاف مطلب ہے بھی۔ دیگر نعما کے متعلق تو اتنا بھی نہیں کہا جا سکتا۔ اللہ تعالےٰ نے بہشت کی مثال دی ہے۔ لیکن مثل اور مثل بہ میں کوئی مماثلت ہے ہی نہیں۔ بہشت کی بیویاں ہوں گی تو بیویاں۔ لیکن بیویاں نہ ہونگی۔ وہاں کے لڑکے ہوں گے تو لڑکے لیکن لڑکے نہ ہوں گے۔ وغیرہ۔ تو اس تمثیل کا مطلب ہی کیا؟

احمدی حضرات کا زیادہ زور ان الفاظ پر رہتا ہے۔ کہ قرآن کی نعمتیں اس دُنیا کی نعمتوں جیسی نہیں۔ اگرچہ سورہ بقر میں ان نعمتوں کو یہاں کی نعمتوں سے صاف "متشابہ" کہا گیا ہے۔ مولینا عبدالحق صاحب اپنی کتاب "ویدوں کا بہشت" کے صفحہ ۴۳ پر رقم فرما ہیں:

جبکہ وہاں کی ہر ایک چیز کو دائمی اور ہر ایک نعمت کو غیر منقطع قرار دیا گیا ہے۔ تو اس سے ظاہر ہے۔ کہ جنت کی نعما اس دُنیا کی نعما سے علیحدہ کوئی حقیقت رکھتی ہیں:

آپ نے فرق بتایا ہے فقط منقطع اور غیر منقطع ہونے کا۔ اگر یہی اُن کی علیحدہ حقیقت ہے۔ کہ یہاں جو لذت جلدی ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں وہ ابد تک بنی رہتی ہے۔ تب تو اور بات ہے۔ ورنہ دیگر اختلاف کی کوئی سند آپنے نہیں دی۔ بلکہ لفظ "متشابہ" اس اختلاف کی صاف تردید کر رہا ہے اور مثل کے معنی بھی یہی ہیں۔ کہ ایسی ہی ہیں:

آپ نے اسی صفحہ ۴۳ پر قرآن کا یہ قول نقل فرمایا ہے:-

فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا

یعملون * (سجدہ ۱۷) *
کوئی شخص نہیں جانتا۔ کہ لوگوں کے نیک عملوں کے بدلے میں کیسی کیسی
آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پردہ غیب میں رکھی گئی ہے *

مگر پھر کہا جو ہے۔ کہ باغ ہیں۔ ٹھنڈی چھائیں ہیں۔ حوریں ہیں۔ غلمان
ہیں۔ شراب طہور ہے اور لحم الطیور ہے۔ تو اس کا کچھ مطلب تو ہونا ہی
چاہیئے۔ یا یہ دو قسم کے اقوال باہم متضاد ہیں۔ ہمارے خیال میں آپ نے خود
دو نو قسم کے انعام میں درست تمیز فرمادی ہے۔ کہ یہاں کی نعمتیں عارضی ہیں۔
وہاں کی دائم۔ یا جیسے کچھ آپنشد کی مندرجہ ذیل عبارت "انسان ان کو نہیں
پاسکتے" کو کچھ اضافہ کے ساتھ "اس دنیا میں انسان ان کو نہیں پاسکتا" کی
صورت دے کر آپ نے اس کی تشریح فرمائی ہے "گویا ایسی حسین اور دلربا
شکل والی ہونگی۔ کہ کوئی انسان اس دنیا میں ان کے حسن عالمتاب کا اندازہ
بھی نہیں کرسکتا" * (ویدوں کا بہشت صـ ۱۲۹)

یہی توضیح قرآن کے متذکرہ قول کی کردی جائے۔ تو عین موزون ہے۔
یہ توضیح ہماری نہیں۔ آپ کی اپنی ہے۔ دنیوی اور اخروی انعام میں فرق
درجہ کا رہا۔ جنس یا ماہیت کا نہیں *

خیر ہمارے نزدیک تو سورگ خوشی کے عالم کا نام ہے۔ جو اسی دنیا
میں میسر آتا ہے۔ اگر یہاں کی جسمانی لذات میں زائد جائز احظاظ شامل کرلیا
جائے۔ خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است کا مقولہ ہر احظاظ میں
شامل رہے۔ تو یہی زندگی بہشت کی زندگی ہوجاتی ہے۔ جب مدنظر
کو جانبت ہے۔ پرمیشور کی رضا پر راضی رہنا۔ اور اس کے مسرور ہیں عین
سرور ہوجاتا ہے۔ تو پھر اس کیفیت کے حصول کے مادی ذرائع بھی درحقیقت

اپنے نصب العین کے رُوحانی رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ عبادت کے قابل رہنے
کے لئے کھانا پینا عین عبادت ہے۔ اسی طرح عالمِ خانہ داری بھی۔ جس
میں بیوی بچوں کا پیار۔ آہستہ آہستہ انسان کو شخصی اغراض سے ہٹا کر اس
کی محبت کے دائرہ کو وسیع کرتا ہے۔ اور اس میں وسیع خوشی کی حس پیدا کر کے
اسے تمام عالم کو اپنا کنبہ سمجھنے کی اہلیت بخشتا ہے۔ وہ بھی گونہ طاعت اور
عبادت ہے۔ یعنی یگیہ۔ یہ کیفیت ویدوں کے سوَرگ کی ہے۔ اگر قرآن کا
بہشت بھی ایسا ہی ہو۔ تو پھر تو ؎

من تو شُدم تو من شُدی من تن شُدم تو جاں شُدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کی کیفیت ہو جائے۔ آریہ سماج اور اسلام میں فرق نام کا رہ جائے
اور رشی دیانند کی دلی آرزو پوری ہو۔ رشی فرماتے ہیں:۔

سب کو طریق یگانگت پر لا کر دشمنی چھڑا کر آپس میں مستحکم محبت کا رشتہ
قائم کر کے سب کو آرام پہنچانے کے لئے میری کوشش اور مدعا ہے۔
(ستیارتھ پرکاش خاتمہ)

آپ ذرا قائل ہوں یا نہ ہوں۔ عملاً تو آپ کی تفسیر اس بات کی بیّن
شہادت دے رہی ہے۔ کہ آپ کا اندرونی اعتقاد رشی دیانند کی تلقین
میں ہے۔ آپ نے قرآن شریف میں سے کچھ حد تک وہی راستہ نکالنے کی
کوشش کی ہے۔ جو وید شاستر اور رشی دیانند کا ہے۔ درحقیقت معقولیت
اور بے لوث روحانیت کا راستہ ہے بھی وہی۔ رشی کی تلقین کا مکمل مرید۔
مکمل پیرو ہو جانے کے لئے کچھ اور ہمت کی ضرورت ہے۔ وہی تلقین قرآن
شریف کے الفاظ میں ملتی ہے یا نہیں۔ یہ جدا سوال ہے۔ اس کے اشارہ سے

ضرور قرآن میں ہیں۔ ان اشارات کی بنیاد پر مکمل عمارت کھڑی کر لینا
محنت اور ذہانت چاہتا ہے۔ ممکن ہے۔ اس میں کامیابی ہو جائے۔ اس
وقت جیسے ہم نے مندرجہ بالا اقتباسات سے ثابت کیا ہے۔ مُفسر
صاحبان کی استعداد کی کمی اور متن قرآن کی مُشکلات کی وجہ سے کوشش پوری
بار آور نہیں ہو رہی۔ تاہم کوشش مبارک ہے۔ یہ سلسلہ جاری رہے۔ نتیجہ
آخر کو یہی ہوتا ہے۔ کہ اہل اسلام آریہ سماج کے ہم نوا ہو جائیں۔ خود قرآن
کے لفظوں ہی ہوں۔ یا اُس کے بغیر۔ یہ پیش گوئی کرنا مشکل ہے۔ ہم ان
اعتراضات کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ ہاتھ چاہے اُٹھے وار کیلئے ہیں مگر ان
کا رجحان ہماری طرف ہے۔ یہ ہمارے جذبۂ محبّت پر منحصر ہے۔ کہ ہم
ان حملہ کے لئے اُٹھے ہوئے بازؤں کو گردن میں لپٹنے والی باہیں
بنالیں ع

کیا جُھکی گردن کہ خنجر بازوئے خم ہو گیا

क्रम संख्या	प्रमाण	प्रमाणों का पता	पृष्ठ
२७७	स्वधर्ममपि चावेक्ष्य	गीता २ ३१	१५७
२७८	स्वधा पितृभ्यः पृथिवीषद्भ्यः	अथ० १८. ४. ७८	५८
२७६	स्वधा पितृभ्यो अन्तरिक्षसद्भ्यः	अथ० १८ ४ ७६	८५
२८०	स्वधा पितृभ्यो दिविषद्भ्यः	अथ० १८ ४ ८०	८५
२८१	स्वर्गा लोका अमृतेन	अथ० १८. ४ ३	१६१
२८२	हतो वा प्राप्स्यसि स्वर्गं	गीता० २. ३७	१५७
२८३	शतं चैका च हृदयस्य	छान्द० ८ ६. ६, कठ० २ ६ १६	१२२
२८४	हिमं घ्रंसं चाधाय यूपान्	अथ० १३ १. ४७	६२
२८५	हिरण्यदा अमृतत्वं भजन्ते	अथ० ६. ५. १८	१५१
२८६	हिरण्ययाः पन्थानः	अथ० ५ ४. ५	१८७
२८७	हिरण्ययी नौः	अथ० ५. ४ ४	१८७

गंगाराम पाठक के प्रबन्ध से गुरुकुल प्रेस, कनखल में छपी।

क्रम संख्या	प्रमाण	प्रमाणों का पता	पृष्ठ
२३६	ये युध्यन्ते प्रधनेषु	अथ० १८ २. १७	१११
	" "	" "	१२४
२३७	ये ये कामा दुर्लभा	कठोपनिषद् १ २५	२३०
२३८	ये शतं मनुष्याणाम्	बृहदा० ४. ३. ३३	८३
२३९	येषां पश्चात् प्रपदानि	अथ० ८. ६ १५	२१७
२४०	ये समानः समनसः	यजु० १९ ४५. १९. ४६	९४
२४१	यो जाम्या अप्रथयस्तद्	अथ० २० १२८ २	१४१
२४२	यो ददाति शितिपादं	अथ० ३ २९ ३	१५०
२४३	यो ब्राह्मणं मन्यते अन्नमेव	अथ० ५. १८. ४	१३९
२४४	यो ममार प्रथमो	अथ० १८. ३ १३	९१
२४५	यो वै तां ब्रह्मणो	अथ० १०. २ २९	१९४
२४६	राज्ञ्यसि प्राचीदिग्	यजु० १५ १०	१५४
२४७	वरणेन प्रव्यथिता भ्रातृव्या	अथ० १० ३. ६	१४१
२४८	वशा माता राजन्यस्य	अथ० १२. ४. ३३	१४१
२४९	वातो गन्धर्वः	यजु० १८ ४१	२०१
२५०	वासांसि जीर्णानि यथा	गीता २. २२	७८
२५१	विश्वावसुरभि तन्नो	ऋ० १०. १३९. ५	२०५
२५२	विष्टारिणमोदनं ये	अथ० ४. ३४. ३	१४९
	" "	" "	२२७
२५३	विष्टारिणमोदनं ये	अथ० ४. ३४ ४	२०४
२५४	वेदाहमेतं पुरुषं महान्तं	यजु० ३१ १८	५६
२५५	शं तप मातितपो	अथ० १८. २ ३६	१२६

क्रम संख्या	प्रमाण	प्रमाणों का पता	पृष्ठ
२१४	याभिः सोमो मोदते	ऋ० १०. ३०. ५	२२२
२१५	याः क्लन्दास्तमिषीचयो	अथ० २. २. ५	२०८
२१६	यास्ते शिवास्तन्वः	अथ० ६. २. २५	४३
२१७	ये अग्निदग्धा	ऋ० १०. १५. १४	८६
२१८	ये अग्निष्वात्ता	यजु० १६. ६०	८६
२१९	ये अस्नो जातान् मारयन्ति	अथ० ८. ६. १६	२१६
२२०	ये गन्धर्वा अप्सरसो	अथ० १२. १. ५०	२१५
२२१	ये च जीवा ये च	अथ० १८. ४. ५७	१६२
२२२	ये चित्पूर्व ऋतसाता	अथ० १८. २. १५	१२४
२२३	ये चिद्धि मृत्यु बन्धव	ऋ० ८. १८. २२	११८
२२४	ये चेह पितरो	ऋ० १०. १५. १३	८८
२२५	ये ते पूर्वे परागता	अथ० १८. ३. ७२	१६२
२२६	ये देवा दिविष्ठ	अथ० १. ३०. ३	१२०
२२७	येन देवाः स्वरारुहुः	अथ० ४. ११. ६	१४८
२२८	येन महानघ्न्या	अथ० १४. १. ३६	२००
२२९	ये नः पितुः	अथ० १८. ३. ५६	८४
२३०	ये निखाता ये	अथ० १८. २. ३४	६१
२३१	ये पाकसंसं विहरन्त	ऋ. ७. १०४. ९	१३५
२३२	ये ब्राह्मणं प्रत्यष्ठीवन्	अथ० ५. १६. ३	१३६
२३३	येभ्यो माता मधुमत्	ऋ० १०. ६३. ३	२३२
२३४	ये मृत्यव एकशतं	अथ० ८. २. २७	११६
२३५	ये यज्ञेन दक्षिणया	ऋ० १०. ६२. १	१८३

क्रम संख्या	प्रमाण	प्रमाणों का पता	पृष्ठ
१९२	य ऋतेन सूर्यमारोहयन्	ऋ० १०. ६२. ३.	१८३
१९३	यच्च वर्चो अक्षेषु	अथ० १४. १. ३५.	१९९
१९४	यज्ञं यन्तं मनसा	अथ० ६. १२२. ४	१७३
१९५	यज्ञो गन्धर्वः	यजु० १८. ४२.	२०२
१९६	यत्पुरुषं व्यदधुः	यजु० ३१. १०	५४
१९७	यत्र कामा निकामाश्च	ऋ० ९. ११३. १०	१६५
१९८	यत्र ज्योतिरजस्रं	ऋ० ९. ११३. ७.	१६४
१९९	यत्रानन्दाश्च मोदाश्च	ऋ० ९ ११३ ११	१६५
२००	यत्रानुकामं चरणं	ऋ० ९ ११३. ९	१६४
२०१	यत्र राजा वैवस्वतो	ऋ० ९. ११३. ८	१६४
२०२	यथा सुहार्दः सुकृतो	अथ० ३ २८. ५	१७७
२०३	यथाज्यं प्रगृहीतमालुम्पेत्	अथ० १२. ४. ३४	१४१
२०४	यथा नातः पुनरेकश्च	ऋ० ७. १०४. ३	१३५
२०५	यथा यथा प्राणग्रहा	शतपथ ४. ६. १. १	१७८
२०६	यदन्यासु वृषभो रोरवीति	ऋ० ३. ५५. १७	२२२
२०७	यदृच्छया चोपपन्नं	गीता २. ३२	१५७
२०८	यद्वो अग्निरजहादेक मङ्गं	अथ० १८. ४ ६४	१७६
२०९	यमो नो गातुं प्रथमो	ऋ १०. १४ २	९६
२१०	यस्ते देवेषु महिमा	अथ० १९. ३. ३	१७७
२११	यस्मिन्वृक्षे मध्वदः	ऋ० १. १६४. २२	१८६
२१२	यस्मिन् वृक्षे सुपलाशे	ऋ० १०. १३५. १	१८५
२१३	यस्येमाः प्रदिशो	ऋ० १०. १२१. ४	६४

क्रम संख्या	प्रमाण	प्रमाणों का पता	पृष्ठ
१४८	निधिं निधिपा अभ्येनम्	अथ० १२. ३. ४२	१७०
१४९	नैनं घ्नन्त्यप्सरसो	अथ० ८. ५. १३	२१५
१५०	पञ्चौदनः पञ्चधा	अथ० ९. ५. ८	१७१
१५१	पतिं मे केवलं कृधि	अथ० ३. १८. २	२२१
१५२	परं मृत्यो अनुपरेहि	ऋ० १०. १८. १	११२
१५३	परः सो अस्तु तन्वा तना	ऋ० ७. १०४ ११	१३६
१५४	पापमाहुर्यः स्वसारं	अथ० १८. १. १४, ऋ० १०. १०. १२	२२०
१५५	पापासः सन्तो अनृता	ऋ० ४. ५. ५	१३४
१५६	पुण्यकृतो ह्येव	निरुक्त २ १४	१०५
१५७	पुनर्देहि वनस्पते	अथ० १८. ३ ७०	१२८
१५८	पुनर्नः पितरो मनो	ऋ० १०. ५७ ५	७८
१५९	पुरुष एवेदं सर्वं	यजु० ३१. २	५२
१६०	पृष्ठात् पृथिव्या अहमन्तरिक्षं	अथ० ४. १४. ३	१७३
१६१	प्र तद्वोचेदमृतस्य	अथ० २. १. २	८१
१६२	प्रतीच्यां त्वा दिशि	अथ० १८. ३. ३२	६३
१६३	प्रतीमां लोका	अथ० १८. ४. ५	१९१
१६४	प्रपदोव नेनिग्धि	अथ० ९. ५. ३	१७०
१६५	प्रभ्राजमानां हरिणीं	अथ० १०. २. ३३	१९५
१६६	प्र या जिगाति खर्गलेव	ऋ० ७. १०४. १७	१३७
१६७	प्रवर्तय दिवो अश्मानमिन्द्र	ऋ० ७. १०४. १९	१३८
१६८	प्राच्यां त्वा दिशि पुरा	अथ० १८. ३. ३०	६३

क्रम संख्या	प्रमाण	प्रमाणों का पता
१८	अनस्थाः पूताः पवनेन	अथ० ४. ३४. २
१९	अनुच्छ्य श्यामेन	अथ० ९. ५. ४
२०	अनृणा अस्मिन्ननृणाः	अथ० ६. ११७ ३
२१	अन्वारभेथा मनुसंरभेथां	अथ० ६. १२२ ३
२२	अपाङ् प्राङेति स्वधया	ऋ० १. १६४. ३८
२३	अपूपापिहितान्	अथ० १८. ४. २५
२४	अपेत वीत वि च	ऋ० १०. १४. ९
२५	अभि त्वोर्णोमि पृथिव्या	अथ० १८. २. ५२
२६	अभ्रिये दिद्युन्नक्षत्रिये	अथ० २. २. ४
२७	अयमकृणोदुषसः	ऋ० ६. ४४ २३
२८	अयं नाभा वदति वल्गु	ऋ० १०. ६२. ४
२९	अय लोको जालमासीत्	अथ० ८. ८. ८
३०	अयं लोकः प्रियतमो	अथ० ५. ३०. १७
३१	अर्वाञ्चो अद्या भवता	यजु० ३३. ५१
३२	अवसृज पुनरग्ने पितृभ्यो	अथ० १८ २ १०
३३	अशिता लोकाच्छिनत्ति	अथ० १२. ५. ३८
३४	अश्वत्थो देव " "	अथ० ५. ४. ३ " "
३५	अश्वत्थो देवसदनः	अथ० १९. ३९. ६
३६	अष्टचक्रा नवद्वारा	अथ० १०. २. ३१
३७	असौ यो अधराद्गृहस्तत्र	अथ० २. १४. ३
३८	असंबाधे पृथिव्या	अथ० १८. २२०
३९	अहमिन्द्रो न पराजिग्ये	ऋ० १०. ४८. ५

* ओ३म् *

पुस्तक में आये प्रमाणों की वर्णानुसारिणी अनुक्रमणिका